ہماری ویب ڈیجیٹل بک

حسیب اعجاز عاشر

HASEEB EJAZ AASHIR

ہماری ویب پر شائع شدہ تحریروں کا مجموعہ

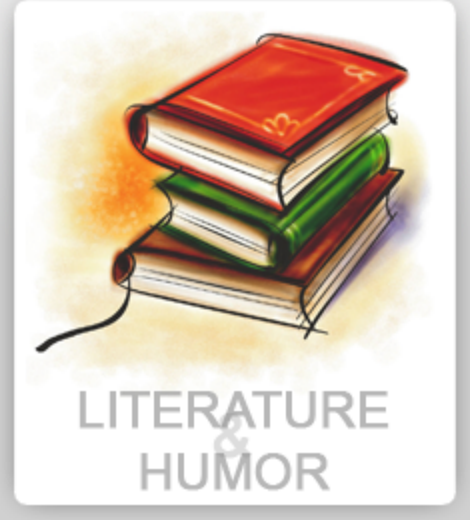

E-BOOK SERVICES

Collection of Published Articles
By "Haseeb Ejaz Aashir"
at Hamariweb.com

دل لہو لہو ہے

ظالم درندے آ گئے ہستی کے باغ میں۔۔آنکھیں ہیں اشک بار، ہے منظر لہو لہو
کس نے بہایا خون ہے ننھے فرشتوں کا۔۔اے پھول ! ہو گیا ہے پشاور لہو لہو

یہ سانحہ پشاور کی داستانِ دلفگار اتنی وحشت ناک ہے کہ تاریخِ عالم میں انسانیت کی ایسی تذلیل کی کہیں کوئی مثال نہیں ملتی۔بہت کچھ ہے جو لکھنا بھی ہے۔ مگر کہاں سے شروع کیا جائے؟ کیسے لکھا جائے؟ کہاں سے لاؤں ہمت؟ وہ انداز وہ الفاظ جو میرے احساسات کی حقیقی ترجمانی کر سکیں؟تکلیف کی شدت بیان کرنے کے لئے ''شدت'' کا لفظ بھی کوئی حثیت نہیں رکھتا۔ذات پات، نسل، قوم، مسلک، مذہب سے قطع نظر سبھی غم میں سوگوار ہیں آنکھیں اشکبار ہیں، دل لہو لہو ہے،ایسا درد ہے کہ سونے نہیں دیتا ایسی بے چینی ہے کہ دن کٹنے کا نام نہیں لیتا۔

یاد آتے ہیں اکبرؓ و قاسم۔۔ظالمو! غم ہے دیدہ تر میں
خون پھر بہہ گیا ہے اصغرؓ کا۔۔ منظرِ کربلا پشاور میں

گھروں میں کہرام مچا، جنازے اُٹھ چکے،تدفین ہو چکیں، تعزیتی اجلاس ہو

چکے، شامیں جل کر بجھ چکیں، مذمتیں ہو چکیں، مگر وہ مسلی ہوئی کلیاں، وہ بکھری ہوئی پتیاں، وہ جھلسی ہوئی ٹہنی، وہ چھلنی درخت، وہ برباد خون میں لت پت چمن، اُس چمن کی بے بسی کی بھی بے بسی میں اُٹھنے والی چیخ و پکار، آہ و بکا اور دھاڑیں، نظروں سے اُوجھل ہونے کا نام نہیں لے رہے۔ عالم سکتے میں ہے کہ آخر ظلم کی بھی کوئی انتہا تو ہوتی ہے ظالم وقت بھی اِس ظلم پر چیخ اُٹھے ہیں کہ اُن انسانی روپ میں درندوں نے کیسے ۱۴۸، بیگناہ انسانوں کو چن چن کر تاک تاک کر سروں اور چہروں پے گولیاں مار کر کر شہید کر ڈالا۔ وہ گولیاں اور بارود بھی اپنے مقدر پہ روتے ہونگے۔ یہ سوچ کر ہی تن بدن کانپ اُٹھتا ہے کہ دنیا کی اشرف مخلوق کو کس طرح کسی ایندھن کی خشک لکڑی کی مانند جلا ڈالا اُن خبیثوں نے، مگر اُس شہید دلیر ٹیچر کو سلام کہ وہ تڑپ رہی ہے، جل رہی ہے، مر رہی ہے مگر بچوں کو بھاگنے کا کہہ رہی ہے۔ کیا کیفیت ہو گی اس معصوم ننھے غازی کی جو منہ میں ٹائی دبائے اپنے اِرد گرد پڑی دوستوں کی لاشوں اور سامنے خون کے پیاسے درندوں کی موجودگی میں زندگی اور موت کی کشمکش سے تن تنہا لڑ رہا تھا، جسے شاید یہی علم تھا کہ اب اُسکی باری ہے۔ آرمی پبلک سکول پر وحشیانہ، بزدلانہ حملہ کرنے والوں کو انسان کیا حیوان بھی لکھوں تو کیسے لکھوں؟ کیوں کہ حیوانوں کے بھی کچھ احساسات ہوتے انہیں بھی اپنے بچوں کی حفاظت کرنا خوب آتی ہے اور وہ بھی اپنے ہم جنس جانوروں کو مارنے کے بجائے، بچانے کی ہر ممکن کوشش کرتے ہیں، ایک کتے کو مارو تو سبھی احساس درد سے بھونکت

اُٹھتے ہیں۔ تو یہ کون تھے ؟ جنکے پاس نہ دل تھے نہ دماغ نہ بصیرت نہ سماعت ، نہ رحم تھا نہ ہی ضمیر ؟ یہ کون تھے ؟ جو جو بغاوت اور عداوت کی حدوں کو ماننے سے بھی عاری تھے۔ کیا اُنکی کوئی اولاد، کوئی باپ، کوئی بہن ، کوئی ماں، کوئی بھائی اور کوئی دوست بھی نہ تھے جو اُن بد بختوں کو کسی معصوم بچے یا کسی ٹیچر کے روپ میں نظر آ کر ان کے ضمیر جھنجوڑ دیتے، ہاتھ جوڑ کر پاوں پکڑ کر رحم کی اپیل کر دیتے، کہ ابا جان خدا کے واسطے مجھے گولی نہ مارو، بھائی تجھے قرآن کا واسطہ مجھے آگ نہ لگاؤ؟ یہ کون تھے ؟ جو اللہ اکبر کا نعرہ لگا کر دین کا مذاق اُڑاتے رہے ؟ یہ کون تھے ؟ جو طالبِ علموں کو بے رحمی سے شہید کر کے طالبان ہونے کے دعویدار تھے؟ یہ کون تھے ؟ جو جنت کے پھولوں کو کچل کر جنت کے طلبگار تھے؟ یہ کون تھے ؟ جو انسانوں کے روپ میں انسانیت کو تار تار کرتے رہے؟ سب کچھ سمجھ سے بالاتر ہے۔

آج بھی خبروں، کالموں، تبصروں میں ہر دن ہر پل اس سانحے کے حوالے سے کوئی نہ کوئی دل دہلا دینے نئی داستانیں سامنے آ کر تازہ زخموں کو کرید دیتیں ہیں۔ ''اشک بن کر بہہ گیا آنکھوں میں جتنا خون تھا۔ ہم سے کب دیکھی گئی تھیں سرخیاں اخبار کی'' کیا کیا خواب تھے ماں کی آنکھوں میں ؟ کیا کیا ارمان تھے باپ کے دل میں ؟۔۔۔۔ مگر۔۔۔۔۔ ننھے منے شہید سب کے سب ادھورے چھوڑ کر آنکھوں کو آبدیدہ، دلوں کے افسردہ کر گئے۔ وہ چمن پھر سے آباد ہو جائے گا، شجر پھر

لہلہانے لگیں گے، کلیاں کھلنے لگیں گی مگر ان معصوم شہیدوں کے لہو کی خوشبو درو دیوار سے، کتابوں کے اوراق سے، قلم کی سیاہی سے، آتی رہے گی جو کبھی چھپائی اور کبھی مٹائی نہیں جائے گی۔آہیں'' عرش تک پہنچیں ہیں۔انکا بہے ہوئے لہو کا ایک ایک قطرہ رائیگاں نہیں جائے گا انشاء اللہ۔۱۹۴۷ کی عظیم قربانی نے اس آزاد پاکستان کی بنیاد رکھی۔اور اب اِن ننھے منے معصوموں نے اپنے لہو سے اس پاکستان کی بنیادوں کو مضبوط کرنے کے لئے اپنا حق ادا کر دیا ہے کہ آج ہم باہمی اختلافات بھلا کر متحد ہوئے ہیں اور پچھلے چند ماہ سے جاری پاکستان میں غیر یقینی سیاسی صورتحال کا خاتمہ ہوا ہے۔عمران خان نے فی الفور اپنے مطالبات اور مفادات کو بالا طاق رکھ کر ملک کے عظیم ترین مفاد میں دھرنا ختم کرنے کا اعلان کر دیا جسے ہر سطح اور ہر حلقے میں سراہا گیا ہے۔تمام مذہبی اور سیاسی جماعتیں ایک موقف پر یکجا نظر آرہی ہیں کہ دہشت گردی کے ناسور کو جڑ سے اُکھاڑ کر پھینکنا نہیں، بلکہ جلا ڈالنا ہے۔سبھی کو احساس ہو چکا ہے کہ باہمی اتحاد اور تعاون سے ہی اس ملک کو امن کا گہوارہ بنایا جا سکتا ہے۔

عوام نے تمام رہنماوں کا ایک صف میں کھڑے ہونیکا خیر مقدم کیا ہے۔وزیرِاعظم نواز شریف کا کہنا کہ '' دہشت گردی کے خلاف جنگ کی قیادت خود کرونگا''، دہشگردی کوئی عام قسم کا مرض نہیں بلکہ ایک کینسر جیسی بیماری ہے، جسکا اگر

بروقت علاج نہ کیا گیا تو تاریخ ہمیں کبھی معاف نہیں کریگی۔ انہوں نے کہا کہ قوم کی نگاہیں ہماری طرف ہیں، لولے لنگڑے فیصلوں کا کوئی فائدہ نہیں۔ غیر معمولی صورتِ حال میں غیر معمولی فیصلے کرنا ہونگے ،جبکہ دیگر قائدین کے بیانات ''آئندہ نسلوں کو دہشت گردی سے پاک پاکستان دینا فرض ہے، حکومت سے مکمل تعاون کرینگے: جنرل راحیل''، ''دہشت گردی کو ختم کرنے کے لئے اسباب کو ختم کرنا ہوگا: عمران خان''، حکومت دہشت گردی کے خلاف قومی جنگ کا اعلان کرے: طاہر القادری''، ''دہشت'' گردی کے خاتمہ کے لئے قانون کی حقیقی حکمرانی قائم کرنا ہوگی،: سراج الحق''، ''دہشت گردی کے خلاف حکومت کے ساتھ ہیں: خورشید شاہ''، ''دہشت گردوں کو عبرتناک سزائیں ملنی چاہیے: فضل الرحمٰن''، ''ملک دشمن کا جڑ سے صفایا کر دیا جائے: الطاف حسین''، ''آخری دہشت گرد کے تعاقب تک باہمی اتحاد قائم رہنا چاہیے: افتخار حسین'' سب بھی بظاہر باعث تقویت اور کافی حوصلہ افزاء ہیں۔ وطن کی خدمت کے لئے سیاسی اور عسکری قائدین کا اکٹھے ہو جانا خوش آئند بات ہے۔

معصوموں کا لہو رنگ لا رہا ہے۔ اے پی سی بیس نکاتی جامع ایکشن پلان کو عوامی حلقے میں خوب سراہا گیا ہے۔ جس میں پھانسی کی سزاؤں پر عملدرآمد، سپیشل ٹرائل کورٹس کا قیام، عسکری تنظیموں اور مسلح جتھوں پر پابندی، نیکٹا کی فعالی، نفرت انگیز مواد پر پابندی، دہشت گردوں کی مالی معاونت کے وسائل کا

خاتمہ، کالعدم تنظیموں کے ناموں میں ردوبدل پر پابندی، سپیشل اینٹی ٹیررسٹ فورس، اقلیتوں کے تحفظ، مدارس کے لئے ضابطہ بندی، میڈیا پر دہشگردوں کے نظریات کی تشہیر پر پابندی، آئی ڈی پیز کی واپسی، دہشگردوں کے مواصلاتی نیٹ ورک کے خاتمہ، سوشل میڈیا پر چیک ان کنٹرول رکھنا، تمام صوبوں سے انتہا پسندی کے خاتمہ، کراچی میں جاری آپریشن میں تیزی کرنا، بااختیار بلوچستان، فرقہ ورانہ عناصر کے خلاف کاروائی کرنا، افغان مہاجر کی رجسٹریشن شامل ہیں۔

تمام محبت وطنوں کا یہی خیال ہے کہ حالات یہ تقاضا کرتے ہیں کہ محب وطن اور دشمنانِ وطن کے درمیان ایک واضح لکیر بھی کھینچ دی جائے۔دہشت گردی اور دہشت گردوں کی تعریف و شناخت کا پیمانہ بھی طے کر دیا جائے اور پھر واضح کیا جائے کہ اِس دشمن کے لئے نرم گوشہ رکھنے والا، سہولت کار بننے والا، حمایت میں خاموش رہنے والا بھی ہمارا دشمن ہی ہے ،اور اِسکی بھی وہی سزا جو دشمن کی۔دانشواروں کی رائے میں پاکستانی قوم ایک زندہ قوم کے طور پر اُبھری ہے ،اے پی سی میں کئے جانے والے فیصلے قابلِ تحسین ہیں، سیاسی و عسکری قیادت کا متحد ہونا قوم کے لئے نیا پیغام ہے،حکومت مکمل بااختیار ہو چکی ہے، بظاہری نیت صاف ،ارادے نیک اور عزائم بلند ہیں۔حکومت کو اب اپنے لفظوں کی لاج رکھتے ہوئے ہر حال میں فیصلوں پر عمل درآمد کرنا ہوگا۔کیونکہ اِس شدید کرب کی گھڑی میں دل گرفتہ پاکستانی اب صرف مثبت نتائج کے منتظر ہیں۔وہ صرف

معصوم شہیدوں سمیت بے گناہ شہریوں کے قاتلوں ،دہشت گردوں اور تخریب کاروں کا عبرت ناک انجام ہی نہیں چاہتے۔بلکہ اپنے اور آئندہ نسلوں کے جان مال آن کے تحفظ کی یقین دہانی بھی چاہتے ہیں۔

حصول امن کے لئے دہشت گردے کے خلاف اِس جنگ میں فوج تو پہلے ہی ۵۰۰۰ سے زائدنوجوانوں کی قربانیاں دے چکی ہے اوراب بھی جذبہ ایثار سے سرشار ہے۔آج سیاست دان بھی وطن کی بقاء و سلامتی کے لئے ہر قربانی دینے کا عہد کر رہے ہیں ۔تو کیوں نہ ہم بھی عہد کریں کہ ''معصوموں کا لہو رائیگاں جانے نہیں دیں گے'' اپنی ذمہ داریوں کا احساس کریں، پہلے تو اللہ کے حضور اپنے گناہوں پر استغفار کریں،ہر شر سے پناہ مانگیں۔اپنے اندر چھپے ہوئے دہشت گرد کو بھی ماریں۔جو دوسرے مسلک کو برداشت نہیں کرتا۔جو دوسری قوم کو برداشت نہیں کرتا۔ جو دوسری سیاسی جماعت کو برداشت نہیں کرتا۔جو اختلافِ رائے کو برداشت نہیں کرتا۔جو ''میں ، میں اور بس میں'' کی رٹ لگائے بیٹھا ہے۔اُن نام نہاد مذہب کے ٹھیکیداروں کو نظرانداز کریں جو اپنے ہی مسلمان بھائیوں پر کافر کے فتوے لگا دیتے ہیں۔ گردو نواح سے با خبر رہیں۔اپنی اولادوں کی تعلیمی اور تفریحی مصروفیات پر نظر رکھیں۔بس دہشت گردی کے خاتمے کے لئے سیاسی قائدین اور افواج پاکستان کے ساتھ شانہ بشانہ کھڑے ہوں جائیں تاکہ عالم میں اپنا وقار حاصل کر سکیں۔ شاعر صباحت عاصم کی اِس نظم پر اختتام کرتا ہوں

چلو یہ عہد کرتے ہیں
کہ معصوموں کا پاکیزہ لہو ہم رائیگاں جانے نہیں دیں گے
چلو تاریخ پر کچھ غور کرکے
آج یہ اقرار کرتے ہیں
کہ ہم نے اپنے بچوں کو
تحفظ اور خوشحالی فراہم کی نہیں ہے
کہو، تسلیم کرتے ہیں کہ ہم غافل رہے ہیں
کہو، یہ مانتے ہیں ہم سے کوتاہی ہوئی ہے
لیکن اب بات کھل کر
کہو، لیکن کہ کبھی آئیندہ پھر ایسا نہیں ہوگا
آ ؤ یہ عزم کرتے ہیں
کہ اپنی سرزمین پر ظلم پھر ہونے نہیں دیں گے
کسی بھی رہنما کو اب غلط رستے پہ ہم چلنے نہیں دیں گے
گلی، کوچوں، محلوں، درسگاہوں میں
ذرا سا خون بھی
حق کبھی بہنے دیں گے
آ ؤ آج سب مل کے کہتے ہیں کہ
ہمیں اُس کی قسم کہ جس نے ہم کو زندگی دی ہے

کسی صورت بھی معصوموں کا پاکیزہ لہو ہم رائیگاں جانے نہیں دیں گے

یوم پاکستان کے حوالے سے پاکستان ایسوسی ایشن کے زیر اہتمام محفلِ مشاعرے کا انعقاد

پاکستان سوشل سنٹر شارجہ کے زیرِ اہتمام ۲۳ مارچ کے حوالے سے ایک شاندار مشاعرے کا بھی انعقاد کیا گیا، معروف شاعر ظہورالاسلام جاوید کے کی زیرِ صدارت اس محفل کی ابتدائی نظامت حافظ افتخار نے باخوبی انجام دیتے ہوئے تمام شعراء کرام کو سٹیج پے مدوح کیا جبکہ مشاعرے کی باقاعدہ نظامت کی ذمہ داریوں کو ڈاکٹر اکرم شہزاد نے اپنے ایک دلفریب شعر ''رہگزاروں میں مہک اُٹھے ہزاروں گلشن۔۔۔آپ آئے تو بہاروں کے ٹھکانے بدلے'' کو ساعتوں کی نذر کرتے ہوئے بڑی خوبصورتی سے سنبھالے رکھا۔ صاحبزادہ جمیل احمد قادری نے تلاوت قرآن پاک کی سعادت حاصل کی اور عمران نواز نے نعت رسول ''خسروی اچھی لگی سروری اچھی لگی۔۔۔ہم فقیروں کو مدینے کی گلی اچھی لگی'' پیش کرکے محفل کا بابرکت آغاز کیا۔ لندن سے آئے ہوئے نامور شاعر نادر فاروقی نے اس محفل سخن میں مہمان خصوصی کی حیثیت سے شرکت کی۔ محفل میں صدر سوشل سنٹر چوہدری خالد حسین، جنرل سیکریٹری حاجی نواز، چوہدری افتخار، راجہ محمد سرفراز، پردیسی، رضوان عبداللہ، فضل امین یوسف زئی، پیر آغا کیلاش، مرزا محمد اقبال، ارشد رانا، عظمت انصاری سمیت باذوق خواتین حضرات کی بڑی تعداد میں شرکت نے۔

مشاعرے کا آغاز ہوا تو ارسلان طارق بٹ نے چند اشعار اور ایک غزل پیش کر کے محفل کا عمدہ آغاز کیا۔نیئر نیناں نے حسب سابق اپنی دھیمی آواز میں خوبصورت کلام پیش کر کے خوب داد حاصل کی۔عتیق الرحمان نے یوم پاکستان کے حوالے سے نظم پیش کی جسے سامعین نے بہت پسند کیا۔حسنِ تخیل آپ بھی ملاحظہ کیجئے

ارسلان طارق بٹ

جسے دیکھو وہی زنجیر بپا لگتا ہے
جرم اس شہر کے لوگوں کا وفا لگتا ہے

نیر نیناں

کہہ دیا ناں! تجھ پہ مر سکتی ہوں میں
بات کر کے بھی مکر سکتی ہوں میں

عتیق الرحمان

شاخوں پہ جھُولتے ہوئے بچوں کو کیا پتہ
تیار کر رہا ہوں اُنہیں دار کے لئے

قلیل عرصے میں حلقہ شعر و ادب میں خاص مقام حاصل کرنے والے دو نوجوان شعراء فرہاد جبریل اور آصف رشید اسجد کے کلام پر بھی سامعین نے بھرپور پسندیدگی کا اظہار کیا، فرہاد جبریل کی فرمائشی غزل ''تم بھی حد کرتے ہو'' کو خوب سراہا گیا، جبکہ آصف رشید اسجد کو نشست چھوڑنے پر بھرپور فرمائش پر دوبارہ مائیک پر مدعو کیا گیا، رنگ کمال و کلام دیکھیے

فرہاد جبریل

بشر فطرت مجھے فرہادؔ سمجھیں
فرشتوں میں رہوں جبریلؔ یارو

آصف رشید اسجد

آپ کا حکم ہے پھر عرض کیے دیتا ہوں
ورنہ یہ شعر تو پہلے بھی سُنائے ہوئے ہیں

صحافی و شاعر حافظ زاہد علی کے پنجابی کلام، حفیظ عامر کی سدابہار غزلوں اور طارق حسین بٹ کے منفرد کلام نے بھی محفل کے رنگ کو خوب جمائے رکھا

حاضرینِ محفل تالیوں سے پسندیدگی کا اظہار کرتے رہے۔ سحر انگیز اشعار کچھ یوں تھے۔

حافظ زاہد علی

جِنّے چَن ستارے بندے

اونے بے ویہارے بندے

حفیظ عامر

گھول کے گارا مٹی ہو گیا میں

عشق میں سارا مٹی ہو گیا میں

طارق حسین بٹ

جلوہ فرما جہاں جہاں تھا وہ

کاش میں بھی وہاں وہاں ہوتا

نعت گو نعت خواں مقصود احمد تبسم کے نعتیہ کلام کو سامعین نے بڑی عقیدت سے سماعت فرمایا اور ہر شعر پر ہال '' سبحان اللہ سبحان اللہ'' سے گونجتا رہا۔ فیاض ظفر نے یوم پاکستان کے حوالے سے پیش کیا گیا کلام بھی سامعتوں کو خوب بھایا۔ نظم کے حوالے کے ایک بڑا معتبر نام ڈاکٹر ثروت زہرہ کی نظموں پر بھی حاضرین نے دل کھول کر داد دی، عظمتِ ماں کے حوالے سے انکی ایک نظم نے تو حاضرین کے دل ہی جیت لئے۔اِن شعراء نے مشاعرے کے آہنگ کو مزید بلند

کیا۔اِنکے خوبصورت اشعار ملاحظہ کیجئے

مقصور احمد تبسم

سرکار قدم رنجا فرمائیں گے پھر اک دن
اِس آس پہ زندہ ہوں میں ہجر کے حُجرے میں

فیاض ظفر

صدا آتی ہے پتوں سے ہوائیں چلتی رہنے دو
چمن تیرے ثمر تیرے مگر کچھ حق تو میرا ہے

ڈاکٹر ثروت زہرہ

خدائے سادہ تجھے خیر کیا یہ عشق کیا ہے وخود کیا ہے
گھلی ہوئی خوئے جاں سے پہلے بس ایک میں تھی، بس ایک تم تھے

محفل کے اختتامی مراحل کاآغاز ہو چکا تھا،اور باذوق سامعین کی محفل میں دلچسپی میں اضافے کے اثرات نمایاں تھے۔اور اُن کی داد و تحسین شعراء کرام کیلئے تقویت و حوصلے کا باعث بن رہی تھی۔ مہمان خصوصی نادر فاروقی (لندن) کے پُرترنم کلام اور ڈاکٹر عاصم واسطی اور یعقوب تصور کی غزلوں نے محفل کو بام عروج کے جانب گامزن کر دیا۔ان شعراء نے اشعار کا ایک دلنشین تار بندھ دیا۔سامعین انکے کلام کے بہت مداح ہوئے۔ذرا سنیئے۔۔۔

نادر فاروقی

ڈاکٹر صباحت عاصم واسطی

کام اتنے ہیں کہ پُورے نہیں ہونے والے
خضر کی عمر بھی لگ جائے تو تم ہے ہم کو

یعقوب تصور

مسئلے اس لئے بھی کھڑے ہو گئے
جسم چھوٹے ہیں سائے بڑے ہو گئے

ناظم محفل ڈاکٹر اکرم شہزاد نے ظہورالسلام جاوید کو مائیک پر مدوح کیا تو حاضرین نے تالیوں سے اُنکا استقبال کیا۔ڈاکٹر اکرم نے کہا کہ ظہورالسلام جاوید کی فروغ اُردو ادب کیلئے بہت خدمات ہیں جسکا دنیا ادب کے ہر فورم پر اعتراف کیا جاتا ہے اور سراہا بھی جاتا ہے، تسلسل سے عالمی مشاعرے کے انعقاد پر یہ خراج تحسین کے مستحق ہیں۔ صدر محفل نے اظہار خیال کرتے ہوئے ایک کامیاب محفل کے انعقاد پر سوشل سنٹر شارجہ کی انتظامیہ خصوصاً چوہدری خالد حسین، حاجی نواز، حافظ افتخار اور ڈاکٹر اکرم شہزاد کو مبارکباد پیش کی ۔اور اِس امید کا بھی اظہار کیا کہ سوشل سنٹر شارجہ ایسی ادبی تقریبات کا سلسلہ جاری رکھے گی۔ منفرد لب و لہجے کے شاعر ظہورالسلام جاوید کے کلام پر بھی سامعین ''واہ۔واہ'' کی صداوں سے پسندیدگی کی سند پیش کرتے رہے۔ کلام و فکر

کا کرشمہ دیکھئیے۔

ظہورالاسلام جاوید

یوں دوستوں نے ختم کیا ہے یقین کو
میں چہرہ دیکھتا ہوں کبھی آستین کو

اختتامیہ کلمات پیش کرتے ہوئے حافظ افتخار نے تمام مہمانانِ گرامی اور شرکاء کا تہہ دل سے شکریہ ادا کیا۔ محفل کے آخری مرحلے میں پاکستان ایسوسی ایشن کی جانب سے شعراء کرام میں اعزازی شیلڈز اور تعریفی اسناد پیش کی گئیں اور نادر فاروقی کی ادبی خدمات کے اعتراف میں اعزازی تمغہ بھی پیش کیا گیا۔ شعراء کرام کے بھرپور کلام اور باذوق سامعین کے شرکت اور انکی بے حد دلچسپی نے اِس کمی کا احساس تک نہ ہونے دیا کہ محفل کا آغاز قدرے دیر سے ہوا ہے۔ دورانِ محفل گرما گرما اسپیشل کشمیری چائے، سموسوں اور جلیبیوں سے بھی شرکاء لطف اندوز ہوتے رہے۔ رات ایک بجے محفل اپنی تمام تر رعنائیوں کے ساتھ اختتام پذیر ہوئی اور حاضرین خوبصورت یادوں کے گلدستے سینوں سے لگائے گھروں کو روانہ ہوئے۔ محفل کے اختتام پر قریبی ریسٹورنٹ میں مہمانانِ کیلئے پُر تکلف عشائیہ کا انتظام بھی کیا گیا تھا۔

کلام پیش کرنے والے شعراء کرام میں ظہورالسلام جاوید، یعقوب تصور، ڈاکٹر

عاصم واسطی، ڈاکٹر ثروت زہرہ، فیاض ظفر، مقصود احمد تبسم، طارق حسین بٹ، حفیظ احمد، حافظ زاہد علی، آصف رشید اسجد، فرہاد جبریل، عتیق الرحمان، نیر نیناں، ارسلان طارق بٹ شامل تھے۔

جھلکیاں: مارچ ۲۱۰۵ اور امارات میں مقیم پاکستانی

یو کے اور سعودیہ عرب کے بعد متحدہ عرب امارات وہ تیسرا ملک ہے جہاں پاکستانیوں کی بڑی تعداد بسلسلہ روزگار و کاروبار مقیم ہے جو ا۔۲ ملین سے بھی زیادہ ہے۔ جبکہ یہاں پاکستانی متحدہ عرب امارات کی ٹوٹل آبادی کا ۲۱ فیصد ہیں جو بھارتیوں کے بعد دوسری بڑی کمیونٹی ہے۔ شعبہ انجینئرنگ ، تعلیم ، صحت ،بنکنگ،ٹریڈنگ سمیت ہر شعبہ جات میں پاکستانیوں نے اپنے کام سے لگن، انتھک محنت، ایمانداری سے اپنا نام کا لوہا منوایا ہے۔ حصول حلال رزق کے لئے بغیر کسی جھجک کے ہر کام کو عظمت سمجھ کر کرنے والے حوصلہ مند، بہادر اور جفاکش پاکستانی اپنے وطن عزیز کا خوب نام روشن کر رہے ہیں۔ جہاں یہ اپنے خاندانوں کی باعزت کفالت کر رہے ہیں وہاں انکا بھیجا ہوا زرمبادلہ پاکستان کی معیشت کے لئے ریڑھ کی ہڈی کے مترادف ہے۔ وطن سے دور سہی۔۔۔ مگر قومی تہواروں کو قومی جوش و جذبہ سے منا کر خوشیوں میں برابر کے شریک ہوتے ہیں۔ انہیں۔۔۔ خوشیوں میں خوش ہونا یاد ہے تو۔۔۔ ملک و ملت پے آئی کوئی پریشانی یا آفت پے تڑپنا بھی آتا ہے۔۔۔۔۔ مگر یہاں ۔۔ دلچسپ یہ کہ ۔۔۔ باہمی نظریاتی اور سیاسی اختلافات دیارِ غیر میں بھی پرچھائیوں کی مانند انکے پیچھے پڑیں ہیں، مگر اِس کا اظہار پاکستان میں بسنے والوں سے یکسر مختلف ہیں۔ اکثر محافل میں مختلف سیاسی جماعتوں سے وابستہ

افراد اور مختلف نظریاتی تنظیموں کی ایک ساتھ شرکت ،ایک ساتھ ہی بیٹھنا ،ایک دوسرے کو سننا، ایک دوسرے کو سمجھنا، دُکھ سکھ باٹنا، بھائی چارے اور پاکستانیت کی اپنی مثال آپ ہے۔ یہاں کے قوانین کی پاسداری کرتے ہوئے، ایک ہفتے میں کئی رنگ رنگا ایونٹس اور کبھی ایک دن و ایک شب میں مختلف مقامات پر مختلف پاکستانی تنظیموں کے زیراہتمام تقریبات کا انعقاد پردیس میں بھی دیس میں ہونے کی فضا پیدا کردیتا ہے، یہی وجہ ہے سمندر پار بسنے والے پاکستانی امارات کو اپنا دوسرا گھر تصور کرتے ہیں ۔۔۔دیارِ غیر میں بسنے والے پاکستانیوں کے اسی انمول محبت و اخوت نے تقویت دی کہ۔۔۔ کیوں نا۔۔۔۔ تمام پاکستانیوں کی مختلف خبروں کو ایک خبر بنا کرانکے نگاہ، دل و دماغ کو ایک مرکز پر یکجا کردیا جائے۔۔۔ تو چلیئے پھر۔۔۔۔پردیسیوں کی تقاریب کے مختصراًاحوال ''جھلکیوں'' کے سلسلے کا ماہانہ وار آغاز کرتے ہیں۔۔۔۔

پانچ مارچ کی شب بمقام آرمڈ فورسز کلب میں ظہورالسلام جاوید کے زیرِ اہتمام دسویں عالمی اُردو مشاعرے ۲۰۱۵ ابوظہبی کا انعقاد کیا گیا، جسکی صدارت کراچی یونیورسٹی کے سابق وائس چانسلر ڈاکٹر پیرزادہ قاسم نے کی۔ سفیرِ پاکستان عزت ماب آصف درانی صاحب نے مہمان خصوصی کی حثیت سے شرکت کی۔ کلام پیش کرنے والے مہمان شعراء میں پیرزادہ قاسم (پاکستان)، امجد اسلام امجد (پاکستان)، عباس تابش (پاکستان) رحمان فارس (پاکستان)، عنبرین حسیب عنبر (پاکستان)، سعید،

آغا (پاکستان)، مدن موہن (انڈیا)، ڈاکٹر کلیم قیصر (انڈیا)، سہیل ثاقب (سعودی عرب)، تسنیم عابدی (امریکہ)، قمر ریاض (عمان) سمیت مقامی شعراء میں ڈاکٹر زبیر فاروق، ظہورالسلام جاوید، یعقوب تصور، ثروت زہرہ، یعقوب عنقا، سلیمان جازب، فقیر سائیں، خالد نسیم، سعید پسروری، سلیمان خان، فرہاد جبریل، آصف رشید اسجد، تابش زیدی، نیرؔ نیناں، عبدالسلام عاصم کے نام شامل تھے۔ تعارف کے لئے یعقوب تصور نے اپنی خدمات پیش کی۔ نظامت کے فرائض منتظمِ اعلی ظہورالسلام جاوید نے اپنے منفرد و دلکش انداز میں سرانجام دیئے۔ عنیب احمد نے تلاوت جبکہ جناب مقصود تبسم نے نعت رسول مقبول ﷺ کی سعادت حاصل کی۔ مدیر دنیائے ادب اوج کمال اور سماجی شخصیت محمد اقبال نسیم نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے ظہورالسلام جاوید کی ادبی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا اور ساتھ ہی حکومت پاکستان سے مطالبہ بھی کیا کہ ظہورالسلام جاوید کو اُنکی فروغِ اردو ادب کے حوالے بے لوث خدمات کے اعتراف میں صدارتی ایوارڈ ۲۰۱۵ کے لئے بھی نامزد کیا جائے۔ سفیر پاکستان آصف درانی نے خوبصورت محفل کے انعقاد پر منتظمین کو مبارکباد پیش کی اور یقین دہانی بھی کروائی کہ ظہورالسلام جاوید کا نام تجویز کیا جائیگا۔ سامعین رات گئے دلنشیں کلام سے محظوظ ہوتے رہے۔

اگلے ہی روز صدر پاکستان مسلم لیگ گلف چوہدری نورالحسن تنویر نے اپنی رہائش گاہ پر عالمی اُردو مشاعرے ۲۰۱۵ میں شریک شعراء کے اعزاز میں ایک

پُرتکلف ظہرانے کا اہتمام کیا جس میں مہمان شعراء امجد السلام امجد، ڈاکٹر پیرزادہ قاسم، ظہورالسلام جاوید، ڈاکٹر ثروت زہرہ، حارس، تسنیم عابدی م، قمر ریاض، تابش زیدی سمیت ظہیر بدر، مسلم لیگ (ن) گلف کے جنرل سکیرٹری افتخار بٹ، یو اے ای صدر چودھری محمد الطاف، چیرمین اورسیز کمیشن ضلع ننکانہ چودھری محمد شفیع اور زاہد ترمزی، منظور بھٹی کے علاوہ نمایاں شخصیات نے بھی شرکت کی۔

عجمان کے مقامی ریسٹورنٹ میں ۷ مارچ کی شب تحریک انصاف حقیقی گروپ کی جانب سے تحریک انصاف کے ڈپٹی سیکریٹری اوورسیز برائے ممبر شپ شاہد حسین کے اعزاز میں پُرتپاک ظہرانہ کا اہتمام کیا گیا۔شاہد حسین کا کہنا تھا کہ پارٹی میں گروپس کا بننا ایک جمہوری عمل ہے۔جو بنتے اور ختم ہو جاتے ہیں ۔اسی طرح تحریک انصاف میں ہونی والی گروپنگ بھی وقتی ہے جو انتخابات کے بعد تحلیل ہو جائیں گیں۔اِس موقع پر پاک امارات پختون ادبی ٹولنہ کے چالیس اراکین نے تحریک انصاف میں شمولیت کا اعلان بھی کیا۔ تقریب میں ایم این اے خیال زمان اورکزئی، عبدالکریم آفریدی، حسنہ ندیم بٹ، خورشید جہان، ندیم بٹ، اسام خان، اربازخان سمیت پارٹی کے کئی مقامی اہم شخصیات نے شرکت کی۔

ایسی ہی نوعیت کی ایک تقریب ابو ظبی کے مقامی ریسٹورینٹ میں منعقد ہوئی

جسمیں چوہدری عبید اللہ اور چوہدری مظہر حسین کی کاوشوں سے ریحانیہ.برادران نے اپنے ساتھیوں کے ہمراہ پاکستان تحریک انصاف میں شمولیت کا اعلان کیا۔ تقریب سے خطاب کرتے ہوئے مقررین نے پارٹی کی مرکزی کی قیادت پر بھرپور اعتماد کا اظہار کیا انکا کہنا تھا کہ عمران خان کی قیادت میں تحریک انصاف ہی پاکستان کی ڈولتی کشتی کو بحرانوں کے بھنور سے نکال سکتی ہے۔ تقریب میں چوہدری آفتاب احمد، میاں اویس انجم، چوہدری شہباز رشیم، چوہدری زبیر، چوہدری عبید اللہ، چوہدری نواز رشید ریحانیہ، مظہر اقبال، شاہد حسین، اخلاص احمد، چوہدری اسجد امجدم حاجی عبدالرشید، محمد جمیل، شاہد حسیین، عزیز اللہ انقلابی، چوہدری سہیل نواز، طارق محمود راجہ اور چوہدری عامر ارشد سمیت کثیر اتعداد پارٹی کارکنان نے شرکت کی۔ واضح رہے کہ متحدہ عرب امارات میں تحریک انصاف کے مختلف گروپس کی جانب سے تقاریب کے انعقاد کا سلسلہ جاری ہے جس میں مختلف طبقہ فکر سے وابستہ پاکستانی جماعت میں شامل ہو رہے ہیں۔ ایک خوبصورت محفلِ سخن کا اہتمام فقیر سائیں کے دولت کدہ پے امریکہ سے تشریف لائیں معروف شاعرہ تسیم عابدی صاحبہ کے اعزاز میں بھی کیا گیا محترمہ تسینم عابدی ایک عرصہ امارات میں شعبہ تعلیم سے وابستہ رہیں ہیں اور اپنے منفرد کلام کے باعث حلقہ ادب میں خاص مقام رکھتی ہیں۔ ظہور اسلام جاوید کی زیرِ صدارت اس محفل کے نظامت کے فرائض سلمان احمد نے بہت احسن انداز میں

انجام دیئے۔تلاوت قرآن کی سعادت عبدالسلام عاصم کے حصہ میں آئی۔نعت رسول مقبول ﷺ سلمان احمد نے پیش کی۔مسرت عباس مسرت، ندیم، احمد زیست، قمر بشیر، عبدالسلام عاصم، فرہاد جبریل، آصف رشید اسجد، فقیر سائیں،ڈاکٹر عاصم واسطی، تسنیم عابدی اور ظہورالسلام جاوید نے اپنے منفرد اور دلفریب کلام سے محفل کو یادگار بنا دیا۔ تسنیم عابدی نے اظہار خیال میں مسٹر اینڈ مسز فقیر سائیں کو خوبصورت محفل کے انعقاد پر تہہ دل سے شکریہ ادا کیا انہوں نے کہا امارات سے ملنے والی چاہت و عزت میں کبھی بھی بھول نہیں سکتی یہاں مجھے ہمیشہ اپنائیت محسوس ہوتی ہے یہاں کی محافل میں شرکت کرنا میرے لئے باعث مسرت و اعزاز ہوتا ہے،نئے شعراء کے کلام نے ساعتوں کو نئی تازگی بخشی ہے،دعا گوہ ہوں کہ ابو ظہبی امارات میں فروغ ادب کا سلسلہ جاری رہے،آمین۔اختتام پر شرکاء پر تکلف اور لذیذ کھانوں سے بھی لطف اندوز ہوتے رہے۔

ایک پُروقار تقریب میں ایوانِ اقبال کے زیرِ اہتمام العین امارات میں مقیم ایک معروف سیاسی وسماجی شخصیت غلام عباس بھٹی کو میدانِ تعلیم میں گراں قدر خدمات پیش کرنے کے اعتراف میں لائف ٹائم اچیومنٹ ایوارڈ پیش کیا گیا۔ تقریب میں سفیرِ پاکستان آصف درانی نے مہمان خصوصی کی حثیت سے شرکت کی۔صدر ایوانِ اقبال نے اپنے خطاب میں غلام عباس بھٹی کو پاکستان کے پسماندہ علاقوں میں فروغ تعلیم کیلئے کی گئی کاوشوں کو خوب خراج تحسین پیش کیا۔ مہمانانِ خصوصی کو پھولوں کو گلدستے بھی پیش کئے گئے ۔ اور منتخب

صحافیوں کو یادگاری شیلڈز بھی پیش کی گئیں۔ تقریب میں چوہدری نورالحسن تنویر، میاں منیر ہانس، ڈاکٹر ثمینہ چوہدری، عبدالرحیم نوشی، چوہدری عبدالحمید، ملک مجاہد علی، سجاد حسین اعوان، ارشد انصاری، امجد اقبال امجد، عامر حفیظ، وحید الزمان طارق، خالد بشیر، ڈاکٹر اکرم شہزاد، چوہدری انیس، حافظ زاہد علی کے علاوہ کئی اہم شخصیات نے شرکت کی۔غلام عباس بھٹی نے تقریب کے انعقاد پر صدر ایوان اقبال پرنس اقبال کا تہہ دل سے شکریہ ادا کیا اور تمام شرکاء سے بھی اظہار تشکر کیا جنہوں تمام مصروفیات سے وقت نکال کر اِن سے اظہارِ محبت کے لئے شریک ہوئے۔انہوں نے اس عزم کا بھی اظہار کیا کہ وہ اپنی آخری سانس تک تعلیم کے لئے اپنی خدمات پیش کرتے رہے گی۔

نامور کالم نویس چیئرمین مجلسِ قلندرانِ اقبال طارق حسین بٹ کے دوسرے مجموعہ کالم ''نخلِ آرزو'' کی رونمائی کے حوالے سے ۱۳مارچ کو دبئی میں مجلسِ قلندرانِ اقبال گلف کے صدر میاں منیر ہانس کے زیرِ اہتمام ایک خوبصورت تقریب کا انعقاد کیا گیا۔ مہمانِ خصوصی آئی جی ظفر عباس لک تھے جبکہ صدارت کی سعادت پاکستان کی نامی گرامی سیاسی اور سماجی شخصیت سید آصف ہاشمی کے حصے میں آئی۔پروگرام کا باقاعدہ آغاز رافع رضوان کی تلاوتِ کلامِ پاک سے ہوا جبکہ نعتِ رسولِ پاک ﷺ کی سعادت محمد بلال فلک کے حصے میں آئی ۔ نظامت کے فرائض ملک اسلم نے انتہائی احسن انداز میں نبھائے اور تقریب کے ٹیمپو کو

اپنے ادب نواز انداز سے برقرار رکھا۔ مقررین نے اپنے خطاب میں طارق حسین بٹ کی شخصیت اور اُنکی تحلیقی کاوشوں پے اپنے آراء کا اظہار کیا۔اُن کہنا تھا کہ مصنف انتہائی نفیس شخصیت کے مالک ہیں جبکہ نخلِ آرزو حققی جذبات کی آئینہ دار ہے۔نئے پاکستان کی نوید ہے، تصوف کے ابواب اس کتاب کا حسن ہیں، بے لاگ تحریروں کا اعلی کا معیار ہے۔انھوں کے طارق حسین بٹ کی قلمی خدمات کو بھرپور خراج تحسین پیش کیا۔ مقررین میں سید آصف ہاشمی، ظفرعباس لک، امجد اقبال امجد، نورالحسن تنویر، عبدالستار پردیسی، ارسلان طارق بٹ، سہیل خاور، وحید پال، ڈاکٹر شہزاد اکرم، سید سجاد حسین شاہ، میاں منیر ہانس شامل تھے۔صاحبِ کتاب طارق حسین بٹ نے اپنے خطاب میں کہا کہ یہ کتاب دراصل اس بات کی غماز ہے کہ انقلاب کو دنیا کی کوئی طاقت روک نہیں سکتی کیونکہ موجودہ نظام اپنی افادیت کھو چکا ہے اور ایک شفاف نظام کے بغیر چارہ کار نہیں ہے۔اسلامی نظام ہی وہ واحد نظام ہے جو انسانیت کہ عدل و انصاف کی بنیادیں فراہم کر سکتا ہے کیونکہ یہ امن ، محبت اور انسان دوستی کا مذہب ہے۔پاکستان کی بقا صرف اسلامی نظام کو من و عن نافذ کرنے میں ہے۔۔اس تقریب میں پاکستانی کمیونٹی کے عبدالستار پردیسی، سید قیوم شاہ اور سہیل خاور کو ان کی سماجی خدمات پر شیلڈز بھی پیش کی گئیں۔ تقریب سب سے قابلِ ذکر بات مختلف سیاسی نظریاتی جماعتوں کا ایک پلیٹ فورم پر ایک ساتھ موجود ہونا تھا اور ایک دوسرے کے خیالات کو صبر و تحمل سے سماعت کرنا تھا جسکے سبھی حاضرین مداح ہوئے۔

۱۴مارچ کی شارجہ کے مقامی ریسٹورنٹ میں عوامی جمہوری اتحاد نے تحریک انصاف کے نو منتخب سینیٹرز کے اعزاز میں عشائیہ کا اہتمام کیا۔ تقریب میں کوارڈینیٹر عوامی جمہوری اتحاد محمد شاہد خان، عوامی جمہوری اتحاد عجمان کے صدر ایاز خان، رہنما تحریک انصاف سعید الزمان، ایم این اے خیال زمان اورکزئی، ایم این اے احمداللہ خان، محترمہ مریم، عبدالکریم آفریدی، محمد شاہد خان، ممتاز خان یوسفزئی، اور اسداللہ کے سمیت کئی پارٹی سے وابستہ کئی اہم شخصیات و کارکنان نے شرکت کی۔ دیگر مقررین سمیت سینیٹر لیاقت خان نے بھی اپنے ٹیلیفونک خطاب میں اپنی پارٹی قیادت پر پورے اعتماد کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ تحریک انصاف اپنے لیڈر عمران خان کی قیادت میں وطن عزیز کی خدمت کے لئے دن رات کام کرنے کا عزم رکھتی ہے۔ ہماری پارٹی کا ویژن ، انصاف کا حصول، کرپشن کا خاتمہ، نظام کی تبدیلی اور ہر میدان میں میرٹ کو یقینی بنانا ہے۔ ہم نے سینیٹ الیکشن میں ہارس ٹریڈنگ کو خیرآباد کہہ دیا ہے۔ دعاگوہ ہیں کہ تسلسل برقرار رہے

۲۳مارچ کو یوم پاکستان کے حوالے سے کئی رنگ برنگی تقاریب کا انعقاد کیا گیا، سفارتخانہ پاکستان ابوظہبی میں پرچم کشائی کی تقریب میں پاکستانیوں کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔ صدرِ پاکستان اور وزیرِ اعظم پاکستان کے عوام کے

نام پیغامات پیش کئے گئے۔ سکولوں کی ننھی منھی بچیوں نے ملی نغمات پیش کئے، پاکستان کی عیسائی کمیونٹی نے بھی جذبہ حب الوطنی سے بھرپور پُرترنم قومی نغمے پیش کئے۔ ۲۳ مارچ کے حوالے سے کیک بھی کاٹا گیا۔ ابوظہبی کے مقامی ہوٹل میں ۲۳ مارچ کے شب سفارتخانہ پاکستان کے زیراہتمام ایک اور شاندار تقریب کا انعقاد کیا گیا جس میں مختلف ممالک کے سفارتکاروں نے شرکت کی۔ شیخ النہان بن مبارک نے مہمان خصوصی کی حثیت سے شرکت کی۔ کئی سفارتی اہلکاروں اور کمیونٹی کی نمایاں شخصیات نے شرکت کی۔ پرچم کشائی کی ایک تقریب کا انعقاد پاکستان قونصلیٹ دبئی میں بھی کیا گیا

مارچ کو پاکستان سوشل سنٹر شارجہ کے زیرِ اہتمام ۲۳ مارچ کے حوالے سے ایک ۲۶ شاندار مشاعرے کا بھی انعقاد کیا گیا، معروف شاعر ظہورالاسلام جاوید کے کی زیرِ صدارت اس محفل کی ابتدائی نظامت حافظ افتخار نے باخوبی انجام دیتے ہوئے تمام شعراء کرام کو سٹیج پے مدوح کیا جبکہ مشاعرے کی باقاعدہ نظامت کی ذمہ داریوں کو ڈاکٹر اکرم شہزاد نے خوبصورتی سے سنبھالے رکھا۔ صاحبزادہ جمیل احمد قادری نے تلاوت قرآن پاک کی سعادت حاصل کی اور عمران نواز نے نعت رسول پیش کرکے محفل کا بابرکت آغاز کیا۔ لندن سے آئے ہوئے نامور شاعر نادر فاروقی نے اس محفل سخن میں مہمان خصوصی کی حیثیت سے شرکت کی۔ محفل میں صدر سوشل سنٹر چوہدری خالد حسین، جنرل سیکریٹری حاجی نواز، چوہدری افتخار، راجہ محمد سرفراز، پردیسی، رضوان عبداللہ، فضل امین یوسف زئی، پیرآغا کیلاش، مرزا

محمد اقبال، ارشد رانا، عظمت انصاری سمیت باذوق خواتین حضرات کی بڑی تعداد میں شرکت نے۔ کلام پیش کرنے والے شعراء کرام میں ظہورالسلام جاوید، یعقوب تصور، ڈاکٹر عاصم واسطی، ڈاکٹر ثروت زہرہ، فیاض ظفر، مقصود احمد تبسم، طارق حسین بٹ، حفیظ احمد، حافظ زاہد علی، آصف رشید اسجد، فرہاد جبریل، عتیق الرحمان، نیر نیناں، ارسلان طارق بٹ شامل تھے۔

۲۷ مارچ کو یوم پاکستان کے ہی حوالے سے ایک تقریب کا انعقاد پاکستان ایسوسی ایشن کے زیراہتمام کیا گیا جس میں مختلف فیلڈز میں غیر معمولی کارگردی دیکھانے والی نمایاں شخصیات سفیرپاکستان آصف درانی، صدر پاکستان ایسوسی ایشن ڈاکٹر ضیاء الحسن اور قونصل جنرل جاوید جلیل خٹک کے بدست مبارک شیلڈز پیش کی گئیں۔ شیلڈز حاصل کرنے والوں میں سحر شیخ، اشفاق احمد، جمیل خان، زمرد خان، قراۃ العین، ظہورالاسلام جاوید، عائشہ میمن، ڈاکٹر محمد حامد فاروقی، رفیق احمد، عبدالغفور، سجاد حیدر اور مسز عالیہ جاوید کے نام شامل تھے۔

دیگر اہم تقریبات ۔۔۔ حال ہی میں پاکستان نیول سٹاف کالج کے افسران نے سفیر پاکستان برائے یو اے ای جناب آصف درانی سے پاکستان ہاوس میں ملاقات کی۔ سفیر پاکستان نے افسران کی ملک و قوم کے لئے پیش کی گئی خدمات کو خوب خراج تحسین

پیش کیا۔۔۔ سانحہ پشاور کے حوالے سے قومی اور بین الاقوامی سطح پر پہلی کتاب منظر عام پر آئی، ''قتل گُل'' کے ٹائٹل سے اِس نادر کتاب کی ترتیب و تدوین امارات کے نوجوان صحافی، شاعر، ایونٹ اورگنائزر سلیمان جاذب نے کی، جس کی تقریب رونمائی کا انعقاد سیون رئیل اسٹیٹ کے تعاون سے دبئ کے فائیو سٹار ہوٹل میں کیا گیا تقریب میں ۲۴ جاوید، ملک، قمر ریاض، سجاد علی سمیت کمیونٹی کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔

شارجہ سوشل سنٹر کے صدر چوہدری خالد حسین کے جانب سے شاندار ایونٹ کا انعقاد، جس میں قونصلر جنرل جاوید جلیل خٹک نے مہمان خصوصی کی حیثیت سے شرکت کی۔ معروف پاکستانی کاروباری شخصیت احسان اللہ ساہی کی نئ رئیل اسٹیٹ کمپنی ''ہائی سٹار'' کے افتتاح کے حوالے سے بھی ایک شاندار تقریب کا انعقاد کیا۔ پاکستان ایسو سی ایشن کے زیرِ اہتمام ''جشن پاکستان مشاعرہ'' کا انعقاد کیا گیا جس میں ع۔ س۔ مسلم، پیرزادہ قاسم، امجد اسلام امجد، ظہورالسلام جاوید، سعید پسرور، یعقوب عنقا، نے شرکت کی۔ پاکستان کے مقبول ترین مزاح نگار انور مقصور کے جانب سے ایک یادگار اور بھرپور تفریحی سٹیج ڈرامہ ''دھرنا'' نے بھی اپنی رونق خوب جمائی رکھی۔ حاضرین پورے ڈرامے میں ہس ہس کے لوٹ پوٹ ہوتے رہے ہیں۔ شرکاء کا کہنا تھا ایک عرصہ بعد دیار غیر میں ایسا حقیقی پروگرام دیکھنے کو ملا ہے امید ہے کہ یہ سلسلہ برقرار رہے گا۔ انڈین ہائی

سکول کے شیخ راشد آڈیٹوریم میں اموں عالمی فورم کے تعاون سے اُردو پریس کلب انٹرنیشنل کی جانب سے ۲۷ مارچ کی شب اُردو عالمی مشاعرے کا انعقاد کیا گیا جس میں ہندستان اور پاکستان کے نامور شعراء جاوید اختر، عنبرین حسیب عنبر، مقصود وفا، لیاقت علی عاصم، اظہر عنایتی، رحمان فارس، تابش زیدی نے شرکت کی، جبکہ افتخار عارف شرکت کرنے سے قاصر رہے، مشاعرے کے روح رواں اردو پریس کلب کے جنرل سیکرٹری طارق فیزی تھے۔ جن کے فروغ ادب کے حوالے سے کاوشوں کو خوب سراہا گیا۔ فقیر سائیں کے دولت کدہ پے پاکستان سے آئے رحمان فارس کے اعزاز میں ایک ادبی نشست کا اہتمام بھی کیا گیا جس میں مقصود وفا، ظہورالاسلام جاوید، عاصم واسطی، ثروت زہرہ، سلمان خان، فرہاد جبریل، آصف رشید اسجد، نیرّ نیناں، پروین ثاقب، اور زین نے شرکت کی۔

انہیں خوشیوں میں کمیونٹی کیلئے ایک سب سے بڑا صدمہ، چیرمین القطرہ گروپ آف کمپینز، ممتاز سماجی و کاروباری شخصیت حاجی محمد اسحاق کا مورخہ چھ مارچ بروز جمعہ کو قضا الٰہی کے انتقال کر جانا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ جن کی نمازِ جنازہ بعد نماز عشاء شیخ خلیفہ میڈیکل کمپلیکس میں ادا کی گئ۔ کمیونٹی کی ایک بہت بڑی تعداد نے انکے صاحبزادوں جمیل اسحاق، شکیل اسحٰق، جلیل اسحٰق اور نبیل اسحٰق سے اظہارِ تعزیت کیا۔ مرحوم کا تعلق گجرات سے ہے مگر ایک عرصہ سے بسلسلہ کاروبار امارات میں مقیم تھے۔ انکا کام سے

لگن، دیانتداری، سچائی، صاف گوئی، فراخ دلی اپنی مثال آپ رہی ہے۔ان کی شخصیت اور کمیونٹی کے لئے خدمات ہمیشہ یادوں زندہ وتابندہ رہیں گی۔اللہ انہیں جنت الفردوس میں اعلی مقام عطا فرمائے۔آمین۔۔۔مارچ کو الوداع کہتے ہوئے۔۔آیئے اِس دعا کے ساتھ اپریل کا استقبال کریں کہ اس ماہ کا آفتاب اپنی پوری رعنائیوں کے ساتھ طلوع ہو اور چہروں پے مسکان چھوڑے غروب ہو۔آمین

یمن، عالمی منظر نامہ اور پاکستان۔۔۔۔

پاکستان کے مشرقی وسطی سے ۔۔۔۔
خصوصاً سعودیہ عرب، متحدہ عرب امارات کے ساتھ بہت قریبی اور مضبوط تاریخی رشتوں میں بندھا ہے،تاریخ کے اوراق پلٹ کے دیکھیں تو پاکستان نے بھی اِن رشتوں کی لاج رکھی ہے۔جنگ ہو یا امن،آفت ہو یا کوئی مصیبت، ہر امتحان ہر آزمائش میں ان دوستوں نے سب سے پہلے آگے بڑھ کر غیر مشروط ہر ممکن تعاون کرکے دوستی کے اس رشتے کو لازوال بنایا ہے۔ان دوست ممالک کے پاکستان پر اتنے احسانات ہیں کہ ہم ہی نہیں بلکہ آنے والی نسلیں بھی اُسکا حق ادا نہیں کر سکتیں۔اس وقت یہ ممالک پاکستان کو اقتصادی امداد دینے سب سے آگے ہیں۔پاکستان میں سیلاب زدگان کی بحالی،زلزلہ زدگان کی بحالی،انفراسٹریکچر،انرجی بحران پے قابو،میڈیکل سمیت ہر شعبے میں اِن بے لوث دوستوں نے دل کھول کر امداد کرکے تاریخ میں دوستی کی ایک عظیم مثال رقم کی ہے۔ان ممالک کی لیڈرشپ کا احسانِ خاص ہی ہے کہ لاکھوں پاکستانی اس سرزمین میں بسلسلہ روزگار و کاروبار مقیم ہیں۔یہی وجہ ہے کہ ۔۔ یہاں مقیم پاکستانیوں کو جتنا اپنے وطن سے پیار ہے اتنی اِس دیس سے چاہت بھی ہے، کوئی تہوار ہو یا تقریب اختتام پاکستان زندہ باد۔۔ پاک امارات دوستی یا پاک عرب دوستی پائندہ باد پر ہوتا ہے۔دعاؤں میں پاکستان میں امن کا ذکر ہوتا ہے تو

ان کے حکمرانوں کی لمبی زندگی اور مزید خوشحالی کو کبھی نہیں بھولا جاتا۔مگر تین ہفتے میں۔۔۔۔

حالات نے ایسی کروٹ بدلی۔۔۔

کہ ابہام کے باعث پاکستان کا ان دوست ممالک کے مابین معاملات کی کشیدگی نے دیارِغیر میں مقیم پاکستانیوں کو تذبذب کا شکار کر دیا۔حالات نے اچانک کروٹ تب لی۔۔جب یمن کی درخواست پر سعودیہ کا اتحادی افواج کے ساتھ حوثی باغیوں کے خلاف حملوں کا آغاز کیا جس میں عرب ممالک نے غیر مشروط اس جنگ میں شامل ہو گئے اور پھر سعودیہ کی نظریں جمی پاکستانی ردعمل کی جانب۔پاکستانی وزیرِاعظم نے بھرپور مدد کا اعلان بھی کیا اور ساتھ ہی ساتھ۔۔۔ یمن معاملے پرتُرکی کے ساتھ بات کیلئے روانہ ہوگئے۔اور ترک وزیرِ اعظم کی دورہ ایران بھی اس سلسلے کی کڑی تھا۔بعدازاں ایرانی وزیرِخارنہ محمد جواد ظریف بھی وزیرِاعظم کے مشیر برائے خارجہ امور سرتاج عزیزکے ساتھ دو طرفہ مذاکرات کر چکے ہیں دونوں فریقین پرُامن حل پر اتفاق کیا مگر طریقہ کار پر اختلاف رہا۔اِس اثناء میں سعودیہ کے مکمل فوجی تعاون کی اپیل کر دی۔پاکستان نے ایک بار پھر سعودیہ کو ہر ممکن تعاون کی یقین دہانی دلوائی اور حرمین الشرفین پر باغیوں کے حملوں کی گردش کرتیں افواہوں پر شدید ردعمل کا اظہار کرتے ہوئے کہاکہ سعودیہ کو کسی مشکل وقت میں آکیلا نہیں چھوڑ سکتے اور حرمیں الشرفین

کو مکمل تحفظ فراہم کریں گے۔ سعودیہ نے امریکی امداد کو نظرانداز کرتے ہوئے اپنے آپ پر انحصار کرتے ہوئے یمن میں حوثیوں باغیوں کے خلاف لڑنے کے عزم کا ظاہر کیا ہے۔ تھورا جانتے ہیں۔۔

یمن اور باغی حوثیوں کے بارے میں۔۔

یمن گلف ممالک میں ایک تاریخی اور اہم حثیت رکھتا ہے۔ اسکے جنوب میں بحیرہ عرب جبکہ مغرب میں بحیرہ احمر واقع ہے اور شمال مشرق میں سعودی عرب اور اومان کی ریاستیں ہیں۔ اسکی کل آبادی ۲ کروڑ سے بھی زاید ہے۔ یمن کے ساتھ سعودی عرب تقریباً آٹھارہ سو کلومیٹر لمبی سرحدیں ہیں۔ سعودیہ کے تیل کے اکثر کنوئیں انہیں اطراف میں ہونے سے یہ علاقہ بہت اہمیت کا حامل ہے۔ یمن میں تقریبا پانچ ہزار پاکستانی مختلف شعبے ہائے سے منسلک ہیں۔ یمن کے چند صوبوں میں داعش اور القاعدہ موجود ہیں۔ کچھ صوبوں شیعہ زیدیوں اور حوثیوں کا قبضہ ہے اور کچھ صوبے سنی قبائل کے کنٹرول میں ہے۔ اب حوثیوں کے دھاوے نے حالات یکسر بدل کر رکھ دیئے ہیں۔ عربی جریدے کے مطابق، حوثی قبائل زیدی اہل تشیع کا ایک گروپ ہے، ۲۰۰۴ میں شیعہ رہنما بدرین الدین الحوثی نے حوثی قبائل کو متحد کرکے حکومت کیخلاف مسلح جدوجہد کا آغاز کیا تھا۔ اسوقت کے صدر علی عبداللہ صالح نے حوثیوں کے خلاف آپریشن کا آغاز کیا تھا، سعودی صوبے جیزان میں بھی جھڑپیں شروع ہوئیں تو سعودی فورسز نے یمن میں داخل ہو کر حوثیوں کے

خلاف آپریشن میں یمنی فوج کی مدد کی۔یمنی حکومت کا موقف رہا ہے کہ ایرانی حکومت حوثیوں کی پشت پناہی کر رہی ہے۔۲۰۰۹ میں بھی صوبہ صدا میں حوثیوں کے خلاف آپریشن میں سعودی حکومت یمن کا بھرپور ساتھ دیا تھا۔۲۰ جنوری ۲۰۱۵ میں حوثیوں نے صنعاء پر دھاوا بول کر اس پر قبضہ کر لیااور صدارتی محل پر بھی قبضہ کر لیا۔صدارتی محل پر گولا باری ہوئی تو عبوری حکومت کے سربراہ عبدالربو منصور ہادی نے فرار ہو کر عدن میں پناہ لی۔اور عدن کو ہی عارضی کیپٹل قرار دے دیا گیا۔حوثیوں نے سعودی سرحدپر واقع یمنی صوبے محراب کی طرف پیش قدمی کی تو سعودی حکومت بھی حرکت میں آئی اور حوثیوں پر بمباری شروع کر دی۔یمن کا یہ صوبہ تیل کی دولت سے مالا مال ہے۔اور معشیت کا انحصار بھی کافی حدتک اسی صوبے پے ہے۔اب سرسری جائزہ۔۔۔

کشیدگی کا آغاز۔۔۔۔

پر۔اندرونی سیاسی قوتوں کا پاکستان حکومت پر دباؤ بڑھا کہ پاکستانی افواج کو سعودیہ نہ بھیجا جائے جبکہ سعودیہ عرب ہر قسم کی فوجی مدد مانگ چکا تھا۔ایسے میں پارلیمنٹ میں پیش کی گئی قرارداد میں سعودیہ ''کو مکمل تعاون'' کی یقین دہانی کے ساتھ ساتھ ثالثی'' کا کردار ادا کرنے کا بھی اظہار کیا گیامگر پی ٹی آئی کے اصرار پر ''غیر جانبدار'''' رہنے کے لفظ نے صورت حال کو یکسر بدل کر رکھ دیا۔متحدہ عرب امارات کے وزیر خارجہ ڈاکٹر

انور محمد قرقاش نے پاکستانی پارلیمان میں یمن کے تنازعہ پر غیر جانبدار رہنے کی متفقہ قرارداد منظور ہونے کے بعد ٹوئیٹر پیغام میں قرارداد کی مذمت میں کہا تھا کہ ''پاکستان کو اس اہم مسئلے پر متضاد اور مبہم رائے کی بھاری قیمت ادا کرنا پڑے گی''۔پاکستان کی جانب خاموشی کے بعد وزیر داخلہ چودھری نثار علی خان نے امارات کے وزیر خارجہ انور محمد قرقاش پر اپنے رد عمل کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ یہ بیان نا قابل قبول اور پاکستان اور پاکستانی عوام کی توہین کے مترادف ہے ،پاکستانی عوام سعودی عرب کے ساتھ ساتھ یو اے ای کے عوام کے لئے برادرانہ جذبات رکھتے ہیں۔انہوں اماراتی وزیر کے بیان کو سفارتی آداب کے منافی بھی قرار دیا۔مگر۔۔۔یو اے ای کے وزیر خارجہ کے بعد عرب پارلیمنٹ کے چیئرمین احمد بن محمد الجروان نے بھی پاکستان کی پارلیمنٹ میں منظور ہونے والی قرارداد پر کڑی تنقید کی ہے کہ یہ عرب اور اسلامی ممالک کے موقف سے متصادم ہے۔جبکہ سعودی عرب کے مشیر برائے مذہبی امور عبدالعزیز بن عبداللہ العمار نے بھی یمن جنگ میں ثالثی کی بات کو مذاق کے مترادف قرار دیا ہے اور پھر سے اظہار کیا کہ سعودی عرب حوثیوں کے خلاف آپریشن میں پاک فوج کی شمولیت چاہتا ہے۔ سعودی وزیر برائے مذہبی امور شیخ صالح بن عبدالعزیز نے کہا کہ سعودی عرب اور پاکستان کے درمیان تعلقات مضبوط ہیں پارلیمنٹ کی مشترکہ قرارداد پاکستان کا اندرونی معاملہ ہے یقین ہے کہ پاکستان ہمارے، ساتھ ہے اور رہیگا۔انہوں نے یمن میں باغیوں کے خلاف قائم اتحاد میں شمولیت

کا مطلب سیاسی اور ہر طرح کی حمایت قرار دیا۔امارات کے بعد کویت کے اخبار
السیاسہ'' کے ایڈیٹر انچیف احمد الجراللہ نے اپنے اداریے میں لکھا ہے کہ پاکستان''
ایران مذہبی قیادت کے خوف سے اُن کے آگے جھک گیا ہے، جو کہ ایک غلطی
ہے۔انہوں نے لکھا ہے کہ خلیجی ممالک کو پاکستان کی ضرورت نہیں بلکہ پاکستان کو انکی
ضرورت ہے۔۔۔جب کہ
حقائق یہ ہیں۔۔۔
کہ پاکستانی عوام دل و جان سے عرب ممالک کے ساتھ ہیں۔پاکستانی سنئیر تجزیہ کاروں
اور تبصرہ نگاروں کا کہنا تھا کہ حکومت کو ایسے احساس معاملے میں چھوٹی پارٹیوں کے
شامل نہیں کرنا چاہے تھا ستم ظرفی دیکھیں ایک سیاسی پارٹی کا جنرل سیکریٹری پارلیمنٹ
میں فوج نا بھیجنے کا مطالبہ کرتا رہا۔ جبکہ پارٹی صدر پارلیمنٹ سے باہر غیر مشروط
حمایت کی حکومت سے اپیل کرتے نظر آئے۔تمام سیاسی پارٹی یمن جنگ میں مداخلت
نہ کرنے کے ساتھ ساتھ حرمین الشرفین کی حفاظت کے لئے مدد فراہم کرنے کا اظہار
بھی کررہی ہیں۔اخبارات کے اداریے ہوں، کالمز ہوں، آرٹیکلز ہوں، تجزئے
ہوں، تبصرے ہوں، حتی کے عام آدمی کی رائے ہی کیوں نہ ہوں ، ملی جلی رائے سامنے
آئیں ہیں، اکثریت کا خیال یہی ہے پاکستان سفارتی تعلقات کے استعمال سے فریقین میں
مصالحت کی کوشش کرے۔۔مگر تمام ایک پوائنٹ ایجنڈے پر متفق ہیں۔۔۔کہ اگر بات
سلامتی کی ہو تو

حرمین شریفین کے تحفظ کے لئے سعودیہ عرب کے شانہ بشانہ کھڑے ہوں اور باغیوں کا منہ توڑ جواب دیا جائے ۔ان دوست ممالک کے اچھے اور خوشگوار رشتوں کو مضبوط سے مضبوط رکھنے کی خواہش کا اظہار بھی کیا گیا ہے۔حکومتی رویہ محتاط ہونے کی وجہ صرف یہ کہ پاک فوج تاریخ کے سب بڑے محاذ ''ضربِ عضب'' میں مصروف ہے جبکہ خفیہ اداروں کی بھی ملک میں جاری تخریب کاریوں کی روک تھام کرنے میں اپنی خدمات سرانجام دے رہی ہیں۔پاکستان میں کچھ مخصوص عقائد کے تعلق رکھنے والوں کا رجحان ایران کے ساتھ بھی ہے،ایسی صورت میں یمن کے حوالے سے فوراًایک طرفہ ہوجانے سے پاکستان کو اندرونی طور پر کئی پریشانیوں کا سامنا کرپڑ سکتا ہے۔پاکستان عرب ممالک کے ساتھ دینے کے علاوہ ہمسایہ ممالک سے بہتر تعلقات قائم رکھنا چاہتا ہے۔مگر واضح رہے کہ پاکستان کی اقلیتی کمیونٹی سمیت ہر سطح اور ہر طبقے کی رائے یہی ہے کہ سعودیہ سلامتی پر کوئی سودا بازی نہ ہو۔ایسے میں ۔۔۔

ابہام کے خاتمے کے لئے۔۔۔

وزیراعظم پاکستان میاں نواز شریف یمن پر پالیسی بیان کے لئے فوراًمیدان میں اترے اور انہوں نے اپنے اہم وزرااور پاک فوج کے سربراہ جنرل راحیل شریف سے صلاح و مشورے کے بعد کہا کہ یمن کے تنازعہ کا حل صرف مذاکرات کے ذریعے سے ہی ممکن ہے، دس اپریل کو منظور ہونے والی قرارداد پر پاکستان کی

پالیسی کے مطابق ہے، یمن میں غیر ریاستی عناصر کی جانب سے حکومت کا تختہ الٹنے کی مذمت کرتے ہیں، یمن میں صدر منصور ہادی کی حکومت کی بحالی پر یقین رکھتے ہیں۔ یمن میں مشترکہ قرارداد کے بعد کئی طرح کے بیانات آئے ہیں، جن میں صورتحال کے بارے میں کچھ میڈیا رپورٹس مبہم اور افواہوں پر مبنی ہے۔ وزیراعظم نے خلیج تعاون کونسل پر واضح کیا ہے کہ قرارداد پر عدم اعتماد غلط فہمی کا نتیجہ ہے۔ میڈیا میں پاکستان اور عرب ممالک کے درمیان غلط فہمیاں پیدا کرنے کے لئے بعض افواہیں پھیلائی جارہی ہیں۔ انکا کہنا تھا کہ سعودی عرب اور پاکستان سٹریٹجک پارٹنر ہیں مشکل وقت میں پاکستان دوست ممالک کو تنہا نہیں چھوڑے گا۔ سعودی بھائیوں کو یقین دلایا کہ ہم اُنکے شانہ بشانہ کھڑے ہیں اور کندھے سے کندھا ملا کر چلیں گے۔ سعودی عرب کی سالمیت کو خطرہ ہوا تو سخت جواب دیں گے۔ سعودی عرب کی خودمختاری اور سالمیت ہماری خارجہ پالیسی کا اہم حصہ ہے۔ یمن میں صدر ہادی کی حکومت کی بحالی پر یقین رکھتے ہیں۔ ایرانی وزیر خارجہ کو بتایا کہ یمن کی قانونی حکومت کو تشدد سے گرانا خطرناک ہے۔ اُدھر سعودی عرب کے وزیر مذہبی امور شیخ صالح بن عبدالعزیز نے کہا ہے کہ سعودی عرب اور یمن کے درمیان کوئی جنگ نہیں اسے غلط انداز میں پیش کیا جارہا ہے جس سے ابہام پیدا ہو رہا ہے، سعودی عرب خطے میں امن کا خواہشمند ہے، حوثیوں نے منتخب حکومت پر دھاوا بولا ہے، انہوں نے کہا کہ اللہ تعالی فرماتا ہے کہ دو فریق لڑیں ان میں صلح کرواو اور اگر کوئی صلح نہ کرے

تو بغاوت کرنے والوں کے خلاف کاروائی کرو، جب تک وہ اللہ کے فیصلے کی طرف نہ آئیں۔اب قدرے حالات میں۔۔۔

بہتری کی اُمید۔۔۔

بھی نظر آنے لگی ہے۔ سعودی حکومت کے مشیر خاص نے کہا کہ یمن میں باغی ہتھیار پھینک دیں اور حکومت کو کام کرنے دیا جائے تو مذاکرات ہو سکتے ہیں۔ یمن میں اگر حکومت بحال ہو تو تمام فریقین کو مذاکرات کی میز پر بیٹھ کر مسائل حل کرنے چاہیں۔اُنکا کہنا ہے ایران اور سعودی عرب میں کوئی تنازعہ نہیں یمن میں اگر دوبارہ انتخابات ہوں تو ہمیں اعتراض نہیں۔''العربیہ کے مطابق سابق صدر نے ایک نیا عبوری پلان پیش کیا ہے۔ جس میں صنعاء کے گورنر کو وزیراعظم اور موجودہ وزیراعظم خالد بحاح کو صدارتی اختیارات منتقل کرنے کے ساتھ ساتھ عبداللہ ضبعان کو وزیر دفاع کا عہدہ سونپنے کی تجویز پیش کی گئی ہے۔خالد بحاح کی بطور نائب صدر تعیناتی کو تجزیہ کار ایک خوش آئند قدم قرار دے رہے ہیں، خیال ہے کہ یہ یمن کے حالات میں بہتری کے لئے اہم رول ادا کر سکتے ہیں۔ سلامتی کونسل کے قرارداد بھی حوثیوں کے خلاف آ چکی ہے اور انکی مدد کرنے والوں پر بھی پابندی عائد کر دی گئی ہے۔ایران میں ایسی صورت میں یمن میں قیامِ امن کے لئے اپنی کوششوں کو تیز کر دیا ہے۔ یمن کے حالات میں بہتری کی نوید کے ساتھ ساتھ پاک عرب تعلقات میں بھی بہتری کے اثرات شہباز شریف کے

کامیاب دورے بعد نظر آنے کی امید ہے۔بی بی سی انٹرویو میں اسحاق ڈار نے بھی کہا کہ سعودی عرب کو براہ راست خطرہ لاحق ہوتا ہے تو اس کو پاکستان پر حملہ سمجھا جائیگا اور اس میں ہم عملی طور پر شامل ہوں گے۔انکا کہنا تھا کہ شاید میاں محمد نواز شریف وحد وزیراعظم ہیں جنھوں نے ایرانی وزیر خارجہ سے بڑے شدومد سے کہا کہ وہ حوثی قبائلیوں کو مذاکرات کی میز پر لانے اور ہادی حکومت کو بحال کرنے میں اپنا کردار ادا کرے۔بعد ازاں وزیر اعظم نواز شریف کی زیر صدارت اعلی سطح کے اجلاس میں حکومت پاکستان نے سعودی عرب کے شانہ بشانہ کھڑے ہونے کے عزم کا اعادہ کیا ہے۔تفصیلات کیمطابق وزیر اعظم کی زیر صدارت اعلی سطح کے اجلاس میں تینوں مسلح افواج کے سربراہان، چیئرمین جوائنٹ چیفس آف سٹاف کمیٹی، وزیر اعلی پنجاب شہباز شریف، مشیر خارجہ سرتاج عزیز، طارق فاطمی، سیکرٹری خارجہ اعزاز چودھری نے شرکت کی تھی، چار گھنٹے جاری رہنے والے اس اجلاس میں وزیر اعلی پنجاب شہباز شریف نے اپنے سعودی دورے کے حوالے سے بریفنگ دی۔۔۔۔۔اگر غور کریں تو یمن کی صورتحال کے علاوہ بھی اب۔۔۔

عالمی منظر نامہ۔۔۔

روز بار روز بدلتا ہوا نظر آ رہا ہے۔۔افغانستان اور پاکستان کی عسکری قیادت مسلسل رابطے میں ہے جو پہلی بار باہمی مثبت حکمت عملی کی طرف اشارہ کر رہی

ہے۔ مقبوضہ کشمیر میں پاکستانی پرچم لہرائے جا رہے ہیں۔امریکہ اور روس کے ایران کیساتھ دفاعی معاہدے بھی غیر معمولی اہمیت رکھتے ہیں۔ امریکہ کو اس یمن جنگ میں پاکستان کی شمولیت پر کوئی اعتراض نہیں،جو دھیمے لہجے میں پاکستان کو اس جنگ میں دھکیلنے کے مترادف ہے۔ دوسری طرف چینی صدر پاکستان میں دوستی کی ایک نئی تاریخ رقم کرنے آرہے ہیں ،وہ بھی یہی چاہتے ہیں کہ پاکستان اس جنگ میں شامل نہ ہو۔پاک روس میں اچھے تعلقات کی بحالی ایک نئی تاریخ لکھنے جا رہی ہے۔صدر پٹن کی پاکستان کے دورے کی خبریں بھی گردش کر رہی ہیں۔ اور وزیر دفاع کو دورہ روس بھی ایسی صورت حال میں بہت معنی خیز ہے ، روس بھی پاکستان کو یمن معاملے میں دور رکھنا چاہتا ہے۔ہمارا ہمسایہ ملک ایران بھی پاکستان کی یمن جنگ میں شمولیت نہیں چاہتا۔ گویا کہ پاکستان کو ناکام ریاست کہنے والوں کو رسوائی کے سوا کچھ نہیں ملا۔۔اوراس بدلتے عالمی منظر نامے میں پاکستان کی اہمیت بہت بڑھ چکی ہے،اور یمن کے باغیوں کے خلاف جنگ میں تو تمام کی نظریں پاکستان پر ہی ٹکی ہوئیں ہیں۔تو۔۔۔ ایسے حالات میں۔۔۔

پاکستان کی جانب سے اُٹھنے والا ہر قدم ،آنے والے ہر بیان بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ خطے کے امن و امان کا دارومدار کسی حد تک پاکستان کی پالیسیوں سے وابستہ ہو چکا ہے۔یہی وجہ ہے کہ پاکستانی قیادت عرب ممالک سے رابطے اور

مسلسل عسکری قیادت سے صلح مشورے جاری رکھے ہوئے ہے۔ضرورت بھی اسی امر کی ہے سفارتی تعلقات استعمال کرتے ہوئے امارات ، سعودیہ عرب سمیت اپنے دوست عرب ممالک کو اپنے فیصلوں پر اعتماد میں لیا جائے۔تاکہ تناؤ پیدا کرنے والا کوئی ناخوشگوار واقع جنم نہ لے ۔سیاستدانوں کا اپنے بیانات میں محتاط رہنے کے لئے کوئی حکمت عملی مرتب دی جائے۔ عوامی سطح پر یہ رائے بھی قائم کی جائے کہ یمن جنگ کسی مسلک کے خلاف نہیں بلکہ باغیوں کے خلاف ہے۔اور ایسی ہی جنگ ہم اپنی سرزمین پے بھی لڑ رہے ہیں۔ یمن جنگ کے حوالے سے میڈیا پالیسی بھی سامنے آئے تاکہ آزاد میڈیا بھی عرب ممالک کے معاملات کی بہتری کے لئے محتاط رویہ اختیار کرکے ذمہ داری کا ثبوت دے۔ خصوصاً سوشل میڈیا پر خاص نظر رکھنے کی ضرورت ہے ۔جو جدید دور میں ایک اسلحے کے طور پر استعمال ہو رہا ہے۔ عرب ممالک میں مقیم پاکستانیوں بھی دعاگو ہیں کہ باہمی اعتماد اور رابطے برقرار رہے تو انشاءاللہ تعالی کوئی قوت مسلم امہ کے خلاف سازش نہیں کرپائے گی۔پاکستان زندہ باد ۔۔ عرب ممالک پائندہ بار

مگر افسوس

ایک مختصر سی کہانی.................

ارے اللہ کے بندے۔۔۔کیا تو نے اُس بے گناہ کو سر بازار جلتے نہیں دیکھا تھا؟کیا اُس آگ نے تجھے جہنم کی آگ یاد نہیں دلائی تھی؟کیا تو نے نہر میں نہانے والے اپنے دوست کو ڈوبتے نہیں دیکھا؟ تیری نظروں کے سامنے ایک جوان بس تلے کُچلا گیا۔وہ جوان تو بھی ہو سکتا تھا۔۔اگلے چوراہے پر کوئی دوسری بس تجھے بھی کچل سکتی ہے۔ کیااس منظر سے قبر میں دب جانا یاد نہیں آیا؟۔۔۔۔لیکن تیرے رب کو تجھ سے پیار تھا۔نہ تجھے جلایا گیا، نہ ڈوبویا گیا نہ کچلا گیا۔۔اُس نے مہلت دی۔۔پھر مہلت دی۔۔بار بار مہلت دی۔۔مگر تو نے زندگی کی حقیقت نہیں جانی۔۔۔بڑا غرور تھا اپنی بھری جوانی پے،اپنی طاقت پر،اپنی دولت پر،اپنی زمینوں پر،اپنے وارثوں پر،اپنی شہرت پے،اپنے تعلقات پر۔۔۔یہی سوچا کہ۔۔۔بڑی پڑی ہے زندگی۔۔۔۔

طویل علالت کے بعد۔جب تیری بوڑھی ماں نے تیری باہنوں میں دم توڑ رہی تھی۔۔۔اے اللہ کے بندے۔۔تو اُس کی آہ آہ سے کیا سمجھا؟ کو وہ درد سے کرا رہی ہے؟۔۔ارے نہیں۔۔۔وہ تو اللہ کی ولی تھی۔۔۔اُسے تو کانٹا چبھنے تک کی تکلیف نہیں دی گئی۔۔۔اُس کا درد سے تڑپنا تو تیرے لئے تھا۔اُس کی بھوک پیاس

تو تیرے لئے تھی۔۔اُس کے چہرے پر چھلکتی بے بسی و لاچاری تو تیرے لئے تھی۔اُسکے زخموں سے رِستا خون تو تیرے لئے تھا۔اُس کی آنکھوں سے بہتی نمی تو تیرے لئے تھی۔۔۔کہ تو اپنا وقت یاد کرلے۔۔مگر تجھے تو ابھی کہاں مرنا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

تو نے مفلوجوں کو دیکھا، اندھوں کو دیکھا، بے اولادوں کو دیکھا، غیربوں کو دیکھا، فقیروں کو دیکھا، بھوکوں کو دیکھا، بے گھروں کو دیکھا۔۔سب کچھ دیکھا مگر دنیا کی حوس میں بس اپنی نعمتوں کو دیکھنے سے اندھا ہو گیا۔۔۔۔۔

اب دیکھ ۔۔۔ادھر دیکھ۔شہر کے مہنگے ہسپتال میں قابل ترین ڈاکٹر تیری نبض دیکھ رہا ہے۔۔۔ادھر سُن۔۔تیری ڈانٹ ڈپٹ کھانے والا تیرا بوڑھا باپ تیرے سرہانے بیٹھا اپنے رب سے کیا مانگ رہا ہے"یا اللہ میری حیاتی وی میرے پُتر نوں لا دے"۔ادھر دیکھ ۔۔۔جسے پاؤں کی جوتی سمجھتا رہا وہ تیرے ظلم کی ماری تیری بیوی تیرے بچے کو گود لئے کھڑی تجھے تک رہی ہے اور اللہ سے تیری لمبی زندگی کی بھیک مانگ رہی ہے۔بھائی آج بھی تیرے خوف سے دروازے کے باہر ہی کھڑا ہے۔۔جسے سر کا بوجھ سمجھ کر رخصت کیا وہ بہن اپنے گھر میں جھولی پھیلائے تیری سلامتی کی دعائیں کر رہی ہے۔دوستوں کو تو اُنکے کاموں سے فرصت نہیں ملی۔اقارب تو پہلے ہی تیرے طعنوں کے مارے تھے۔نوکر تو ویسے ہی تیرے ستم سے

چھٹکارا چاہتے تھے، انہیں کیا غرض کہ تو جیئے یا مرے۔ دیکھ تیری بنکوں میں پڑی سود سے کمائے کروڑوں روپے تجھے ایک سیکنڈ کی مزید مہلت نہیں دلوا سکتے۔۔ آج کوئی تجھے بچانے والا نہیں۔ کوئی تیرے ساتھ جانے والا نہیں۔۔۔۔۔۔بڑا مسلمان بنا پھرتا تھا۔۔ تو کیوں تیرے لب پے آج کلمہ نہیں اُتر رہا۔۔۔

ارے ابنِ آدم نہیں ۔۔۔بڑی دیر کر دی تو نے۔ گزار دی ساری حیاتی ہسی ، قہقوں، موج مستیوں، عیاشیوں اور ہلے گلوں میں ۔۔۔

آج مجھے تیرے جسم میں سے روح کو آہستہ آہستہ کھینچ دینے کا حکم ہے۔ کل جسکا نام رکھ کر مٹھائیاں بٹی تھیں، بس چند لمحے میں اُسکو ''میت'' کا نام دے دیا جائیگا۔۔۔اب رونے سے کیا ملے گا۔ یہ وقت تو آنا ہی تھا۔۔۔۔۔

مگر افسوس کہ تیری زبان آج بند ہے۔

اور تو یہ بھی کہہ نہیں سکتا۔۔۔۔ کہ دنیا والوں، مجھے دیکھ کر عبرت پکڑو۔۔۔۔۔۔۔۔۔

شعر و اَدب اور امارات

امارات میں منعقد ہونے والے مشاعروں پر نہایت ہی مختصر مگر جامع مضمون کی ایک کاوش

امارات کے اِس شعری سفر میں دنیا بھر سے خصوصاً پاکستان اور ہندوستان سے اپنے عہد کے نامور اہل علم و ادب حضرات شامل ہیں۔

ہماری قومی زبان اُردو دنیا بھر میں، خصوصاً ہمسایہ ممالک نیز خلیجی ریاستوں میں بھرپور توانائی کیساتھ بڑی اہمیت رکھتی ہے اور اردو زبان پر مشتمل ادب جسے " اردو ادب" کہا جاتا ہے بھی یہاں اپنا ایک خاص مقام حاصل کر چکا ہے۔تاریخ میں فروغِ اُردو ادب کیلئے وسیع دائرہ کار رکھنے کی وجہ سے " نثری ادب "کا اہم کردار رہا ہے۔مگر میری رائے میں " نظمی ادب "دورِ حاضر میں اُردو ادب میں کسی حد تک زیادہ نمایاں نظر آنے لگا ہے ۔اردو زبان کیطرح اُردو ادب بھی پاکستان کے علاوہ ہمسایہ ممالک اور خلیجی ریاستوں میں مقبول ہو چکا ہے۔فروغِ ادب کے حوالے سے اگر صرف متحدہ عرب امارات کی بات کی جائے تو یہاں ہونے والی ادبی محافل بنیادی طور پر " شعری محافل " ہی ہیں جبکہ نثری ادب کے حوالے سے محافل کا انعقاد نہ ہونے کے برابر ہے۔اگر یہ کہا جائے کہ نثر لکھنے والوں نے اِس کے فروغ کے حوالے سے اِس خطے میں کوئی قابل ذکر

خاطر خواہ پیش رفت نہیں کی، تو بے جا نہ ہوگا۔ جبکہ امارات میں خوبصورت نظم، عمدہ ترین غزل لکھنے والوں اور معیاری کلام پڑھنے و سننے والوں، دونوں ہی اہل ذوق طبقہ یہاں اُردو ادب کے فروغ کے لئے بھرپور خدمات پیش کرتے آ رہے ہیں۔ یہاں تسلسل سے منظم مشاعروں کا انعقاد اُردو ادب کے فروغ میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ یہاں عربی، انگلش کے بعد اُردو تیسری بڑی زبان بن کر اُبھری ہے اور حال ہی میں امارات آئی ڈی کارڈ کے حوالے سے ہونے والی آن لائن ووٹنگ میں اُردو تقریباً ۵۵ فیصد ووٹ لے کر تیسری آفیشل لینگوئج کے لئے منتخب ہوئی ہے۔ یہاں تک کے عربی دانوں میں بھی اُردو ادب سے خاص لگاؤ نظر آتا ہے،امارات سے تعلق رکھنے والے ڈاکٹر زبیر فاروق کی مادری زبان عربی ہونے کے باوجود اُردو پر مکمل دسترس حاصل ہے اور انکے کئی مجموعہ کلام شائع ہو چکے ہیں۔

یہاں امارات میں منعقد اہم مشاعروں کا نہایت ہی مختصراً مگر جامع جائزہ لینے کی ایک ادنی کاوش کی ہے۔امارات میں ۶۷۔۱۹۶۶ء میں گھریلو ادبی نشستوں سے ہی اہل ذوق حضرات نے اپنی ادبی اور علمی پیاس بجھانے کی ابتداء کی۔۱۹۶۹کے دوران ان نشستوں میں باقاعدگی آئی۔ مگر آہستہ آہستہ اسکا دائرہ کار بڑھتا گیااور ۱۹۷۰ میں جناب وسیم احمد وسیم کی رہائش گاہ میں تسلسل سے ادبی محافل کا انعقاد ہونے لگا جس میں شرکاء کی تعداد میں خاطر خواہ اضافہ بھی دیکھا جانے لگا۔۱۹۷۳ میں دبئی میں ہندستان سے تشریف لائیں معروف شاعرہ محترمہ

بیگم مینا قاضی کے اعزاز میں ایک دلفریب ادبی محفل کا اہتمام کیا گیا۔جناب عباس نقوی اور سلامت نجمی نے ۱۹۷۴ میں بزم ادب کی بنیاد رکھی،اسی بینر تلے کئی بڑی محافل بھی ہوئیں محترمہ زہدہ نگاہ کے اعزاز میں ایک پر تپاک ادبی محفل کا انعقاد ابوظہبی میں کیا گیا جس کے روح رواں عباس نقوی، ضیغم زیدی، ندرت عابدی، وسیم احمد وسیم اور اظہار حیدر تھے، اس سے قبل ایک مشاعرہ کا انعقاد شارجہ میں محب لکھنوی کے زیرِ صدارت بھی ہو چکا تھا۔ایرانی سکول دبئی میں ۱۹۷۷ء میں ندرت عابدی اور ضیغم زیدی کی کاوششوں سے ایک بڑی محفل کا انعقاد عمل میں آیا۔اسی دوران بزمِ ادب دبئی طرحی نشستوں کا آغاز کر چکی تھی پھر اسی تسلسل میں شیر علی خان کے دولت کدہ پر جولائی میں کل متحدہ عرب امارات مشاعرے کا انعقاد کیا گیا۔ ابوظہبی میں سلامت نجمی ۱۹۷۷ کی معاونت سے حکیم تاثیر کے اعزاز میں ۱۹۷۸ میں بزم ادب الامارات کے زیرِ اہتمام ایک خوبصورت طرحی مشاعرے کا انعقاد ہوا۔۱۹۷۸ میں ہی رشید کوثر فاروقی، پھر اکتوبر ۱۹۷۸ میں افتخار عارف،اور کیپٹن زبیر عالم قدوانی کے اعزاز میں محافل بھی ہو ئیں۔ سلسلہ آگے بڑھا تو نواب زیدی مرحوم، حبیب حسن عثمانی، اکرام شوق، وسیم احمد وسیم اور اظہار حیدر کے کوششوں سے بین الامارات طرحی مشاعرے کا انعقاد ہوا۔اطہر نفیس مرحوم اور ساحر لدھیانوی کی یاد میں ایک مشاعرے کا انعقاد جنوری ۱۹۸۱ میں مہدی انصاری کی رہائش گاہ میں ہوا جبکہ اسی دوران ''بیاد اقبال'' مشاعرے کا بھی اہتمام کیا گیا، ''بیادِ اقبال'' کے

دوسرے مشاعرے کا انعقاد العین میں ہوا۔ سفیر پاکستان جناب رفعت پاشا شیخ کی زیر صدارت پاکستان سنٹر ابو ظہبی میں مارچ ۱۹۸۱ میں ہی ایک بہت خوبصورت اور یادگار مشاعرہ کا انعقاد کیا گیا جس میں سامعین کی بڑی تعداد نے شرکت کی۔

پاکستان و ہندستان کے باہر دنیا میں پہلا پاک و ہند مشاعرہ بزم ادب امارات کے زیر اہتمام جون ۱۹۸۱ میں ابو ظہبی میں منعقد ہوا جو متحدہ عرب امارات میں ہونے والا پہلا عالمی مشاعرہ تھا جس کی نظامت اظہار حیدر نے کی، منتظم اعلیٰ وسیم احمد وسیم تھے۔ ابو ظہبی اور دوبئ میں دوسرا مشاعرہ ۱۹۸۲ میں منعقد ہوا۔ یہ دبئ میں ہونے والا پہلا مشاعرہ قرار پایا۔ تیسرا عالمی مشاعرہ ۱۹۸۳ میں ابو ظہبی اور العین میں منعقد ہوا۔ بیاد فیض کے عنوان سے عالمی مشاعرہ علی گڑھ اولڈ بوائز ایسوسی ایشن نے دوبئ میں جناب جلیل احمد کی نگرانی میں منعقد کیا۔ ۱۹۸۵، ۱۹۸۶، ۱۹۸۷ میں مسلسل تین مشاعرے بہ عنوان ''پاک و ہند مشاعرہ'' دوبئ اور العین میں منعقد ہوئے جسکی نظامت واہتمام ظہورالاسلام جاوید کے ذمہ تھی، مستان شریف، اعجاز یوسف، ڈاکٹر رانا ان مشاعروں انتظامی تھے۔ ۱۹۸۷ سے ۱۹۹۷ تک سلیم جعفری (مرحوم) نے بہت اعلیٰ پیانے پر جشنیہ مشاعروں کا اہتمام کیا، انہیں جشنیہ مشاعروں کو العین و ابو ظہبی میں بھی منعقد کیا گیا جسکا سہرا ظہورالاسلام جاوید، ڈاکٹر رانا، اعجاز یوسف اور مستان شریف کے سر ہے، جبکہ ابو ظہبی ہونے والے جشنیہ مشاعروں کے انعقاد میں ظہورالاسلام جاوید اور منصور جاوید، نجم جعفری کی خدمات کو حلقہ دنیا ادب

میں بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ان مشاعروں میں جشن خمار ۱۹۸۷، جشن فراز جشن سحر ابو ظہبی ۱۹۸۹، جشن جون ایلیا۱۹۹۰، جشن مجروح ۱۹۹۱، جشن غزل و۱۹۸۸، غزال ۱۹۹۱، جشن قتیل شفائی۱۹۹۲، جشن جگن ناتھ آزاد۳ ۱۹۹، جشن محشر ۱۹۹۴، جشن کیفی ۱۹۹۵، جشن پیرزادہ قاسم۱۹۹۶، جشن علی سردار جعفری ۱۹۹۷شامل تھے۔ نجم الہدی نجمی اور صغیر جعفری نے جشن جمیل الدین عالی اور سیمنار کا انعقاد ابو ظہبی میں کیا۔

ابو ظہبی میں ، ظہورالاسلام جاوید نے ۲۰۰۲ سے ۲۰۰۵تک مسلسل عالمی اُردو مشاعرے منعقد کئے اور اب یہ سلسلہ ۲۰۰۹ سے تاحال جاری ہے۔انکے عالمی مشاعروں کی مجلس انتظامیہ میں ڈاکٹر عاصم واسطی، یعقوب تصور، محمد اقبال نسیم، محترمہ فہیم جاوید، شاداب رضا، انوار شمسی، ملک ریاض، ہادی شاہداور چوہدری نورالحسن تنویر کے نام بہت اہم ہیں۔ ظہورالاسلام جاوید کے زیرِ اہتمام ۵مارچ 2015 کو ہونے والے دسویں عالمی مشاعرے کی خوشبو سے امارات کی ادبی فضا ابھی بھی معطر ہے۔کاشانہِ ظہورالاسلام جاوید بھی شعروسخن کی محافل کے انعقاد کے لئے مرکز نگاہ رہا ہے۔ سفارتخانہ پاکستان ابو ظہبی کے زیر اہتمام بھی مخصوص مواقع پر منظم اور خوبصورت شعری محافل کے انعقاد ہوتا آرہا ہے۔ جسمیں سفیرپاکستان برائے امارات جناب آصف درانی کی تقاریب میں ذاتی دلچسپی کو اہل ذوق حضرات خوب سراہتے ہیں،ان محافل کے انعقاد میں

ظہورالاسلام جاوید کی کاوششیں شامل ہیں۔ سابق سفیرپاکستان جناب جمیل خان کی فروغِ اُردو ادب کے حوالے سے پیش کی گئی پُرخلوص خدمات بھی ادبی حلقوں میں بہت مقبول ہیں، انھوں نے بھی ذاتی دلچسپی سے سفارتخانہ کی حدود میں پُرتپاک شعری محافل کا انعقاد کیا۔ پاکستان سنٹرالعین، پاکستان سنٹرابوظبی، پاکستان ایسوسی ایشن دبئی اور پاکستان سوشل سنٹر شارجہ بھی اِس حوالے سے پیچھے نہیں ہیں، کئی محفل شعروسخن کا انعقاد کرکے امارات کے ادبی ماحول کو برقرار رکھتے رہے ہیں۔

العین میں بزمِ فروغِ ادب جس کے بانی عبدالرحمٰن عابد، حافظ عامر اعظمی، یعقوب عنقاء، وحید قمر (لندن) اور عبدالستار مرحوم تھے۔اس حلقے کی بھی نشستیں ہوتیں رہی۔ چند باوقار نشستیں اشرف شادکے گھر منعقد ہوئیں جسکی نظامت یعقوب عنقا نے کی۔انڈین سوشل سنٹرالعین میں بھی سالانہ مشاعرہ گاہے بگاہے منعقد ہوتا رہا۔ مستان شریف اور ڈاکٹر رشید راناکے رہائش گاہ پر بھی بڑی نشستوں کا اہتمام ہوتا رہا ہے۔اب العین میں محمدیعقوب عنقا، حافظ عامر اعظمی، انور فاروقی اور ڈاکٹر وحید الزمان طارق باقی رہ گئے،ڈاکٹر وحید الزمان طارق کے دولت کدے پہ چند ادبی نشستوں کا اہتمام کیا گیامگر مجموعی طور پر العین میں ادبی سرگرمیاں نہ ہونے کے برابر ہیں۔

اظہار حیدر نے جشن احمد ندیم قاسمی اور سیمینار کا ابوظہبی اور دبئی میں انعقاد کیا جس میں نا صرف پاکستان و ہندستان بلکہ چین، برطانیہ اور دیگر ممالک سے دانشوروں ،ادیبوں اور شاعروں نے شرکت کی۔ابوظہبی کی تاریخ کا ایک منفرد اور کامیاب مشاعرہ تھا۔اظہار حیدر اپنی ذات میں ایک انجمن تھے۔انکی کمی متحدہ عرب امارات میں ہمیشہ محسوس کی جائیگی۔

محترمہ بے نظیر بھٹو شہید کے وزیرِاعظم بننے کی خوشی میں طارق حسین بٹ دبئی میں ۵ جنوری ۱۹۸۴ میں مشاعرے کا حصہ رہے۔ طارق حسین بٹ جون ۲۰۱۰ میں قلندرانِ اقبال انٹرنیشنل ابوظہبی کے نام سے ایک ادبی تنظیم کا قیام عمل میں لائے اور اسکے بینر تلے نشستوں کا آغاز ہوا جبکہ ۲۰۱۳ کے بعد انہوں نے کوئی شعری محفل کا اہتمام نہیں کیا ۔انکی تقریبات میں اقبال کے رنگ کو غالب رکھنے کی بھرپور کوشش کی جاتی ہے ، جسمیں ڈاکٹر وحیدالزمان طارق کا اقبال کے حوالے سے مدلل خطبہ بہت اہم ہے۔ ان کے معاونین میں عبدالسلام عاصم، شیخ واحد الحسن، رضوان عبداللہ، چوہدری شکیل کے نام نمایاں ہیں۔ابوظہبی میں مہمان شعراء کے اعزاز میں پُرتپاک نشستوں اور محافل کے اہتمام میں ڈاکٹر صباحت واسطی اپنا خاص مقام رکھتے ہیں،اِنکی رہائش گاہ میں نامور مہمان شعراء کرام کے اعزاز بھی کئی ادبی نشستیں ہو چکی ہیں۔دوست فورم کے زیر اہتمام فقیر سائیں کی مہمان نوازی میں چند یادگار ادبی محافل ابوظہبی کی شعری سفر میں

شامل ہو چکیں ہیں۔ اسیلا کوثر اور سلیمان جاذب بھی ابوظہبی میں مشاعرہ کا انعقاد کر چکے ہیں جبکہ سلیمان جاذب کئی نامور شعراء کے اعزاز میں حسین ادبی شاموں کا انعقاد کر چکے ہیں، انکے زیراہتمام عجمان میں وصی شاہ کے اعزاز میں مشاعرہ سب سے کامیاب رہا جس میں تقریباً ایک ہزار باذوق سامعین نے شرکت کی تھی۔ گھریلو شعری نشستوں کے حوالے سے امارات کی ادبی کتاب میں تسنیم عابدی کا نام بھی اول صفحات میں شامل رہا۔

اسلامک کلچر سنٹر ابوظہبی بھی ۲۰۱۳ سے عالمی مشاعرے کے انعقاد کے سلسلے کا آغاز کر چکی ہے تیسرا عالمی مشاعرہ ۲۰۱۵ مورخہ ۳۱ اگست کو انعقاد پذیر ہوگا جبکہ یکم مئی ۲۰۱۵ سے سالانہ نعتیہ مشاعرے کا ابتدا بھی ہو چکا ہے، ان تقاریب کے منتظمین میں ڈاکٹر سلیم خان، جاوید مستقیم اور سلمان خان شامل ہیں۔ ابوظہبی میں سید سلیم الدین بھی وقتاً فوقتاً شعری محافل کے انعقاد کا اعزاز رکھتے ہیں۔ کیرالہ سینٹر ابوظہبی میں بھی ایک خوبصورت اور یادگار اردو مشاعرہ کا انعقاد ہو چکا ہے، جو اِس بات کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ اُردو ادب بڑی تیزی سے امارات میں فروغ پا رہا ہے۔

دبئی میں سید صلاح الدین ۲۰۰۳ سے تسلسل کے ساتھ یوم جمہوریہ ہند کے حوالے سے ،عالمی مشاعرے منعقد کر رہے ہیں، انکی کمیٹی میں قمرالزمان، اُرن پانڈے

سید معراج الدین، عزیزالرب، عدیل سرور، سید محمد آصف، آفتاب، محمد یعقوب، سید محمد عارف، محمد فیصل خان اور سید شمس الحسن جعفری، شامل ہیں۔ع س مسلم (ستارہ امتیاز) نے بھی اپنے دولت کدہ پر کئی شعری نشستوں کا اہتمام کیا۔ابوطالب عنیم کے زیرِ اہتمام حلقہ اربابِ ذوق کا تسلسل سے انعقاد ہوتا رہا، جن کے روح رواں میں

سحرتاب رومانی اور ثروت زہرہ کے نام سرفہرست ہیں، ثروت زہرہ کے دولت کدہ پے بھی کئی ادبی نشستیں ہوچکی ہیں اور پاکستان ،ہندستان اور دیگر ممالک سے آنے والے شعراء کرام کے اعزاز میں ہونے والی ادبی نشستوں کا تسلسل ابھی بھی برقرار ہے۔اُردو پریس کلب انٹر نیشنل کے زیرِ اہتمام بھی دبئی میں چار عالمی اُردو مشاعروں کا انعقاد ہو چکا ہے۔جس کے روح رواں اردو پریس کلب کے جنرل سیکریٹری طارق فیضی ہیں جو انڈیا میں اپنی بھرپور ادبی مصروفیات کے باوجود دبئی میں ان مشاعروں کے انعقاد کے لئے وقت نکالتے ہیں۔ان کے معاونین میں تابش زیدی اور راضیہ حسن کے نام سرفہرست ہیں۔سلیم جعفری اور شاہدہ جعفری نے دبئی میں ''جشنیہ مشاعرے'' انتہائی خوبصورتی کے ساتھ منعقد کئے جو انتہائی تسلسل کے ساتھ ان کی رحلت تک جاری رہے آخر کچھ مشاعروں میں مصیب الرحمٰن بھی اس ٹیم میں شامل رہے ہیں۔ڈاکٹر اظہر زیدی نے بعنوان ''مشاعرہ زندہ دلاں دبئی'' مزاحیہ مشاعروں کی بنیاد رکھی اور انھوں نے بھی تسلسل کے ساتھ کئی عالی شان مشاعرے بہ عنوان ''بہ اعزاز'' منعقد کئے۔دوبئی میں منتظم اعلی پرنس اقبال ،ایوان اقبال کے پلیٹ فورم سے کئی

مشاعروں کا انعقاد کر چکے ہیں، حال ہی میں ''جشنِ زبیر فاروق'' کا انعقاد کیا، ادبی بیٹھکوں کا اہتمام بھی باقاعدگی سے کرتے رہے ہیں ،انکی تقاریب کو عملی شکل دینے میں عبدالوحید پال، اقبال لکھویرا، ظہیر بدر اور ڈاکٹر ثمینہ چوہدری کی خدمات شامل رہی ہیں۔امجد اقبال امجد ''شامِ سخن'' کے عنوان سے پانچ معیاری محفل مشاعروں کا انعقاد کرکے دبئی میں فروغِ اردو ادب کے حوالے سے گراں قدر خدمات پیش کر چکے ہیں۔ جبکہ ''شامِ سخن ۲۰۱۵'' کے انعقاد کی تیاریوں کو حتمی شکل دی جا رہی ہے۔انہیں شام سخن کے انعقاد میں بابر عزیز بھٹی کی بھرپور معاونت حاصل ہے۔دبئی ہی میں طاہر منیر طاہر اور شیخ پرویز کئی سال تک ادبی نشستوں کا اہتمام کرتے رہے، مگر انہوں نے ۲۰۰۰ میں رائٹر فورم قائم کی اور اسکے زیر اہتمام پہلا مشاعرہ ۲۰۰۶ میں منعقد کیا، بعد ازاں ۲۰۱۳، ۲۰۱۰ اور ۲۰۱۴ میں بھی شاندار ادبی محافل کا انعقاد کر چکے ہیں۔ہماری ایسوسی ایشن انڈین بھی کامیاب مشاعروں کا انعقاد کرکے امارات کے اس ادبی و شعری سفر میں شامل ہے۔

دبئی میں صبیحہ صبا اور صغیر جعفری کی اردو منزل ڈاٹ کام کے حوالے سے پاکستان ایسوسی ایشن دبئی اور پاکستان سوشل سنٹر شارجہ میں انعقاد کی گئی تقاریب کی فہرست بہت طویل ہے۔رفعت علوی نے بھی دوبئی میں ''کل پاکستان'' مشاعرے منعقد کئے۔بڑی گھریلو نشستیں کا اہتمام بھی بڑے سلیقے سے کرتے رہے

۔جبکہ ''کیفی اعظمی ایوارڈ مشاعرہ''سعود ہاشمی نے دوبئ میں منعقد کیا۔پاکستان ایسوسی ایشن دبئ کے ادبی کمیٹی بھی تواتر و تسلسل کے ساتھ مشاعروں اور ادبی تقریبات کے اہتمام کر رہی ہے اور اب تک ۳۶ محافل کا انعقاد کر چکی ہے ،انکے منتظمین میں طارق رحمان، طاہر زیدی، ملک ارشد، زینت لکھانی، عبدالطیف کے نام سرفہرست ہیں،انکے مشاعرے کی دلفریبی محافل کے بہترین انتظامات اور اہل ذوق سامعین کی کثیر تعداد کا شرکت ہونا ہے،٦مارچ ۲۰۱۵ میں پاکستان ایسوسی ایشن دبئ نے یوم قائد اعظم کے حوالے سے امجد اسلام امجداور ڈاکٹر پیرزادہ قاسم کے اعزاز میں ایک خوبصورت ''کھٹی میٹھی ادبی شام'' کا انعقاد کیا۔

متحدہ عرب امارات میں منعقد ہونے والے مشاعروں میں اپنا منفرد کلام پیش کر کے یہاں کی عظیم اُردو ادب کی تاریخ کا حصہ بننے والے اہم مقامی شعراء کرام میں عاقل الہ آبادی، منظور ثروت، رفیع رضوی، شیر علی، کاظم عباس شوق، وسیم احمد وسیم، عباس نقوی، سلامت نجمی، اظہار حیدر، محب لکھنوی، زیغم زیدی، ندرت عابدی، شفقت زیدی، رشید منظر، حبیب حسن عثمانی، اکرام شوق، شکیل آزاد، عطاء الرحمٰن باغی، عزیز قریشی، رمز مہدی، قیوم طاہر، اظہر یگانہ، نثار اکبر، اسلام عظمی، شمیم اعظم، سجاد بابر، اظہر عباسی، قمر نقوی، ع۔س۔ مسلم، راہی جہانگیرآبادی، علی متقی، ہلال جعفری، محمد ،مہدی انصاری، مستان شریف

عبدالقدوس (مرحوم)، وزیر جعفری، انجم الہ آبادی، نور صاحب، شفیق سلیمی، مصباح الدین عثمانی، ظہورالاسلام جاوید، ع س مسلم، یعقوب تصور، ڈاکٹر عاصم واسطی، ڈاکٹر ثروت زہرہ، تسنیم عابدی، عطیہ خلیل العرب، صبیحہ صبا، صغیر جعفری سحر تاب رومانی، شاہ زمان کوثر، شفیق سلیمی، مقصود احمد تبسم، طیب رضا، فقیر سائیں، یعقوب عنقا، وحیدالزمان طارق، محمد ظہیر بدر، طارق حسین بٹ، پسروری صاحب، اسلام اعظمی، جاوید انصاری، انیلہ کوثر، مصدق لکھانی، ڈاکٹر زبیر فاروق، پروفیسر وحیدالزمان طارق، آصف رشید اسجد، فرہاد جبریل، سلمان خان، عبدالاسلام عاصم، کنول ملک، عتیق احمد، محمد عتیق، ابو عبیدہ، ابو موسی، ارسلان طارق، حافظ زاہد علی، نیرّ نیناں، تابش زیدی، سلیمان جاذب، خالد نسیم، غافل سنگھ، جاوید حیات، ندیم زیست، بشیر قمر، اکرام اکرم وغیرہ کے نام شامل ہیں

جبکہ مقبول ترین مہمان شعراء کرام میں خمار بارہ بنکوی، کنور مہندر سنگھ بیدی سحر، احمد ندیم قاسی، جگت نات آزاد، اقبال عظیم، شاعر لکھنوی، قتیل شفائی، اقبال صفی پوری، رحمان کیانی، محسن احسان، زہرہ نگاہ، مظفر وارثی، عبدالمتین منیری، حفیظ میرٹھی، شاعر لکھنوی، جگن ناتھ آزاد، اقبال صفی پوری، فناکانپوری، کلیم عاجز، اعجاز رحمانی، لیث صدیقی، تابش دہلوی، جمیل الدین عالی، محشر بدایونی، سلیم احمد، جمال پانی پتی، پروین فنا سعید، عارف

عبدالمتین، صہبا اختر، شبنم شکیل، فاطمہ حسن، شاہدہ حسن، ادیب سہیل، شوکت زریں چغتائی، اصغر سودائی، احمد فراز، جون ایلیا، علی سردار جعفری، کیفی اعظمی، دلاور فگار، رحمٰن کیانی، ضمیر جعفری، مجروع سلطان پوری، ڈاکٹر پیرزادہ قاسم، رئیس امروہوی، منیر نیازی، خالد احمد، عالم تاب تشنہ، پروین شاکر، راغب مرادآبادی، ضیاء الحق قاسمی، عطاء الحق قاسمی، ، پریشان خٹک ،پُردل خٹک، قلندر مہمند، منور رانا، والی عاصی، جاوید اختر، سعداللہ شاہ، حمایت علی شاعر، معین رشیدی، شُکلا، احمد سلمان، اوج کمال، عباس تابش، رحمان فارس، لیاقت علی عاصم، مقصود وفا، اظہر عنایتی، نواز دیوبندی پروفیسر وسیم بریلوی، ڈاکٹر مشرا، ڈاکٹر قلیم قیصر، امجد اسلام امجد، اشوق سندرانی، جوہر، کانپوری، ندیم شاد، عنبرین حسیب، گوہر رضا، قلیم ثمر، انور جلال پوری، ڈاکٹر راحت اندوری، ڈاکٹر منوج، فرحت عباس شاہ، محسن چنگیزی، محسن بھوپالی، انور مسعود، گلنار آفرین، حسن عباسی، حکیم ناصر، فیاض وردک، محمود شام، منظر ایوبی، پنڈت آنند موہن گلزار تشی، طارق سبزواری، سلیم کوثر، ڈاکٹر کلیم قیصر، راجیش ریڈی، سلیم طاہر، رعنا تبسم، ڈاکٹر زبیر فاروق، ندا فاضلی، انور شعور، منظر بھوپالی، مونا شہاب، پاپولر میرٹھی، انا دہلوی، شوکت علی ناز، راشد نور، سہیل ثاقب، ریحانہ قمر، وصی شاہ، ڈاکٹر انعام الحق جاوید، نسیم نگہت، ڈاکٹر اقبال پیرزادہ، تسلیم الہی زلفی، نعیم اختر برہان پوری، فرتاش سید، شوکت جمال، مدن موہن دانش، قمر ریاض، سرندر سنگھ، فرزانہ

کوثر، سلیم پراچہ، ذکیہ غزل، محمد سلیم،، مہدی جعفری، گلزار دہلوی، فضا اعظمی، ڈاکٹر عبداللہ، اعظم شکری، طارق قمر، افتخار راغب، نگہت امروہوی، اجمل سلطان پوری، راجو راجہ، شبینہ ادیب، طاہر فراز، ریحانہ شاہین سمیت پاکستان، ہندستان اور دیگر ممالک سے تعلق رکھنے والے اپنے عہد کے نامور شعراء شامل ہیں۔

(فروغِ اُردو ادب کا یہ سلسلہ جاری ہے۔۔۔۔)

موجودہ اُردو ادب کے اہم ستون ظہور الاسلام جاوید سے خصوصی گفتگو

ظہور الاسلام جاوید کا اصل نام ظہور الاسلام ہے۔ ۹فروری ۱۹۴۸ء کو کراچی کے ادبی گھرانے میں پیدا ہوئے۔انکے والد محترم انعام الرحمٰن (مرحوم) کا اپنے عہد کی بڑی ادبی شخصیت میں شمار ہوتا ہے۔ تعلیم کراچی سے ہی حاصل کی۔ ظہور الاسلام جاوید بسلسلہ روزگار ۱۹۷۴سے امارات میں مقیم ہیں۔پیشہ سے سول انجینئر ہیں اور بین الاقوامی کنسلٹنٹ فرم سے وابستہ رہے ہیں۔انکا شمار اُن معتبر شعرا کرام میں ہوتا ہے۔ جنہوں نے حقیقی طور پر غزل کی نبض کو صحیح پہچانا، روایت سے ہٹ کر منفرد طرزِ بیان، خاص طرزِ احساس، نئی روشنی انکے کلام کا حسن ہے۔ ادبی محافل میں انکا تعارف اس ذکر سے ہوتا ہے کہ ''تہذیب انکی غزل اور غزل انکی تہذیب'' ہے۔ ظہور الاسلام جاوید ایک بڑی پہلو دار شخصیت ہیں، عمدہ شاعر، کامیاب منتظمِ مشاعرہ پُراثر ناظمِ محفل، دلفریب تبصرہ نگار، خوبصورت کالم نویس کے ساتھ ساتھ ایک بھرپور سماجی شخصیت کے حوالے سے یہ اپنی مثال آپ ہیں۔ وہ اپنی دل آویز شخصیت کی بدولت اردو ادب میں وہ مقام حاصل کر چکے ہیں جہاں تک رسائی ہر شاعر کے لئے ممکن نہیں۔یقیناً ظہور الاسلام جاوید موجودہ اُردو ادب کے اہم ستون کی حثیت رکھتے ہیں۔ان سے میری پہلی سرسری ملاقات چودہ سال پہلے پاکستان ایسو سی ایشن دبئ میں منعقدہ ایک مشاعرے میں ہوئی، مگر قربت پچھلے پانچ سالوں سے حاصل ہے

جو میرے لئے کسی اعزاز سے کم نہیں۔ انکا اخلاق، خوش مزاجی ان سے ایک بار ملاقات کر لینے والے کو انہی کا بنا دیتی ہے۔ پہلے سماجی و ثقافتی خدمات کے حوالے سے بات کی جائے تو۔۔۔۔۔ ظہور الاسلام جاوید پاکستان سنٹر ابو ظہبی کے منتخب جنرل سیکرٹری کی حثیت سے ۳ سال پاکستان کے تمام قومی تہواروں پر متعدد خصوصی تقریبات ٹورنامنٹس، مشاعرے، سیمنار وغیرہ کا انعقاد بھی کرتے رہے، جن میں صدر متحدہ عرب امارات شیخ خلیفہ بن زید کے صاحبزادے شیخ سلطان بن خلیفہ کے بدست مبارک پاکستان فیسٹیول کا افتتاح، تقریبات بہ اعزاز عالمی چیمپین جہانگیر خان، جان شیر خان، ڈاکٹر جاوید اقبال، رضوان صدیقی، جمیل الدین عالی، اصغر سودائی کے علاسہ پریشان خٹک، حنیف محمد، صادق محمد اور اقبال بانو، گلشن آرا سید، ثریا ملتانیکر وغیرہ کی غزل گائیکی کی تقاریب شامل ہیں۔ جبکہ پاکستان سنٹر العین کے منتخب جنرل سیکرٹری کی حثیت سے بھی ۳ سال اور پاکستان انجینئرز کلب ابو ظہبی کے ویلفیئر سیکرٹری کی حثیت سے بھی ۲ سال بے شمار تقاریب کو عملی شکل دے چکے ہیں۔ اب ان سے ادبی پہلو کے حوالے سے گفتگو کا آغاز کرتے ہیں۔ واضح کرتا چلوں کہ اس انٹرویو سے پہلے بھی ظہور الاسلام جاوید کے خصوصی انٹرویوز پی ٹی وی کے پروگرام ’’کیفے ادب‘‘ ، میٹرو ٹی وی کے پروگرام ’’بزم شاعری‘‘ اور ’’سلسلہ تکلم کا‘‘ اے آر وائی ٹی وی، روزنامہ جنگ، روزنامہ نوائے وقت، روزنامہ الشرق، خلیج ٹائمز، گلف نیوز کی زینت بن چکے ہیں، لیکن انشاء اللہ تعالی امید ہے کہ یہ ان سب سے منفرد رہے گا۔

سوال۔ بیرون ملک روزگار کی مشقت وطن کی نسبت زیادہ اٹھانی پڑتی ہے،ایسے میں فروغ ادب کے لئے کیسے وقت نکال پاتے ہیں؟

جواب۔ اللہ تعالی نے ایسے روزگار کے مواقع عطافرمائے کہ ان ادبی سرگرمیوں کے لئے وقت نکالنا مشکل نہیں رہا،اگر ایسا کہوں تو زیادہ بہتر رہے گا جس کام میں بھی نیت صاف ہو اور حوصلے بلند ہوں تو اللہ تعالی بھی وقت میں برکت ڈال دیتے ہیں۔

سوال۔ پردیس بھی روزگار بھی سماجی مصروفیات بھی اور پھر بھرپور ادبی مصروفیات کے ساتھ ساتھ فیملی بھی؟سفر کیسا رہا؟

جواب۔ اللہ کا شکر ہے کہ اُس نے مجھے ہمت دی کہ میں تمام معاملات میں متوازن رہوں اور یہ بھی اُس کی خاص عنائت ہے کہ مجھے وہ شریک حیات عطافرمائی جو میرے قدم سے قدم ملا کر چلتی ہے۔ کبھی زیرِ لب کوئی گلہ نہیں آیا بلکہ مجھے حوصلہ دے کر میری تقویت کا باعث بنتی ہے، میرے پانچ بچے ہیں،ڈاکٹر احمد انعام، اسماء ندیم، ڈاکٹر یاسر انعام اور ربیعہ ذیشان جو خوشگوار ازدواجی رشتوں میں بندھ چکے ہیں، جبکہ ایک بیٹا منصور انعام ہمارے ساتھ ہے جو اللہ کی رضا سے ہمارا سہارا ہے اور ہم اُسکے سہارے ہیں، گویا مجھے کبھی کوئی دشواری کا سامنا نہیں کرنا پڑا (عاجزی سے) الحمدواللہ

سوال۔ آپ کو زمانہ طالب علمی سے ہی قلم سے خاص لگاؤ رہا،اس حوالے سے کچھ بتائیں؟

جواب۔ بچپن ہی سے ملنے والے ادبی ماحول کا خاص اثر رہا،پہلی غزل ۱۹۶۶ میں مشہور ادبی رسالے عکسِ لطیف میں شائع ہوئی، ریڈیو پاکستان کراچی کی بزم طلباء میں کئی بارشرکت کی،۶۸۔۱۹۶۷میں ریڈیو پاکستان کراچی کے ہفتہ طلباء کے بین الکلیاتی مشاعرہ میں پہلا انعام حاصل کیا،جامعہ کراچی سندھ مسلم سائنس کالج کراچی اور دیگر اداروں سے انعامات وصول کئے۔پھر مجھے ٹیکنو لوجسٹ رسالے کا ایڈیٹر انچیف بھی مقرر کر دیا گیا۔

سوال۔ کتنی تصانیف شائع ہوچکیں ہیں؟

جواب۔ مجموعہ کلام ''موسم کا اعتبار نہیں'' ۔۔۔۔۔۔شائع ہوا،جبکہ اپنے والد محترم انعام گوالیاری کے نعتیہ مجموعہ کلام ''سب اچھا کہیں جسے''اور مجموعہ کلام ''نغمہ زیر لب'' کے علاوہ مظہر گوالیاری کے مجموعہ کلام ''فروزاں ہیں چراغ آرزو''کی ترتیب و تدوین بھی کر چکا ہوں۔

سوال۔ شعبہ صحافت میں بھی طبع آزمائی کی؟

جواب۔ جی۔ الحمدواللہ، شعبہ صحافت کے حوالے سے جنگ اور مشرق سے منسلک رہا اوراب یونیورسل اُردو پوسٹ کے ریذیڈنٹ ایڈیٹر کے حثیت سے منسلک ہوں۔روزنامہ اُردو ایکسپرس، روزنامہ الشرق میں کالم نگاری بھی کرتا رہا جو بعدازاں میری بڑھتی ہوئی ادبی مصروفیات کی نذر ہو گئی۔۔ہاں ایک اور بات۔۔۔ کہ میری ادارت میں امارات کا پہلا اُردو رسالہ ۱۹۸۰'' لالہ صحرا''شائع ہوا تھا جو بہت مقبول ہو آسوال۔ حلقہ اُردو ادب میں آپ کے زیر اہتمام عالمی اور بڑے اُردو

مشاعرے کا تذکرہ عام ہے ، اُسکے انعقاد بارے کچھ بتائیں ؟
جواب۔ اب تک دس عالمی مشاعرے منعقد ہو چکے ہیں۔ جن میں عالمی اردو مشاعرہ مئی ۲۰۰۲ ابو ظہبی، عالمی اردو مشاعرہ مئی ۲۰۰۳ ابو ظہبی، عالمی اردو مشاعرہ مئی ۲۰۰۴ ابو ظہبی، عالمی اردو مشاعرہ مئی ۲۰۰۹ ابو ظہبی، عالمی اردو مشاعرہ مئی ۲۰۱۰ ابو ظہبی، عالمی اردو مشاعرہ مئی ۲۰۱۱ ابو ظہبی، عالمی اردو مشاعرہ مارچ ۲۰۱۲ ابو ظہبی، عالمی اردو مشاعرہ مارچ ۲۰۱۳ ابو ظہبی، عالمی اردو مشاعرہ مارچ ۲۰۱۴ ابو ظہبی، عالمی اردو مشاعرہ ۲۰۱۵ ابو ظہبی شامل ہیں اور اس کے علاوہ بزم شعر و ادب الامارات کے تحت مشاعرہ ۱۹۸۶ ابو ظہبی، مشاعرہ ۱۹۸۶ العین اور مشاعرہ ۱۹۸۶ دبئ کے انتظامی امور میں شامل تھا۔اور یہ اللہ کا خاص کرم ہے ہر مشاعرہ ہی کامیاب اور یادگار رہا ہے۔
سوال۔ آپ نے جشنیہ مشاعروں کے حوالے سے تو بتایا ہی نہیں ؟
جواب۔ ان جشنیہ مشاعروں کا بانی سلیم جعفری تھے جنکا خیال تھا کہ شاعر کو اُس کی زندگی میں سراہنا چاہیے اِسی لئے انھوں نے جشنیہ مشاعروں کا آغاز کیا سلیم جعفری دبئ میں یہ مشاعرے منعقد کرتے تھے اور ابو ظہبی اور العین میں میں منصور جاوید، نجم جعفری ، مستان شریف، ڈاکٹر رشید رانا اور اعجاز یوسف شامل تھے۔ان جشنیہ مشاعروں میں میری بحثیت شاعر و منتظم اعلی شرکت رہی۔۔ان مشاعروں میں جشن خمار ۱۹۸۷، جشن فراز ۱۹۸۸، جشن سحر ابو ظہبی ۱۹۸۹، جشن جون ایلیا ۱۹۹۰، جشن مجروح ۱۹۹۱، جشن غزل و غزال ۱۹۹۱، جشن قتیل شفائی ۱۹۹۲، جشن

جگن ناتھ آزاد ۱۹۹۳، جشن محشر ۱۹۹۴، جشن کیفی ۱۹۹۵، جشن پیرزادہ قاسم ۱۹۹۶
جشن علی سردار جعفری ۱۹۹۷ شامل ہیں۔

سوال۔ ملکی و غیر ملکی مشاعروں میں خصوصی شرکت بھی رہی ہو گی؟

جواب۔ جی الحمداللہ۔ اُسکی فہرست تو بہت طویل ہے۔ مختصراً قطر، سعودیہ، لندن، امریکہ، کراچی، لاہور، بحرین، دبئ، شارجہ، راس الخیمہ اور العین کے کئی معروف و عالمی تنظیموں میں بحثیت صدرِ محفل، مہمان خصوصی کے شرکت میرے لئے اعزاز رہا ہے۔

سوال۔ آپ تک کتنے اعزازات حاصل کر چکے ہیں؟

جواب۔ اللہ کے فضل سے، نمایاں اعزازات میں، دبئ میں نوائے وقت کی جانب سے مجید نظامی ایوارڈ، انجمن فروغ اُردو ادب دوحہ، قطر کی جانب سے ۱۹۹۴ میں اعزازی شیلڈ، اُردو مرکز جدہ کی جانب سے اعزازی شیلڈ، اُردو اکیڈمی لندن کی جانب سے اعزازی شیلڈ، انجمن فروغ اُردو ادب دوحہ، قطر کی جانب سے ۲۰۱۴ میں اعزازی شیلڈ، سوشل سنٹر شارجہ کی جانب سے اعزازی شیلڈ، پاکستان ایسو سی ایشن دبئ کی جانب سے جشن پاکستان ایوارڈ وغیرہ شامل ہیں

سوال۔ ادب اور زندگی کے بارے میں آپکا کیا نظریہ رکھتے ہیں؟

جواب۔ ادب اور زندگی دونوں ایک دوسرے کے لئے لازم و ملزوم ہیں۔

سوال۔ آپکے نزدیک بڑے شاعر کی کیا تعریف ہے؟

جواب۔ پہلے زمانے میں بڑا شاعر اپنی شاعری، علمیت اور قابلیت کے بل بوتے

پر اپنے آپ کو منواتا تھا، مگر آج اپنے آپ کو اچھا اور بڑا شاعر منوانے کے لئے پبلک ریلیشن کا سہرا لیناپڑتا ہے ، جبکہ آج کے دور میں بھی بڑے قابل ، عالم اور بہترین شاعر موجود ہیں جو اُردو ادب کے لئے ایک سرمایہ ہیں، مگر وہ پس منظر میں ہیں کہ انکی کوئی انجمن تحسین باہمی نہیں ہے۔

سوال۔ ادب برائے ادب ہونا چاہیے یا ادب برائے اصلاح؟

جواب۔ ادب برائے زندگی ہو تو ،ادب برائے ادب اور ادب برائے اصلاح دونوں کا حصول ناممکن نہیں۔

سوال۔ شاعری میں مقصدیت سے کیا مراد ہے؟جدید غزل یا جدید شاعری کیا ہوتی ہے؟

جواب۔ جیسے اقبال کی شاعری کی مقصدیت مسلم امہ کی بیداری جبکہ غالب کی شاعری کی مقصدیت خالصتاً شاعری ہی تھا۔آج کے حالات کی شاعری کی مقصدیت میں شاعر اپنے غزل میں حالات کا مرثیہ لکھتا ہے اور وہی مقصدیت بن جاتی ہے، کیونکہ گُل و بلبل کے افسانے موجودہ دور کے شاعری سے مناسبت نہیں رکھتے۔۔ کیوں کیا خیال ہے تمہارا؟

سوال۔ کیا آج کے ترقی یافتہ دور میں بھی شعروادب کی کوئی اہمیت باقی ہے؟

جواب۔ شاعری آج بھی بہت اہم میڈیم کی حثیت رکھتی ہے۔شاعری میں معاشرے کو بدلنے کی طاقت وہی ہے جو پہلے تھی۔ مگر معاشرے کی اصلاح کے لئے شاعری میں وہ سوچ وہ الفاظ ہونا بھی ضروری ہیں

سوال۔ سوشل میڈیا کو شاعری اور ادب کے حوالے سے کیسے دیکھتے ہیں؟

جواب۔ شعر و ادب کے حوالے سے سوشل میڈیا کا استعمال سے دونوں مثبت اور منفی پہلو دیکھنے کو مل رہے ہیں۔بڑی توانا اور تندرست آوازیں بھی سامنے آ رہی ہیں جو بے ساختہ داد دینے پر مجبور کر دیتے ہیں، جن تک رسائی اتنی آسانی سے شاید سوشل میڈیا کے بغیر مشکل تھی۔مگر کچھ تک بندی میں بھی اپنا دل بہلاتے نظر آ رہے ہیں انکے احباب انکی واہ واہ کرتے نہیں تھکتے۔

سوال۔ قدیم و جدید شعراء میں آپ کن سے متاثر ہیں؟

جواب۔ علامہ اقبال، غالب ، میر بہت بڑے شاعر تھے۔مگر۔۔۔۔ (پھر تھورا سوچ کر مسکرائے اور کہا) جدید شعراء کے حوالے سے کچھ کہنے سے اجتناب بہتر ہے، کیونکہ احباب فوراًہی کسی گروپ سے منسلک کر دیتے ہیں۔

سوال۔ متحدہ عرب امارت میں اردو شعر و ادب کے بارے آپ کے کیا تاثرات ہیں؟اور کون اس حوالے سے اپنی بے لوث خدمات پیش کر رہے ہیں؟

جواب۔ امارات کی ادبی تاریخ میں سلیم جعفری، اظہار حیدر ،ڈاکٹر زیدی،، منصور جاوید، غلام حنانی، مستان شریف ، ڈاکٹر رشید رانا، رشید منظر، حبیب عثمانی مرحوم، اکرام لحق شوق وغیرہ کے نمایاں ہیں جبکہ دور حاضر میں صلاح الدین، ریحان خان، طارق رحمان اور طاہر زیدی نے فروغِ اُردو ادب کا پرچم بلند کیا ہوا ہے

سوال۔ سفارتخانہ پاکستان کی فروغ اردو و ادب کے حوالے سے اقدامات سے مطمعن

ہیں؟

جواب۔ جی اس میں کوئی دو رائے نہیں ہے، سفارتخانہ پاکستان ابو ظہبی نے ہمیشہ سے ہی ادبی سرگرمیوں کی حوصلہ افزائی کی اور کئی مشاعرے، ادبی تقریبات، کتابوں کی رونمائی کے حوالے سے تقریبات سفارتخانہ میں ہوتے آ رہے ہیں، اور یہ سلسلہ تا حال پوری توانائی کے ساتھ جاری ہے۔ موجودہ سفیرِ پاکستان جناب آصف درانی نے اسے حوالے سے کئی تقاریب میں بارہا اظہار کیا ہے کہ سفارتخانہ پاکستان کے دروازے ایسی بامقصد ادبی محافل کے انعقاد کے لئے کھُلے ہیں

سوال۔ نئے آنے والے شعراء کے لئے پیغام؟

جواب۔ بس اتنا ضرور کہوں کہ مطالعہ اور بس مطالعہ ۔۔۔ کیونکہ اچھا شاعر بننے کے لئے مطالعہ بہت ضروری ہے، کیونکہ مطالعے سے لفظوں کی نشست و برخاست کا علم ہوتا ہے۔ اور مطالعے سے ذہن کے پردے کھلے ہیں، اور شاعری میں نئے خیالات جنم لیتے ہیں اور یہ سب کچھ انٹرنیٹ پر وقت صرف کرنے سے حاصل نہیں ہوتا

اختتام پر یہ ذکر لازم چاہوں گا کہ ۔۔۔ ظہورالاسلام جاوید صاحب کی ادبی خدمات کا اعتراف ہر سطح پر ہوتا رہتا ہے مگر اس بار عالمی اُردو مشاعرہ ابو ظہبی ۲۰۱۵ میں مقررین نے حکومت پاکستان سے مطالبہ کیا ہے کہ انہیں ادبی خدمات کے اعتراف میں پاکستان کے سب سے بڑے سول ایوارڈ ''ستارہ امتیاز'' سے

نوازا جائے، جبکہ محفل کے مہمان خصوصی سفیر پاکستان آصف درانی نے اپنے خطاب میں بھی اسکی تائید کی اور یہ یقین بھی دلایا کہ اس حوالے سے عملی اقدامات کرتے ہوئے جلد سفارشات اسلام آباد ارسال کی جائیں گی۔ ہماری دعا ہے، ظہور الاسلام جاوید کو اس اعزاز سے نوازا جائے جسکا وہ یقیناً حق رکھتے ہیں۔

تم بھی حد کرتے ہو

''تم بھی حد کرتے ہو'' یہ اپنے سے گلہ ہے نہ غیر سے شکوہ بلکہ یہ تو نوجوان شاعر فرہاد جبریل کی ذوقِ سلیم اور جدت فکری کا آئینہ دار پہلا مجموعہ کلام ہے۔ فرہاد جبریل کا اصل نام بلال نذیر ہے، تعلق پاکستان کے تاریخی شہر بہاولپور سے ہے۔ اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور سے انگلش اور ہسٹری میں ماسٹرز کیا اور گزشتہ پندرہ سال سے شعبہ تعلیم سے منسلک ہیں۔ گھرانے کا ادب سے بس اتنا تعلق ہے کہ بھائی شہزاد احمد بھی شاعری کرتے ہیں۔ جنھوں نے فرہادؔ کی مسلسل حوصلہ افزائی کی۔ بچپن سے ہی شعروادب سے خاص لگاؤ رہا، گریڈ ٦ میں ایک مختصر نظم لکھ کر اپنے ادبی سفر کا آغاز کیا، کم عمری میں ہی احمد فراز کے ساتھ پہلا مشاعرہ پڑھنے کا اعزاز حاصل ہوا۔ شاعری میں مرزا غالب سے متاثر ہیں۔ مگر شاعری کی جانب رجحان کا سبب؟ کے سوال پر انکا کہنا ہے کہ ''یہ خود سے خود تک کا سفر'' ہے۔ فرہاد جبریل گزشتہ چار سالوں سے بسلسلہ روزگار ابوظہبی میں مقیم ہیں۔ نہایت ہی قلیل مدت میں حلقہ شعروادب میں ایک خاص مقام حاصل کرنے میں کامیابی انکا مقدر بنی ہے۔ محافل کے ادبی ماحول میں جان ڈالنا اور سامعین کی توجہ حاصل کرنے کا ہنر جان چکے ہیں۔ ان کے کلام میں مثبت سوچ کے ساتھ خود سے محبت، انسان سے محبت، کام سے محبت، عقیدے سے محبت، نظریات سے محبت، دھرتی سے محبت، اپنی محبت سے محبت

اور پھر اِس محبتوں کے اظہار کا والہانہ اچھوتا انداز قاری کو متاثر کئے بغیر نہیں رہنے دیتا۔ اگر یہ کہا جائے کہ فرہاد اپنے کلام میں فصاحت ، وسعت ، معنویت ، بلاغت ، انفرادیت ،جذباتیت، جاذبیت کو بڑے خوبصورت انداز و مہارت اور نہایت دھیمے لہجے سے نمایاں رکھنے میں کامیاب ہوئے ہیں، تو بے جا نہ ہوگا۔ یہ تمام خوصیات انہیں دورِ حاضر میں نئے اور نوجوان شعراء میں ممتاز کرتی نظر آ رہی ہیں۔ دعاگوہ ہوں کہ فرہاؔد جبریل دنیا شعر وادب میں کامیابی کا تاج سر پر سجائے ہمیشہ بلندیوں کو چھوتے نظر آئیں۔ اگر ''تم بھی حد کرتے ہو'' کا مطالعہ کیا جائے تو انکی ہر غزل میں نیا پن اور چاشنی رنگ بدل بدل کر پہلے سے زیادہ لطف اندوز کرے گی اچھا شعر ڈھونڈنا نہیں پڑیگا ہر شعر ہی لطافت سے مالا مال ملے گا۔ انکے یہ اشعار ملاحظہ کیجئے

دل میں جذبِ عشق ہے تو جھوم جا
دِل نہ رہ جائے ترا محروم، جا
رقص کر موج جنوں کی تال پر
جا مچا دنیا میں اپنی دھوم ، جا

جمعہ کی شب پاکستان ایسوسی ایشن دبئی کے زیرِ اہتمام فرہاؔد کے پہلے مجموعہ کلام ''تم بھی حد کرتے ہو'' کی تقریب رونمائی کا انعقاد کیا گیا۔ دورانِ تقریب مقررین کے اظہار خیال پر فرہاد جبریل کے چہرے پے رقص کرتی

مسکان، آنکھوں سے چھلکتا تبسم اِن کی بے انتہا خوشی، خود اعتمادی کی خوب ترجمانی کرتا رہا۔ مقرر اپنے اظہار خیال کے بعد اپنی نشست کی جانب بڑھتے تو فرہاد جبریل کھڑے ہو کر ہاتھوں میں ہاتھ تھام کر سینے پر سر رکھ کر ہدیہ شکرانہ پیش کرتے۔ تقریب کی صدارت ظہورالسلام جاوید نے کی جبکہ صدرِ محفل اور صاحبِ کتاب کے کے ہمراہ یعقوب تصور، طاہر زیدی، ڈاکٹر عاصم واسطی، ظہیر بدر، عبدالطیف اور نیر نیناں بھی سٹیج کی رونق بڑھا رہے تھے۔ وقار کی خوبصورت تلاوتِ قرآنِ پاک کے ساتھ پروگرام کا باقاعدہ آغاز ہوا۔ سلمان احمد نے بڑی عقیدت سے پُر سوز ترنم کے ساتھ نعتِ رسول مقبول ﷺ پیش کرکے، سامعین کے دلوں کو گداز بخشا۔ زاہد درویش نے تعظیمی کلمات پیش کئے۔ نظامت کے فرائض پیڈ کی ادبی کمیٹی کی متحرک شخصیت جناب طارق رحمٰن نے باحسنِ خوبی سرانجام دیئے انہوں نے کہا کہ فرہادؔ جبریل کے پہلے مجموعہ کلام کی تقریبِ رونمائی کا انعقاد پیڈ کی ادبی کمیٹی کے لئے باعث اعزاز ہے۔ ''تم بھی حد کرتے ہو'' اُردو ادب میں ایک خوشگوار اضافہ ہے۔ ہم انکی مزید ترقی کیلئے تہہ دل سے دعاگوہ ہیں۔ انہوں نے کہا پاکستان ایسوسی ایشن کا آڈیٹوریم جلد ادبی حلقوں کے لئے کھل جائے گا اور انشاء اللہ تعالی امید ہے کہ اگلی محفل آڈیٹوریم کے بڑے ہال ہی میں ہوگی۔ انہوں نے کتاب اور صاحبِ کتاب کے حوالے سے بھی اپنی قیمتی رائے کا اظہار کیا۔

نوجوان شاعرہ نیر نیناں نے اپنے ہمسفر فرہاد جبریل کو اُنکے پہلے مجموعہ کلام کی اشاعت پر مبارکباد پیش کی اور اپنے مضمون بعنوان ''فرہاد شیریں سخن''میں اظہارِ خیال پیش کرتے ہوئے کہا کہ موجودہ دور کے جدت پسند شاعر فرہاد جبریل اپنے انوکھے تخلص کی طرح خیال بھی اچھوتا رکھتے ہیں۔ جو آنکھوں کی جھیل میں پیاس اور پانی کو اکٹھا رکھنے کا فن جانتے ہیں۔

جھگڑا یوں طے پایا ہے اب حشر تلک
ساتھ رہیں گے پیاس اور پانی آنکھوں میں

بے رنگ و بُو کو اس چابکدستی سے استعمال کرتے ہیں کہ یہ نا صرف رنگ و موسیقیت سے لبریز ہو جاتے ہیں بلکہ ان کے مستعمل الفاظ کا ذائقہ قاری کو شیریں دہن کیے بنا نہیں رہتا۔فرہاد شیریں سخن ہونے کے ساتھ ساتھ فنِ شاعری کے علوم پر بھی مکمل عبور رکھتے ہیں ،فرہاد، جبریل کی شاعری بادِ صبا کی طرح سوچ کے غنچے کھلانا جانتی ہے۔انکا قلم خوابیدہ ذہن کو بیدار کرنے کی طاقت رکھتا ہے جو قاری کو ایک اچھوتی دنیا کی سیر کرواتا ہے جسکا تعلق حقیقت سے ہے۔یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ فرہاؔد جبریل کا شمار دُنیائے علم و ادب کے اُن چند تخلیق کاروں میں ہوتا ہے جن کے تخیل کی پرواز اور فنی مہارت کی بدولت اوائلِ سفر میں ہی کامیابیوں نے اُن کا والہانہ استقبال کیا۔اپنے اِس شعر میں شاید لاشعوری طور پر وہ اس دلچسپ حقیقت کا اِنکشاف بھی کر گئے ہیں

آیا ہوں اپنے وقت سے پہلے میں اس لئے
اُکتا گیا تھا وقت میرے انتظار میں

اللہ تعالیٰ زورِ قلم میں مزید برکت اور سوچ کی وُسعت میں اضافہ عطا فرمائے۔آمین
صاحب کتاب فرہاد جبریل کے قریبی ساتھی، شاعر سلمان خان نے فرہاد کے ساتھ گزرے یادگار اور دلچسپ لمحات کو ساعتوں کی نذر کیا اور کہا کہ فرہاد جبریل نے بڑے قلیل عرصے وہ مقام کیا ہے جو ہر شاعر کیلئے ممکن نہیں انہوں نے اپنے اس مقام کو قائم بھی رکھا ہے جو بہت اہم ہے۔فرہاد کا فن ملاحظہ کیجئے

اس نے جلوہ دِکھا دیا مجھ کو
اور پتھر بنا دیا مجھ کو

انہوں نے کہا کہ فرہاؔد عوام اور خواص دونوں کا ہی شاعر ہے۔اسکے کلام میں جو اچھوتا پن اور کشش ہے اُسے الفاظ میں بیان کرنا قدرے مشکل ہے۔ پچھلے چار سالوں میں مجھے فرہاد کو بہت قریب سے سمجھنے کا موقع ملا اور اس میں کوئی مبالغہ نہیں کہ فرہاؔد ایک اچھا شاعر ہونے کے ساتھ ساتھ اچھا اُستاد، اچھا

بیٹا، اچھا شوہر اور اچھا دوست بھی ہے۔انکے یہ اشعار مجھے بہت پسند ہیں

لفظ و معنی کے درمیان میں ہوں
پھر بھی صدیوں سے داستان میں ہوں
میرا سایہ زمیں پہ رینگتا ہے
روزِ اول سے میں اُڑان میں ہوں

سامعین ''تم بھی حد کرتے ہو'' کے ناشر علی زبیر کے مضمون بعنوان ''آج کا شاعر'' باذبانِ سلمان خان لطف اندوز ہوئے۔ علی زبیر کے خیال میں فرہاد جبریل نے اردو شاعری کو ایک نئی جمالیات سے آشنا کیا ہے اس کی گفتگو میں جو لفظیات ہے اس نے انہیں لفظیات کو جمالیاتی پیرہن عطا کیا ہے۔آپ فرہاد کی شاعری کو پڑھتے جائیں، آپ کی جمالیاتی حس کہیں مجروح نہیں ہو گی، لیکن آپ واضح طور پر اس کا منفرد اب و لہجہ، اسکا منفرد طریقہ واردات، اس کی منفرد لفظیات محسوس کریں گے۔اُسے نے کیسے کیسے سنگلاخ موضوعات کو پھول سی شاعری کا بدن عطا کیا ہے۔مجھے لگتا ہے اُس نے اہل نقد و نظر ہی سے خطاب کیا ہے کہ

تبدیل کر دے جو ترے پتھر کو پھول میں
وہ باکمال شخص مری ذات سے نکال

اِس کے ہاں غیر شعری الفاظ بڑی خوبصورتی سے شعری لباس زیب تن کیے نظر آتے ہیں، جو میں سمجھتا ہوں کہ فرہاد کے سخن ہی کا اعجاز ہے۔پہلے وہ اپنے شعر کا پورا خمیر روایت اور جمالی نظام کے حامل الفاظ سے اٹھاتا ہے اور پھر اُس شعر میں بڑی سمجتا ہے،،بڑی سنبھلتا ہے،،بڑی نزاکت سے اپنے عہد کی لفظیات کو رکھ دیتا ہے۔یہی اسکا طریقہ واردات ہے یہی اُسکا اسلوب ہے یہی اسکا جدید لہجہ ہے ذرااِس شعر کو دیکھئے

ہم نے دیکھا سخت رویے والوں کو
کرتے کرتے کر دیتے ہیں ڈھیلے ،دُکھ

مذہبی اصطلاحات، استعاروں اور تشبیہات کے ذریعے بات کرنے کا فرہاد کا اپنا ڈھنگ ہے۔مجھے اِس امر میں کوئی شبہ نہیں کہ فرہاد آج کا بھی شاعر ہے اور آنے والے کل بھی اسی کا ہے۔فرہاد کے اِس خوبصورت شعر کے ساتھ ناشر علی زبیر کے مضمون کا اختتام کیا گیا۔

لبریز نظر تو آتے ہیں اندر سے مگر سب خالی ہیں
سب جھوٹے روپ کے درشن ہیں یہ جتنے لوگ مثالی ہیں

جناب پروفیسر ڈاکٹر وحید الزمان طارق جو چند وجوہات کی بنا پر حاضر نہ

ہوسکے ۔کی تحریر بھی پیش کی گئ انھوں کا کہنا تھا کہ صاحبِ کتاب سادگی شعار ہے ، کردار میں اخلاص میں زبان میں رہن سہن میں اور گفتگو میں سادگی کو پسند کرتا ہے ۔اپنی اعلائے مقاصد کے حصول کے لئے صحراؤں میں ایک سالک مضطرب کی طرح رواں دواں ہے ۔وہ صحرا کی خشکی میں آب حیات کا متلاشی ہے رہگزاروں میں اسے نخلستان کی جستجو ہے اور پھر گرمی صحرا کی حدت میں وہ آسمان کی جانب دیکھتا ہے اور پکارتا ہے

برس اے ابر صحرا ہر کبھی تو

دکھا مجھ کو کہ ہے کیا ظرفِ تیرا

فرہاد کی آرزوئیں عظیم ہیں ،اور خواہشات لامنتہا اور وہ ان تمناؤں کے سہارے اپنی فکر کا سفر شروع کر رہا ہے ۔انسانیت ، فرشتہ سیرت ، جن و ملک ، روح الامین ، آدم خاکی ، اور بندہ محنت کش ، سب اصلاحات ہمیں فرہاد کے کلام میں ملتی ہیں ۔یہ حسین ترین تراکیب کو نئے رنگ میں ڈھالنے میں کوشاں ہے ۔اسکا کلام خوبصورت بھی اور جاذب نظر بھی ،آسان بھی اور رواں بھی جس میں مسلسل جستجو نظر آتا ہے ۔میں پہلے مجموعہ کلام ''تم بھی حد کرتے ہو'' کی اشاعت اور رونمائی پر دل سے مبارکباد پیش کرتا ہوں ۔

(قدآور ادبی شخصیت محترم محمد ظہیر بدر کا کہنا تھا کہ بلال (فرہاد جبریل

ایک اچھا شاعر اور ایک اچھا اُستاد بھی ہے مگر بحثیت اُستاد میں سمجھتا ہوں کہ درجے میں اُستاد اول اور شاعر ثانوی ہے اور بلال یقیناً ایک اچھا شاگرد بھی ہے اور اچھا شاگر ہونا ہی اچھے اُستاد ہونے کا مقدر بنتا ہے۔ایک اچھا خوشہ چین ہے۔انکی شاعری کے حوالے سے بات کی جائے تو انکی شاعری فکر و خیال سے مہارت ہوتی ہے،فرہاد کے ہاں خیالات اچھوتے سانچے میں ڈھلتے ہیں۔اپنی شاعری میں خیال سے سوال کرتا ہے اور سوال سے مکالمہ کرکے ہمیں آگاہ کرتا ہے، جبکہ جواب تو سوال سے بھی زیادہ عجیب ہوتا ہے۔ کہیں بھی دکھلاوے کا گمان نہیں ہوتا۔ جو اِس کے خوب مطالعے کی دلیل ہے۔فرہاد کی شاعری کا لطف اِسے پڑھ کر ہی حاصل ہو سکتا ہے۔جہاں آپ فرہاد کو کبھی فلک سے بات کرتے، کبھی لاحوت سے بات کرتے، کبھی خودی سے بات کرتے پائیں گے۔فرہاد سے مخاطب ہو کر کہا کہ میں آپکو پہلے مجموعہ کلام کی اشاعت پر مبارکباد پیش کرتا ہوں اور بڑے یقین سے بات کہا سکتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ آپکا آنے والا کل بہت درخشاں ہے۔

معروف افسانہ نگار پروفیسر پیر آغا کیلاش نے فرہاد اور اُس کی شاعری کے حوالے سے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ فرہاد کا تعلق پاکستان کے اُس حصے سے ہے جہاں مہذب ، عشق اور عام زندگی میں کوئی فرق نہیں سمجھا جاتا اور یہی شاہکار اس کی شاعری میں موجود ہے۔شاعری میں کوئی بناوٹ نہیں ، نعرے بازی نہیں۔۔بلکہ زندگی کو سینے سے لگانا ہی فریاد کی شاعری ہے۔

وصل کا نعم البدل بھی وصل ہے
ہجر سی مشکل کا حل بھی وصل ہے
لوٹ کر فرہاد خود آئے گا وہ
وصل کا ردِ عمل بھی وصل ہے

اس کی شاعری میں سوال ہے اور جواب بھی اُسی شاعری میں ہے۔ درد بھی ہے اور درد کا مرہم بھی ہے۔در حقیقت فرہاد کی شاعری میں اہمیت اور افادیت سمجھانے سے نہیں پڑھنے سے ہی معلوم ہو سکتی ہے۔وہ تمام اوصاف اِس خوبصورت فن پارے میں موجود ہیں جو ایک اچھی اور معیاری شاعری میں ہونے چاہیے۔ملاحظہ کریں

میری ہستی میرے فریب میں ہے
اور میں ہستی کے امتحان میں ہوں

وہ مرحلہ آ پہنچا جسکے لئے اِس خوبصورت محفل کا انعقاد کیا گیا تھا۔تالیوں کی گونج میں فرہاد کے پہلے مجموعہ کلام ''تم بھی حد کرتے ہو'' کی رونمائی عمل میں لائی گئی۔ اس لمحات کو یادگار بنانے میں ظہورالسلام جاوید، نیر نیناں، یعقوب تصور، ڈاکٹر عاصم واسطی، طارق رحمٰن ، طاہر زیدی، محمد ظہیر بدر، پیر آغا کیلاش، سلمان جاذب، سلمان احمد خان، بی اے شاکر، عبدالطیف نے حصہ لیا۔

نامور شاعر ڈاکٹر صباحت عاصم واسطی نے اپنے اظہارِ خیال میں کہا کہ جبری شاعری میں لفظ اور خوبصورت لفظ گریز کرتے ہیں۔ مگر فرہاد جبریل نے اپنے آپ کو لفظوں کے سپرد کرکے لفظوں سے پذیرائی حاصل کرنے کا گُر بڑے ہی قلیل مدت میں سیکھ لیا ہے کہ اب الفاظ اور خوبصورت الفاظ فرہاد کی تلاش میں گھومتے ہیں... Whilst he adheres firmly to the establish a unique and new expression through distinctive throught handling......* Although i remained between the word and the meaning...Yet still for centuries i have prevailed in the story....* The trusted minister has given the suggestion to the ruler,...Birds are to be killed, new trees must also be planted.......* There is no destination, no path, yet the flock continues the journey.

یہ اب لفظ اور معنی کے درمیان سے ہٹ چکا ہے۔ فرہاد میں وہ تمام جوہر موجود ہیں جو اچھے شاعر میں ہونے چاہیے۔ میں نے فرہاد میں تین باتوں کو غور کیا ہے کہ یہ نہایت سنگل مائینڈڈ ہے، تخلیق کاری کا ہنر خوب جانتا ہے، سیکھنا چاہتا ہے اور طالب علم ہونے پر فخر محسوس کرتا ہے۔ ''تم بھی حد کرتے ہو'' فرہاد کا پہلا اور مضبوط قدم ہے اور اب یہ اپنی شناخت بنانے کی طرف گامزن ہو

چکا ہے۔ مجھے ذاتی طور پر بھی اس کی یہ کتاب دیکھ کر خوشی کے ساتھ ساتھ فخر بھی ہوا ہے کہ ابو ظہبی سے عرصہ بعد ادب میں ایک حسین اضافہ ہوا ہے۔

معروف شاعر و ادیب یعقوب تصور نے فرہاد جبریل کی کتاب اور شاعری کے حوالے سے لکھی اپنی تحریر بعنوان ''تم نے حد کر دی ہے'' پیش کرتے ہوئے کہا کہ اسم فرہاد جبریل شہر لغت میں مرکب ہوا ان دو الفاظ سے جن میں اک کا تعلق تو دنیا سے ہے، دوسرے کا تعلق ہے عرش معلیٰ کی اقلیم سے ،اک علمدار جذباتِ آتش فشاں، احساسات سبک کا حسین آئینہ، جذبِ حُب ووفا دوسرا وجہ ترسیل احکام خوش کن فِکاں، داستانِ ازل تا ابد عرش سے فرش تک حسن نظارہ زندگی کا بیاک، ایک جسم زمیں ایک روح الامیں۔ ہیں فنونِ لطیفہ کے شعبے کئی جن میں محکم بہت ہے فنِ شاعری جو قواعد ضوابط سے مربوط ہے ورنہ جو بھی کہا سب ہی بے سود ہے، فن مقیدا صولوں کی زنجیر میں فرق کرنا ہے خواب اور تعبیر میں۔۔۔۔ذہین فرہاد میں ساری باتیں ہیں۔یعنی فرہاد جبریل کو علم ہے کیسے تخیل خود آ جکڑتے ہیں لفظوں کی زنجیر میں۔خواب کیسے بدلتے ہیں تعبیر میں، خاکے ڈھلتے ہیں کسطرح تعمیر میں۔ رنگ کیا کیا مناسب ہیں تصویر میں۔اور انہیں اعلیٰ اوصافِ فن سے مزین ہے یہ شاہکارِ سخن۔۔۔۔۔۔۔۔''تم بھی حد کرتے ہو''۔۔۔۔۔۔یہ جو بحر متدارک شعر ہے۔فاعلن فاعِلُن جسکی تکرار ہے۔۔ہے اسی بحر میں ہی یہ دو دلکش غزل۔اور اسی بحر میں مِرا مضمون ہے۔اسقدر خوبصورت صحیفہ سخن کا مزین کیا

تم بھی حد کرتے ہو'' ۔۔۔ذہن و دل کو مقید درونِ طلسم خرد کرتے ہو۔ فن میں '' جدت کے ندرت کے اطوار بھی شد ومد کرتے ہو۔فکر عرش آشنا کرہ فہم وادراک میں لاکے ارض البلد کرتے ہو۔حسبِ اسرار طول البلد کرتے ہو۔طرف کے صرف اک زاویئے کو تواتر سے یوں ان گنت کرتے ہو۔ بے عدد کرتے ہو۔ اتفاقاً نہیں جو بھی کرتے ہو تم بالعمد کرتے ہو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کوئی کچھ بھی کہے میں یہ کہتا نہیں ''تم بھی حد کرتے ہو'' ۔۔۔ہاں مگر بزم میں میرا اعلان ہے ۔۔ ہو مبارک تمہیں ''تم نے حد کر دی ہے''

صاحبِ کتاب فرہاد جبریل کو ناظم محفل طارق رحمٰن نے مائیک پر مدوح کیا تو انہوں سب پہلے طاہر زیدی اور طارق رحمٰن کا شکریہ ادا کیا جنہوں نے پاکستان ایسو سی ایشن کی ادبی کمیٹی کے زیرِ اہتمام ایک خوبصورت محفل کا انعقاد کیا۔ مقررین ، نیر نیناں، ظہیر بدر، پیر کیلاش، یعقوب تصور، ظہوالاسلام جاوید، طارق رحمٰن ، ڈاکٹر واسطی اور تمام حاضرین سے بھی اظہار تشکر کیا جن کے محبت بھرے اظہارِ خیال اور شرکت نے محفل میں خوب رنگ بھر کر اِسے انکی زندگی کا یادگار لمحہ بنا دیا۔فرہاد نے کہا امارات کی ادبی حلقوں میں مجھے متعارف کرانے کا سہارا سلمان بھائی کے سر ہے جو میرے لئے احسانِ خاص ہے۔ یہاں میرے اس جاری ادبی سفر میں قدم قدم پر ظہورالسلام جاوید صاحب اور ڈاکٹر واسطی صاحب کی رہنمائی میرے ساتھ ساتھ ہیں جو میرے لئے باعثِ اعزاز و مسرت ہے کہ میں ان بڑی شخصیات سے بہت کچھ سیکھ رہا ہوں ۔ میری شریکِ حیات نیر نیناں نے

بھی ہر قدم پر میرا ساتھ دیا ہے حوصلہ بڑھایا ہے۔انھوں نے بڑی سادگی اور عاجزی سے اپنی زندگی کی کڑوی اور میٹھی یادوں کو بھی ساعتوں کی نذر کیا۔انھوں کہا میں نے اللہ سے ہمیشہ جیت مانگی ہے اور میں الحمداللہ کبھی ہارتا نہیں ۔فرہاد جبریل نے اپنے پہلے مجموعہ کلام ''تم بھی حد کرتے ہو'' سے منتخب اور پسندیدہ چند غزلیں پیش کرکے خوب داد سمیٹی،ایک پسندیدہ غزل نذرِ قارئین ہے۔

اپنی ہر بات کو تم سند کرتے ہو، تم بھی حد کرتے ہو
میرے ہر لفظ کو مسترد کرتے ہو تم بھی حد کرتے ہو
کوئی شکوہ نہیں تم سے لیکن میں جب بھی جلاؤں دیا
تم ہواؤں کی یہ جو مدد کرتے ہو، تم بھی حد کرتے ہو
دوستوں کو کمک تم نے پہنچانی تھی طے ہوا تھا یہی
دشمنوں کو فراہم رسد کرتے ہو، تم بھی حد کرتے ہو۔

فرہاد جبریل نے اپنے اِن خوبصورت ،بڑے معیاری اور پرتاثیر اشعار سے بھی سامعین کو نوازا اور دل کھول کر داد و تحسین کے حقدار بنے

کب تک تعبیروں کی زد سے بچ نکلے گا
خواب تو دیکھیں کوئی خواب تو سچ نکلے گا
جھوٹ کہا ہے میں نے تم بن مر جاوں گا

لیکن میرا جھوٹ بھی اِک دن سچ نکلے گا

صدر محفل مقبول ترین ادبی شخصیت ظہورالاسلام جاوید نے پیڈ کی ادبی کمیٹی خصوصاً طاہر حسنین زیدی اور طارق رحمٰن کا شکریہ ادا کیا کہ انہوں نے خوبصورت تقریب کا انعقاد کیا اور فرہاد جبریل کو اُنکے پہلے مجموعہ کلام ''تم بھی حد کرتے ہو'' کی اشاعت پر مبارکباد پیش کرتے اپنا مضمون بعنوان '' آشفتگی نے نقشِ سویدا کیا درست'' پیش کیا۔انہوں نے کہا کہ فرہاد جبریل کی انفرادیت نے اُسے ایک منفرد لہجے کا شاعر بنا دیا ہے۔فرہاد آنے والے کل پر یقین رکھنے والا باخبر شاعر ہے۔یہی وجہ ہے کہ غزل میں اُس کا لہجہ بالکل صاف اور کھرا ہے دیکھیئے کتنی چابکدستی سے اپنے انداز میں بات کہہ دی ہے

اپنے ہونے پہ کیوں بضد ہوں\
کس حوالے سے منفرد ہوں\
میں جو پگھلا رگوں میں دوڑوں گا\
تیرے سینے میں منجمد ہوں

اس کی شاعری کو پڑھ کر اور سُن کر آپ کو محسوس ہو گا کہ ایک نیا لہجہ آپ سے مخاطب ہے کیونکہ یہ اپنی بات کو خاص انداز میں الفاظ کا جامہ پہنانے کا فن

جانتا ہے۔میں سمجھتا ہوں کہ فرہاد جبریل فطری شاعر ہے اسی لئے شاعری کے سمندر میں اُتر چکا ہے اور سامعین کو حیران کر رہا ہے۔فرہاد جبریل کو ابو ظہبی میں قیام کے دوران اپنے تخلیقی عمل کو ترقی کی راہ پر گامزن کرنے کے زیادہ مواقع حاصل ہوئے۔ یہاں اُس کے کلام اور منفرد لہجے کو پذیرائی ملی۔نئے معنی اور نئے اسلوب کو ساتھ قدیم تراکیب کے استعمال نے نئے لہجے اور نئی سخنوری کو جنم دی اہے اس ضمن میں فرہاد جبریل کے اسلوب کو دیکھیئے

یہ کیسی کشمکش میں رات دن الجھا سا رہتا ہوں
یہاں رہنا بھی ہے چلنے کی تیاری بھی کرنی ہے

ظہورالسلام جاوید نے فرہاد جبریل کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ یہ مجموعہ کلام تمھارے لئے بیس کیمپ ہے جہاں سے صیح معنوں میں بلندیوں کا سفر شروع ہونا ہے۔رکاوٹوں کی پرواکئے بغیر ثابت قدم رہنا تو کامیابیاں تمھارے قدم چومے گی۔اللہ تعالی تمھاری کامیابیوں میں اضافہ کرے۔آمین۔اختتامیہ کلمات پیش کرتے ہوئے طاہر حسنین زیدی نے فرہاد جبریل کو پہلے مجموعہ کلام کی اشاعت پر مبارکباد دی اور تمام شرکاء کا شکریہ ادا کیا۔انہوں نے اس موقع پر کہا کہ پاکستان ایسوسی ایشن کا آڈیٹوریم بھی تکمیل کے آخری مراحل میں ہے جس کے دراوزے جلد انشاء اللہ تعالی کمیونٹی کے لئے منعقد کی جانے والی رنگا.رنگی تقریبات کے لئے کھول دیئے جائیں گے۔تقریب اپنے اختتام پذیر ہوئی

توخصوصی درخواست پر پاکستان سے تشریف لائے دونوں بازوؤں سے معذور سپرٹ فاؤنڈیشن پاکستان کے چیئرمین و شاعر بی اے شاکر کو مائک تھمایا جنھوں نے اپنا یہ شعر پیش کیا۔

مجھے مظلوم نہ سمجھو کہ کٹے بازوں سے
میں بھی ظالم کا گریبان پکڑ سکتا ہوں

حاظرین نے اِنکے حوصلے،ہمت اور جذبہ کو خراج تحسین پیش کیا۔ تقریب میں عبداللطیف،یعقوب عنقا، سلمان جاذب، آصف رشید اسجد، مسرت شاہین مسرت، منصور انعام، اکرام اکرم، عتیق الرحمٰن، عادل فہیم کے علاوہ ادب کا ذوق رکھنے والوں کی کثیر تعداد نے بھی شرکت کی۔ تقریب کے اختتام پر فرہاد جبریل نے اپنی کتاب آٹوگراف کے ساتھ شرکاء میں تقسیم بھی کی،شرکاء صاحب کتاب کے ہمراہ تصویر بنوانے میں بے تاب نظر آ رہے تھے۔ تقریب رات گیارہ بجے حسین یادیں چھوڑتی ہوئی اپنے اختتام کو پہنچی۔

*****(ختم شُد)*****

عرفان صدیقی کا دورہ دبئ

وزیراعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف اور سیز پاکستانیوں کو درپیش مسائل کا فوری حل چاہتے ہیں ،وہ چاہتے ہیں تمام تر وسائل کو.بروئے کار لاتے ہوئے،ہر ممکن کوشش سے اورسیز پاکستانیوں کو وطن اور وطن سے باہر تمام سہولیات میسر کی جائیں جن کا وہ حق رکھتے ہیں،ان خیالات کا اظہار وزیرِاعظم پاکستان کے خصوصی مشیر عرفان صدیقی نے پاکستان مسلم لیگ (ن) گلف کے جانب سے منعقدہ افطار ڈنرپارٹی میں کثیر تعداد میں شریک پاکستانی کمیونٹی سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔انہوں نے کہا کہ میں نے کمیونٹی کو درپیش تمام مسائل، مشکلات اورپریشانیوں کو نہایت سنجیدگی سے سنا ہے اور باغور جائزہ بھی لیا ہے۔سفارتخانہ پاکستان ابوظہبی، پاکستان قونصلیٹ دبئ، پاکستانی سکولوں کا دورہ اورکمیونٹی سے ملاقاتیں اس سلسلے سے کی کڑی ہے۔میں بہت دیانتداری سے آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ تمام تر معاملات.بڑی وضاحت، بلاغت اور دردمندی کے ساتھ وزیرِاعظم پاکستان کے سامنے پیش کئے جائیں گے اورانکے حل کے لئے تعاقب بھی جاری رہے گا۔انہوں نے اپنے خطاب میں اورسیز پاکستانیوں کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا کہ زرمبادلا کی ترسیل سے آپکا پاکستان کی معیشت کے استحکام میں بہت اہم کردار ہے جسے کسی صورت فراموش نہیں کیا جا سکتااور یہ آپ کا حق ہے کہ آپکے مسائل کو

ترجیحی بنیادوں پر حل کیا جائے۔ووٹنگ کے حق کے حوالے سے اُن کا کہنا تھا کہ عملی طور پر اس میں بہت پیچیدگیاں ہیں مگرایک پارلیمانی کمیٹی تشکیل دی جاچکی ہے جو اس حوالے سے اپنی سفارشات پیش کرے گی کہ کسی صورت الیکٹرانک ووٹنگ کو ممکن بنایا جاسکے۔پاکستان کی موجودہ حکومت کی کارکردگی پے روشنی ڈالتے ہوئے کہاکہ میاں محمد نواز شریف کی قیادت میں پاکستانی معیشت اپنے ٹریک پر واپس آ چکی ہے۔ہر میدان میں مثبت اقدامات کئے جارہے ہیں جس کے ثمرات سے ہم ہی نہیں بلکہ ہماری نسلیں بھی مستفید ہوں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔ بجلی بحران پر قابو پانے کے لئے ہنگامی بنیادوں پر اقدامات کئے جارہے ہیں۔ترقیاتی کاموں کا سلسلہ تیزی سے جاری ہے، ضرب عضب سے خاطر خواہ نتائج حاصل ہوئے ہیں، کراچی کی صورت حال میں بہت بہتری آئی ہے ۔کرنسی مضبوط ہوئی ہے۔ کرپشن کے ناسور پے قابو پالیا گیا ہے۔ چائنا سے کیا گیا اقتصادی راہداری منصوبے سے خطے میں بہت بڑی تبدیلی آنے والی ہے۔ہم پاکستانی کی خوشحالی کے لئے میاں نواز شریف کی قیادت میں متحد ہیں۔

تقریب کے میزبان صدر مسلم لیگ (ن) گلف چوہدری نورالحسن تنویر نے اپنے خطاب میں وزیراعظم پاکستان کے مشیر خصوصی عرفان صدیقی پر ان مسائل کے فی الفور حل کا پُرزور مطالبہ کیا،انہوں نے کہاکہ عوام کو سہولیات پہنچانا ہماری حکومت کی اولین ترجیحات میں شامل ہے۔پاکستانی کی سربلندی اور پاک امارات

دوستی کا مثالی بنانے کے لئے ہم پُرعزم ہیں۔ ہمیں یقین ہے کہ میاں محمد نواز شریف کی قیادت میں پاکستان اپنی ترقیوں کا سفر جاری رکھے گا۔ تقریب میں چوہدری محمد شفیع، ایم پی اے آزاد علی تبسم، عبدالوحید پال، چوہدری خالد بشیر، پرنس اقبال، طاہر بھنڈر، محمد جاوید، سید وقار گردیزی، رئیس قریشی، ویلفیئر قونصلر ڈاکٹر ریاض لانگ، عبدالواحد، چوہدری ظفر اقبال، نصر ہاشمی، حاجی محمد نواز، غلام مصطفیٰ مغل، عبدالرحیم نوش، چوہدری آفتاب، عبدالستار پردیسی، شاہد خان، ممتاز خان، اکرام الحق، راجہ عبدالجبار، سلمان وصال، افراسیاب خٹک، عبداللہ خان، سید قیوم شاہ، سردار الطاف، میاں سعید، محمد نواز، راجہ خالد، سہیل گھمن، اخلاق احمد، فضل امین، مرزا حق نواز، جان پیٹر سمیت ہر طبقہ فکر سے تعلق رکھنے والیں کمیونٹی کی کئی نمایاں شخصیات نے شرکت کی۔

تقریب کا باقاعدہ آغاز تلاوت قرآن پاک اور نعت رسول مقبول ﷺ سے ہوا جسکی سعادت ڈاکٹر اکرم شہزاد نے حاصل کی۔ سٹیج سیکریٹری کے فرائض عبدالوحید پال نے نے باخوبی سرانجام دیئے انہوں نے کہا کہ ۲۳ مارچ ۲۰۱۵ کو صدر مسلم لیگ اوریسز چوہدری نورالحسن تنویر کی قیادت میں وفد کے وزیر اعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف سے خصوصی ملاقات میں اوریسز پاکستانیوں کو درپیش مسائل زیر بحث آئے، جس پر وزیر اعظم نے فوراً عرفان صدیقی کو اس حوالے سے تمام فرائض

سوچتے ہیں۔انہوں نے تجویز پیش کی کہ قونصلیٹ کی جگہ ضروریات کے مطابق ناکافی ہیں اس کیلئے فی الفور قونصلر جنرل کی رہائش گاہ کو قونصلیٹ کی حدود میں شامل کر لیا جائے اور بعدازاں نئی بلڈنگ کے بارے اقدام بھی ضرور کئے جائیں۔حافظ زاہد علی نے وی آئی پی کونٹر کی تجویز پیش کی تاکہ صاحب استطاعت افراد سے اضافی چارج کرکے ریوینو جنریٹ کیا جاسکے۔سید قیوم شاہ نے کہاکہ اُوپی ایف کا ادارہ فعال بنایا جائے کمیونٹی سکولوں میں اصطلاحات لائیں جائیں ابھی بھی بیس ہزار بچے سکولوں میں داخلہ حاصل کرنے سے قاصر ہیں۔قونصلیٹ کی حدود اور ویلفیئر سٹاف سروسز دینے کے لئے ناکافی ہیں۔نادار کی موبائل سروس کا بھی مطالبہ کیا تاکہ دور دراز علاقوں سے آنے والوں کو راحت مل سکے۔سردار الطاف نے سکولوں کی بورڈ آف گورنر کو آڑے ہاتھوں لیتے ہوئے کہاکہ اس میں وہ لوگ موجود ہیں جنہیں تعلیم اور فروغِ تعلیم سے کوئی دلچسپی نہیں، داخلے ملنا بہت مشکل ہیں اور مجبوراً پاکستانیوں کو انڈینز سکولوں میں اپنے بچوں کو داخل کروانا پڑتا ہے جو ایک لمحہ فکریہ ہے، فوری اقدامات نہ کئے گئے تو ہماری نسلوں پر منفی اثرات مرتب ہونگے۔جان قادر نے اورسیز پاکستانیوں کی مسیحی کمیونٹی کی ترجمانی کرتے ہوئے کہاکہ ہمیں سلیکشن نہیں الیکشن کا حق چاہیے۔ہمارے لئے مختص کیا گیا کوٹہ میں کوئی حقیقت نہیں۔میاں محمد سعید نے نظامِ تعلیم کے حوالے سے اپنے شدید تحفظات کا اظہار کیا،اصل مسائل کا ذکر کیا اور تجویز بھی پیش کی کہ

بورڈ آف گورنرز کی نگرانی کے لئے ٹرسٹ بنائیں جائیں۔ عبدالستار پردیسی بھی سکولوں کے بوسیدہ نظام پر برسے اور پاکستان ایسوسی ایشن پر عرصہ دراز سے جماعت اسلامی کے اثرورسوخ کو بھی تنقید کا نشانہ بنایا، انہوں نے کہا ہمیں اپنے آپکا بھی احتساب کرنا چاہیے تاکہ خوشحال پاکستان کے خواب کی تعبیر ممکن ہو۔

ایک شام ڈاکٹر صغریٰ صدف اور قمر ریاض کے نام

عیدالفطر تو گزر گئی مگر رونقیں مدھم ہونے کو نہیں،اسکا رنگ فضا میں دھنک کی مانند بکھرا پڑا ہے اور اسکی دلکش خوشبو ابھی بھی اپنے سحر میں جکڑے ہوئی ہے

۔پردیس میں پاکستانی کمیونٹی کے ہر حلقے میں عید ملن تقاریب کے انعقاد کا سلسلہ جاری ہے اور ایسے میں مسفرہ انٹرنیشنل کے زیراہتمام عجمان کے مقامی ریسٹورنٹ میں ایک مشاعرے ''ایک شام ڈاکٹر صغری صدف اور قمر ریاض کے نام''کے انعقاد نے بھی اہل ادب حضرات کی عید کی خوشیوں میں اضافہ کر دیا۔ تقریب کے منتظم اعلی بلند خیال، جدت پسند نوجوان شاعر سلیمان جاذب تھے۔

تقریب کا باقاعدہ آغاز رب ذوالجلال کے بابرکت نام سے کیا گیا جسکی سعادت حافظ عظمت انصاری کا مقدر ہوئی۔ نفیس مزاج کے نعت گو نعت خواں ڈاکٹر اکرم شہزاد نے مسحورکن انداز میں نعت رسول مقبول ﷺ ''تیری نسبت سے نام نامی ہے'' پیش کی، جسے حاضرین نے والہانہ عقیدت اور خوب محبت کے ساتھ سماعت فرمایا۔ نظامت کے فرائض ہر دلعزیز صحافی حافظ زاہد علی نے اپنے منفرد اور خوبصورت انداز میں سرانجام دیئے،اُنکے الفاظوں کے چناؤ اور مہمان شعراء کے

اندازِ تعارف پر سبھی اِنکے مداح ہوئے اگر یہ کہا جائے کہ انکی دلفریب نظامت نے ہی سامعین کی توجہ کو لمحہ بھر کے لئے محفل سے غیر حاضر نہ ہونے دیا، تو بے جا نہ ہوگا۔ مسند صدارت پر ڈاکٹر صغری صدف کو مدوح کیا گیا، تقریب کے منتظم سلیمان جاذب اور قمر ریاض کے ہمراہ نبیل نجم بھی سٹیج پر رونق افروز ہوئے۔ کاشف نے استقبالیہ کلمات پیش کرتے ہوئے مہمانان خصوصی اور تمام شرکاء کو تہہ دل سے خوش آمدید کہا اور تقریب کے انعقاد پر سلیمان جاذب کی کاوشوں کو سراہا۔ اپنا اپنا منفرد کلام پیش کرنے والوں میں بالترتیب احمد جہانگیر، زاہد علی درویش، حفیظ عامر، اختر ملک، امجد اقبال امجد، سلیمان جاذب، نبیل نجم، قمر ریاض اور ڈاکٹر صغری صدف شامل تھے۔ تقریب میں عبدالوحید پال، چوہدری ناصر، منظر شاہ، کاشف محمود، محمد شہزاد، مصطفٰی نہرہ، محمد آصف محمود، ارشد رانا، طاہر محمود، محترمہ عائشہ، ذوالفقار سمیت باذوق حضرات کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔

خوش لحن شاعر احمد جہانگیرنے چند اشعار اور ایک غزل پیش کی جو بہت پسند کی گئی.دھیمے لہجے کے شاعر زاہد علی درویش نے بھی اپنے کلام سے سامعین کو خوب محضوظ کیا.خوش گفتار شاعر حفیظ عامرنے کلام سے تقریب میں خوب رنگ جمایاانکے کلام پر سامعین نے دل کھول کر دادادی.اخترملک نے بھی اپنے باکمال اسلوب اور تازہ اشعارسے تقریب کی چمک دمک میں مزید اضافہ کیا.نئے سال کے حوالے سے اُنکی مقبول ترین نظم ''اب کے سال کچھ ایسا کرنا''نے دلوں کو چھو لیا .خوش فکر شاعر امجد اقبال امجدحافظ زاہد علی کی نظامت کی تعریف کئے بغیر نہ رہ سکے اور فی البدیع اشعار انکے نذر کر دیئے،سانحہ پشاور کے حوالے انہوں نے اپنا پنجابی کلام پیش کر کے خوب داد وتحسین سمیٹی.سلیمان جازب جو منفرد خیالات کو اپنی شاعری میں بیان کرنے کا ہنر خوب جانتے ہیں جدیدیت روانی، سادگی، ان کی خوبصورت شاعری کے دلفریب عناصر ہیں،نے اپنی روایت کو برقرار، رکھتے ہوئے اپنے کلام سے محفل کو عروج بخشا ،پردیس کے حوالے سے تازہ نظم پیش کر کے خوب داد بٹوری،اپنے اظہار خیال میں جاذب نے کہا کہ سوہانی شام میں شریک مہمان شعر اء اور حاضرین کو خوش آمدید کہتا ہوں ،انہوں نے قمرریاض اور ڈاکٹر صغری صدف سے اپنے ادبی روابط کے حوالے سے دلچسپ باتوں کو بھی

سماعتوں کی نذر کیا، تقریب کو عملی شکل دینے میں انہوں نے بابر ولید اور حافظ زاہد علی کا بھی شکریہ ادا کیا۔

خصوصی طور پر پاکستان سے تشریف لائے نبیل نجم جو ایف ایم پر پنجابی ادب کے فروغ کے لئے خدمات پیش کر رہے ہیں نے اظہار خیال کرتے ہوئے سلیمان جاذب کو کامیاب تقریب کے انعقاد پر بھرپور خراج تحسین پیش کیا،انہوں کے کہا کہ میں پاکستان سے باہر پہلی کسی تقریب میں شریک ہوا ہوں یہاں دیارِ غیر میں پاکستانیوں سے مل کر انکے اپنے وطن بارے محبت دیکھ کر خوشگوار احساس ملا ہے،سامعین انکے پنجابی میں پیش کئے گئے رنگ کمال و کلام سے بہت متاثر ہوئے اورتالیوں کی گونج سے پسندیدگی کی سند پیش کی۔

توانا لہجے کے نوجوان شاعر قمر ریاض معاشرے کے تلخ، تیکھے، تنداور تیز رویوں کو، شوخی، شرارت، طنزاور سنجیدہ انداز میں پیش کرنے پر کمال مہارت رکھتے ہیں۔انکا مجموعہ کلام ''جیون، میں اور تتلی'' حلقہ شعروادب میں بہت مقبول ہے۔پاکستان سوشل کلب عمان کی ادبی ونگ کے لئے جنرل سیکریٹری کی خدمات بھی باحسن خوبی سر انجام دے رہے ہیں۔ان کہنا تھا کہ وہ بے شمار مشاعروں میں شرکت کااعزاز حاصل کر چکے ہیں مگر یہ تقریب اپنی نوعیت کی بالکل منفرد اور یادگار تقریب ہے جسے نہایت محبت سے سجایا گیا ہے۔انہوں نے سلیمان جاذب کی

ادبی خدمات کو بہت سراہا۔حافظ زاہد علی کی نظامت کے متعلق اُنکا کہنا تھا کہ اللہ کی ان پر خاص عنائت ہے کہ لفظ عطا ہوتے ہیں اور دل میں اُتر کر زبان سے ادا ہوتے ہیں۔قمر ریاض نے اپنے من موہنے کلام سے مشاعرے کے آہنگ کو مزید بلند کیا، جسے سامعین نے خوش الحانی کے ساتھ سنا اور داد پیش کی۔

خوش مزاج، خوش شکل ،خوش کلام، خوش لباس شخصیت کی حامل صغری صدف صاحبہ کسی تعارف کی محتاج نہیں،بڑی پہلو دار شخصیت ہیں ادبی، علمی اور ثقافتی حلقوں میں انکا ایک اپنا مقام ہے ، تحقیق، شاعری، تعلیم، کمپیئرنگ ،کالم نویسی ،ترویج ادب کے ہر میدان میں اپنی قابلیت کے بل بوتے مقبولیت کی ہر بلندی کو چھو رہی ہیں۔پنجاب یونیورسٹی سے ایم اے فلسفہ اور ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی۔انکے مجموعہ کلام اور تصوف کے حوالے سے کئی تصانیف مقبول عام ہیں۔پنجابی ادب کے حوالے سے انکی خدمات کو ہر سطح پر سراہا جاتا ہے۔پنجاب انسٹیٹوٹ آف لینگویج، آرٹ اینڈ کلچر بھی انکے زیر سرپرستی ادب کی خدمات پیش کرنے میں مصروف عمل ہے۔انکی موجودگی کو کامیاب تقریب کی ضمانت سمجھا جاتا ہے۔سلیمان جاذب سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا کہ شکریہ" کا لفظ چھوٹا اور بے معنی لگ رہا ہے۔اتنی شاندار تقریب انکا انعقاد بہت کم کم" دیکھنے کو ملتا ہے۔باذوق سامعین کی موجودگی کسی تحفے سے کم نہیں بڑی ،جو دلجمعی سے کلام کو جذب کر رہے ہیں اور داد لُٹا رہے ہیں۔یہ محفل ہمیشہ یاد رکھی جائیگی۔حافظ زاہد علی کی نظامت

کیلئے بھی تعریفی کلمات پیش کئے۔ماضی کے اوراق پلٹے اور حصول تعلیم میں درپیش مشکلات،اپنے پختہ عزم اور والد محترم کے تعاون کے حوالے سے سبق آموز واقعات بھی بیان کئے انہوں نے کہا میرے والد کہ اس جملے نے مجھے بہت حوصلہ دیا کہ ”دنیا سے ڈرنا نہیں“۔۔ عشقِ حقیقی، عشقِ مجازی اور صوفی ازم کے حوالے سے اُنکا نقطہ نظر سامعین نے بڑی دلچسپی سے سنُا۔انہوں نے کہاکے پی کے، سندھ اور بلوچستان میں مادری زبان کو بڑی اہمیت حاصل ہے جبکہ پنجاب میں مادری زبان کو نظرانداز کیا جاتا رہامگر اب ہم بھرپور کوشش کر رہے پنجابی زبان کو اصل وقار حاصل ہو سکے۔ڈاکٹر صاحبہ نے اُردو اور پنجابی کلام سماعتوں کی نذر کرکے تقریب کے وقار کو بلند ترین کر دیا۔ڈاکٹر صغریٰ صدف، قمر ریاض اور نبیل نجم کو تعریفی اسناد پیش کی گئیں جس کے لئے غلام مصطفیٰ، عبدالوحید پال، چوہدری محمد ناصر، منظر شاہ، کاشف اور محمد شہزاد کو سٹیج پر مدوح کیا گیا۔اختتامیہ کلمات پیش کرتے ہوئے منتظمِ محفل سلیمان جاذب نے تمام شرکاء کا خصوصی شکریہ ادا کیا کہ جن کی شرکت اور بھرپور دلچسپی نے محفل کو چار چاند لگا دیئے۔گروپ تصاویر اورپُر تکلف ضیافت کے اہتمام کے ساتھ یہ یادگار ادبی تقریب اختتام پذیر ہوئی۔تقریب میں پیش کئے گئے شعراء کرام کے کلام سے انتخاب قارئین کی نذر۔۔۔۔

زاہد علی درویش

اُسے ملنا ہے روابط جو زرا بہتر ہوں

سو روابط کو وہ بہتر نہیں ہونے دیتا

☆☆☆☆☆

احمد جہانگیر

تیرے پیروں تلے جو آ رہے ہیں
پھول پھولے نہیں سما رہے ہیں

☆☆☆☆☆

حفیظ عامر

ماں کہتی تھی تو مقروض ہے مٹی کا
قرض اُتارا مٹی مٹی ہو گیا میں

☆☆☆☆☆

اختر ملک

وہ راہِ عام پہ اختر کھڑا ہوا تو ہے
مگر وہ شخص مجھے عام سا نہیں لگتا

☆☆☆☆☆

امجد اقبال امجد

پت جھڑ کے موسم دے وچ
سارے پتے چڑھ گئے نیں

☆☆☆☆☆

(سلیمان جاذب (نظم

سنو!۔۔پردیس میں جب عید ہوتی ہے
سبھی خوشیاں سسکتی، مسکراتی، بین کرتیں ہیں

☆☆☆☆☆

نبیل نجم۔

اوہدے ہتھ تے
مہندی سوہنی لگی اے
میرے ہتھ تے اوہدا ہتھ

☆☆☆☆☆

قمر ریاض

چال چاہے چلو محبت کی
چال میں ہم تو آنے والے نہیں

☆☆☆☆☆

صغریٰ صدف

جو روز شہر مدینہ سے ہو کر آتی ہے
میں اس ہوا کو ادب سے سلام کرتی ہوں
مجھے ہے ناز شامل ہوں ان کی اُمت میں
میں آپ اپنا بہت احترام کرتی ہوں

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اولاد۔۔۔ حقیقی اثاثہ، گرانقدر نعمت

گزشتہ دنوں اخبار میں شائع ہونے والی ایک خبر پڑھ کر آنکھیں آبدیدہ ہو گئیں۔ کہ ایک خاتون نے پولیو کے قطرے پلانے کے بہانے سے فیصل آباد کے ایک پرائیویٹ کلینک سے نو مولود بچی کو اغوا کرنے کی ناکام کوشش کی۔ زیرِ حراست خاتون نے اپنے بیان میں کہا کہ وہ بے اولاد ہے اور ماں بننے کی حسرت نے اسے اس حرکت پر مجبور کر دیا۔ آہ۔۔۔۔ مگر ہم اپنے اردگرد نظر دوڑائیں تو کوئی زیادہ بیٹیاں ہونے پر پریشان ہے اور کوئی بیٹوں کی کثرت سے ناخوش۔۔ اِن کم علموں، ناشکروں کو اندازہ ہی نہیں کہ اولاد بیٹیوں کے روپ میں ہو یا بیٹوں کی اللہ تعالی کی عطا کردہ بہت بڑی اور گرانقدر نعمتیں ہے۔اِس نعمت کی قدر اِس خاتون سے پوچھیئے جسکی خالی گود نے اُسے فیصل آباد کی سڑکوں پر ذلیل و خوار کر دیا۔اُس مرد سے پوچھیئے جو دن بھر کا تھکا ہارا شام کو گھر لوٹتا ہے تو نہ کوئی بیٹا اُسکی ٹانگوں کے ساتھ لپٹ جانے کو، نہ کوئی بیٹی گود میں لپک جانے کو دروازے پر منتظر ملتے ہیں۔

اگر ہم اپنے وجود، اس دھرتی، بلکہ کائنات میں موجود ذرے ذرے پر تفکر کریں تو اللہ تعالی کی عطا کردہ نعمتوں کو ہم کسی صورت بھی شمار کر ہی نہیں سکتے مگر

اولاد ہر نعمت سے بڑھ کر تصور کیا جاتی ہے۔بیٹی کے روپ میں ہو تو رحمت ،بیٹے کی روپ میں ہو تو برکت۔۔اور نیک اولاد کے مقابل تو تمام اثاثے بے حثیت اور صفر ہیں۔ہمیں اِس نعمت کی انتہائی قدر کرنی چاہیے کسی شخص نے بزرگ سے پوچھا: میں باپ بننے پر بے حد خوش ہوں ،بھرپور اظہار تشکر کیسے ممکن ہے ؟جواب ملا ''اُولاد کی اچھی تربیت''، قدر کیسے ممکن ہے ؟جواب ملا اُولاد کی اچھی تربیت''،اِن سے حد درجہ محبت کیسے ممکن ہے؟جواب ملا اُولاد کی اچھی تربیت''،تواُولاد کی اچھی تربیت کیسے ممکن ہے؟جواب ملا''قرآن وحدیث ﷺ''۔ہر مومن رب جلیل سے نیک اولاد کی التجا کرتا ہے حتی کہ انبیاء کرام بھی نیک اولاد کے لئے دعائیں کیا کرتے تھے۔جیسا کہ قرآن ال عمران ۳۸) میں ہے۔۔۔''پروردگار ! مجھے اپنے پاس سے نیک اولاد عطا فرما !) بے شک تو دعائیں سننے والا ہے''۔جبکہ سورۃ فرقان (۷۴) میں ہے کہ اور وہ لوگ جو دعا مانگتے ہیں کہ اے پروردگار ہم کو ہماری بیویوں کی طرف سے (دل کا چین) اور اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہم کو پرہیزگاروں کو پیشوا بنا!

۔۔اولاد کی قدر کرنی ہے تو اِس کی اچھی تربیت کرنا ہو گی۔یہ وہ انمول و حقیقی اثاثہ ہے جو بعد از مرگ بھی فائدہ و منافع کا موجب بن سکتی ہے،مگر یہ منحصر ہے والدین کی تربیت پر۔۔جیسا کہ قرآن میں ہے ''اور جان لو کہ تمہارا مال اور تمہاری اولاد تمہارے لئے آزمائش کی چیز ہیں اور اس بات کو بھی جان لو کہ اللہ کے پاس نیکیوں کا بہت بڑا ثواب ہے۔(انفال:۲۸)''۔''اور جو اعمال وہ آگے بھیج چکے

ہیں اور جو نشانات پیچھے چھوڑ گئے سب کو ہم لکھتے ہیں ۔(یسین ۱۰)''۔ مسلم کی حدیث ﷺ ہے کہ ''جب آدمی مر جاتا ہے تو اس کے تمام اعمال کا سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے، سوائے تین کاموں کے کہ انکا سلسلہ جاری رہتا ہے۔۱، صدقہ جاریہ۔ ۲،وہ علم جس سے فائدہ اٹھایا جائے۔ ۳، صالح اولاد جو اس کے حق میں دعائے خیر کرے ''۔۔۔ایک اور حدیث ﷺ میں ہے کہ ''جنت میں آدمی کا درجہ بڑھا دیا جاتا ہے وہ کہتا ہے میرے حق میں یہ کس طرح ہوا؟اس لئے کہ تمہارا بیٹا تمہارے لئے مغفرت طلب کرتا ہے اور اگر تمہارے والد نے توحید کا اقرار کیا اور ان کی زبان بند ہو گئی پھر تم نے ان کی طرف سے صدقہ اور خیرات کیا تو اس سے ان کو نفع ہو گا (مستدرک،حاکم ''

بچوں کی صیح پرورش کے لئے سب سے اہم کردار ماں کا ہے۔۔۔۔ ایک قصہ یاد آگیا ابو ظہبی میں مقیم ایک دوست کے بیٹے عبداللہ نے اپنے ہم عمر دوست ابن نیاز کے ہمراہ، قاری سے قرآن ناظرہ کا آغاز کیا،عبداللہ نے عرصہ قلیل میں قرآن ختم کر لیا۔ جبکہ ابن نیاز چند سپارے ہی مکمل کر پایا۔ابن نیاز کے والدین نے قاری سے شکوہ کیا کہ ہمارا بیٹا اپنے دوست سے کیوں پیچھے رہ گیا؟۔وضاحتی جواب ملا کہ کیا آپ جانتے ہیں ، کہ عبداللہ کی تعلیم وتربیت قبل از پیدائش ہی شروع ہو چکی تھی؟ ماں کی کوک میں تھا جب اس کے والدین مجھ سے تفسیرِ قرآن پڑھا کرتے تھے ۔تو وہ نور جو انکی روحوں میں رچ بس رہا تھا کیونکر اُن کی اولاد

کو بھی اپنے حصار میں نہ لیتا۔ سبحان اللہ۔۔

ماں کی میٹھی گود اولاد کے لئے پہلا مسکن اور پہلی درس گاہ ہے۔ باپ بھی اپنے فرائض سے کسی صورت سبکدوش نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالی قرآن میں فرماتے ہیں کہ "اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنی اولاد کو دوزخ کے آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہوں گے، جس پر تند خو سخت مزاج فرشتے مقرر ہیں اللہ نے ان کو جو حکم دیا ہے اس کی نافرمانی نہیں کرتے اور جو حکم ان کو ملتا ہے اسے بجالاتے ہیں (تحریم۔٦)"

بہترین تربیت سے اولاد کو نیک بنانا والدین کی ایک اولین فرائض اور اہم ذمہ داریوں میں شامل ہے، تاکہ اُولاد آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کے سکون کا باعث بنے۔ بخاریؒ شریف کی ایک حدیثِ نبوی ﷺ کے مطابق "ہر بچہ دین فطرت پر پیدا ہوتا ہے، پھر اسکے والدین یا تو اسے آتش پرست بنا لیتے ہیں یا یہودی، یا نصرانی بنا دیتے ہیں"۔ والدین کو چاہیے کہ اپنی اولاد کی ابدی زندگی میں کامیابی کے لئے بہترین تربیت کی جائے جسکے لئے پہلے ۲ سال بہت اہم ہیں۔۔۔ جو کہا جائے گا جو کیا جائے گا بچہ کے ذہن میں پختہ ہوتا رہتا ہے۔ ویب سائیٹ پے شائع ایک ماہرین نفسیات کی رپورٹ کے مطابق، ابتدائی دو سال ذہن کی نشو ونما کے لئے انتہائی اہم ہے، ان دو سالوں میں بچوں میں پچاس فیصد ذہانت تشکیل پا جاتی ہے اور ۸ سال کی عمر تک پہنچنے تک تقریباً اسی فیصد ذہن نشو ونما مکمل ہو جاتی ہے۔

بہترین تربیت کے لئے سب سے پہلے ضروری ہے کہ انہیں نماز کی جانب راغب کیا جائے ۔حدیث ﷺ کے مطابق ۔۔۔جب بچہ کی عمر سات سال کی ہو جائے تو اسے نماز کا حکم دو، پھر جب وہ دس سال کا ہو جائے تو نماز نہ پڑھنے پر اسے سزا دو اس کا بستر علیحدہ کر دو ابوداؤد، حاکم، مستدرک)۔دعائے ابراھیمی ہے کہ ''یااللہ مجھے نماز کا پابند بنادے اور) میری اولاد کو بھی ،اے اللہ میری دعا قبول فرما (ابراھیم ۴۰)''۔صرف نماز کا پابند نہیں ،بلکہ اہتمام کے ساتھ نماز کی پابندی کا عادی بنایا جائے۔۔یعنی وضو کے لئے تمام احکامات ،اول وقت کا خیال، خشوع خضوع اوراسلامی و جائز دعاؤں کا خیال رکھا جائے ۔ایسا کرنے سے خوفِ خدا، پاکیزگی ،وقت کی قدر، اسلامی قدروں کا احترام، عاجزی و انکساری، قرآن کی تلاوت کا شوق، دین سے لگاؤاور حقوق و فرائض سے آگہی پیدا ہوگی۔ اپنے قول و عمل سے اولاد کو سچ بولنے کی تربیت کی جائے اور جھوٹ سے ہر صورت دور رکھا جائے ۔۔ حضرت عبداللہ بن عامر سے روایت ہے، فرمائے ہیں کہ ایک روز حضور ﷺ ہمارے گھر تشریف فرماتھے۔اتنے میں میری والدہ نے مجھے بلا کر کہا، آ میں تجھے ایک چیز دیتی ہوں ! حضور ﷺ نے میری والدہ سے فرمایا''تم اسے کیا چیز دینا چاہتی ہو؟ انہوں نے کہا میں اسے ایک چھوہارہ دیتی ہوں ! آپ نے فرمایااگر اب تم اسے کچھ نہ دو گی، تو تمہارے خلاف ایک جھوٹ لکھ دیا

جائیگا (ابوداؤد) ۔ہمارے معاشرے میں معمولی وجوہات اور ہر عام مواقع پر دانستہ و نادانستہ جھوٹ بول دیا، یا بلوا دیا جاتا ہے اُور بغیر احساس کے، کہ اولاد پر بہت بُرا اثر پڑے گا۔ جیسے کہ جس سے بات نہ کرنی ہو یا بوجہ تھکاوٹ ملنے کو جی نہ چاہے تو فون آنے یا گھر پر دستک ہونے پر اولاد کے ذریعے یہ کہلوا دیا جاتا ہے کہ باپ گھر پر نہیں۔یہ عادت آہستہ آہستہ بچے میں بھی پروان چڑھتی رہتی ہے۔ جس سے پرہیز بہت ضروری ہے۔ کیونکہ جھوٹ تو فتنا، فساد کا سبب بنتا ہے، دل مردہ کر دیتا ہے اور یہ بے حسی چغلی، غیبت، حقائق سے نظریں چرانا، سنی سنائی باتوں کو پھیلا دینے والیں سنگین بیماریوں کو جنم دیتا ہے۔جس سے دنیا تو خراب ہوتی ہی ہے اور آخرت بھی برباد ہونے کا خدشہ رہتا ہے۔

اسی طرح اولاد کو بچپن ہی سے کام کی عادت ڈالی جائے۔جس سے بچہ میں احساس ذمہ داری بڑھتی ہے اور چھوٹے سے شفقت اور بڑوں کی خدمت و اطاعت اور تعظیم و تکریم کا جذبہ پیدا ہوتا ہے، لڑکیاں ہو تو سسرال میں سب کی آنکھوں کا تارا بنے گی اور لڑکا ہو تو والدین کے بڑھاپے کا حقیقی سہارا بنے گا۔ادب سیکھانے کے حوالے سے ترمذی کی حدیث ﷺ ہے کہ ”انسان کا اپنے بیٹے کو ادب سکھانا ایک صاح صدقہ کرنے سے بہتر ہے۔مقولہ ہے۔ جو اپنی اولاد کو ادب سکھاتا ہے وہ دشمن کو ذلیل و خوار کرتا ہے۔۔اپنی اولاد میں مساوات رکھی جائے۔ؒ بخاری شریف

کی ایک حدیث کا مفہوم ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اپنی اولاد کے درمیان انصاف قائم کرو۔۔۔ ''حضرت انس سے نقل ہے کہ ایک صاحب حضور ﷺ کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے۔اتنے میں ان کا ایک لڑکا آیا،انہوں نے اس کا بوسہ لیا اور اپنے زانو پر بٹھالیا۔پھر ان کی بیٹی آئی،انہوں نے اس کو سامنے بٹھا لیا،حضور ﷺ نے فرمایا تم نے دونوں کے ساتھ یکساں سلوک نہیں کیا''۔ایسا کرنے سے کسی کے بگڑنے کے اور کسی میں احساس کمتری کے پیدا ہو جانے کے خدشات موجود رہتے ہیں ۔۔اپنی اولاد کو اچھی اور دینی تعلیمات سے ضرور آراستہ کیا جائے جبکہ اولاد پر ٹیکنالوجی کے اس جدید دور میں کمپیوٹر اور موبائل کے استعمال بارے کڑی نظر بھی رکھی جائے ۔۔بے جا مار پیٹ سے گریز کرنا چاہیے کیونکہ چھوٹی چھوٹی باتوں پر ڈانٹ ڈپٹ اولاد کو ضدی بنا دیتی ہے۔بے جا روک ٹوک صلاحیتوں کو اُبھرنے نہیں دیتے۔۔ہر ممکن کوشش کرنی چاہیے کہ اپنے غصے کو قابو میں رکھ کر بات نرم سے نرم لہجے اور پیار و شفقت سے ہی سمجھائی جائے ۔اُنکی صلاحیتوں اور مزاج کا خیال رکھنا چاہیے۔جبکہ ہر مناسب و غیر مناسب فرمائشوں کو من و عن مان لینے سے لالچ و خواہشات کی حوس کو ہوا ملتی ہے،والدین کی دعاؤں سے اولاد کے دو جہانوں کی کامیابیاں وابستہ ہیں اس لئے والدین انجانے میں بھی اپنی اولاد کو بد دعا نہ دیں۔

اولاد کی تربیت کے لئے رہنما اصولوں کے لئے۔۔۔۔ ایک روایت کے مطابق امام

جعفر صادقؑ فرماتے ہیں کہ اُنکے والد محترم امام باقرؑ نے انہیں پانچ قسم کے لوگوں، جھوٹے، بخیل، فاجر و فاسق، بے وقوف اور قطع رحمی کرنے والے سے دوستی کرنے سے منع فرمایا۔ اسی طرح اولاد کی تربیت بارے شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں کہ، بچے کی عمر ۱۰ سال سے زیادہ ہو جائے تو اسے نا محرموں اور ایروں غیروں میں نہ بیٹھنے دو، زیادہ لاڈ پیار نہ کرو، استاد کا ادب سکھاؤ، استاد کی سختی سہنے کی عادت ڈالو، بچے کی تمام ضروریات خود پوری کرو اور عمدہ طریقے پر کرو کہ وہ دوسروں کی طرف نہ دیکھے، شروع میں پڑھاتے وقت بچے کی تعریف کرو، حوصلہ افزائی کرو، شاباش دو، جب وہ اس طرف راغب ہو جائے تو اسے اچھے اور برے کی تمیز سکھاؤ، اور ضرورت کے وقت سختی بھی کرو، کوئی ہنر بھی سکھاؤ تاکہ کبھی کسی کے آگے ہاتھ نہ پھیلائے، کڑی نظر رکھو تاکہ بری صحبت میں نہ بیٹھے، اچھے اخلاق کی تعلیم دو۔ ایک روایت کے مطابق حضرت لقمانؑ نے بیٹے کو نصیحت کی کہ نماز کے وقت اپنے دل کو قابو میں رکھو، دستر خوان پر اپنے ہاتھ کو قابو میں رکھو، کسی کے گھر میں جا کر اپنی آنکھوں کو قابو میں رکھو، کسی محفل میں بیٹھو تو اپنی زبان کو قابو میں رکھو، اللہ اور موت کو ہمیشہ یاد رکھو اور اپنی نیکیاں اور دوسروں کو برائیاں بھلا دو۔

مختصراً یہ کہ۔ اگر ہم اپنی اولادوں کی ذہن سازی صرف و صرف توحید کی بنیادوں پر کریں اور ان میں، نماز کا اہتمام کرنے، قرآن کی تلاوت کرنے۔ حقوق

اللہ، حقوق العباد، حقوق والدین کا خیال رکھنے۔ہمسائیوں سے محبت کرنے۔فراغت کے لمحات میں سیرت النبی ﷺ اور حیات الصحابہ کو مطالعہ کرنے۔ادب کو ملحوظِ خاطر رکھنے۔آداب کا خیال رکھنے۔ سلام میں پہل کرنے۔ ملنے پر الحمداللہ کہنے۔نا ملنے پر صبر کرنے۔ کسی کے شکر گزار ہونے پر جزاک اللہ کہنے۔گناہ سے بچنے کے لئے استغفراللہ کہنے۔ارادے کے اظہار پر انشاءاللہ تعالی کہنے۔ کسی کی خوشیوں میں خوش ہونے اور غم میں غمگین ہونے۔ کوتاہی پے معافی مانگنے۔ کسی کو بُرے کلمات سے نہ پکارنے۔ہر بات اور واقع سے مثبت پہلو تلاش کرنے،بدگمانی سے دامن بچانے۔وعدہ کی پاسداری کرنے۔بحث ومباحثہ سے پرہیز کرنے۔ جھوٹ سے بچنے۔۔لہجہ دھیما اور آہستہ آواز رکھنے۔قہقوں سے پرہیز کرنے۔ چغلی وغیبت نہ کرنے۔زبان و نظر پے قابو رکھنے۔ بیٹیوں کے پردے کا اہتمام کرنے کی عادات کو پختہ کیا جائے۔۔۔۔۔لیکن ۔۔۔اگر خود کا عملی نمونہ پیش کیا جائے تو بے شک حکمِ خداوندی سے آج بھی مومن ماؤں کے پاکیزہ بطن سے عمر بن عبدالعزیزؒ جیسے عاجز متقی عادل حکمران۔امام شافعیؒ اور امام ابو حنیفہؒ جیسے سفیرانِ حرم۔ علی ہجویریؒ اور نظام الدین اولیاؒ جیسے عظیم مبلغ اسلام۔رابعہ بصریؒ جیسی پاک دامن پارسا خاتون۔جنید بغدادیؒ جیسے باکمال منصف۔ محمد بن قاسم جیسے مجاہد اسلام۔ مجدد الف ثانیؒ جیسے انقلابی داعیِ اسلام۔نور الدین زنگی اور صلاح الدین ایوبیجیسے دلیر سپاسالار و مقبول ترین فاتحین۔ عبدالقادر جیلانیؒ، بہاؤالدین زکریا، حضرت مالک ابن دینار اور حضرت عبداللہ ابن مبارک جیسے

محافظِ اسلام و اولیاء کرام پیدا ضرور ہونگے ۔ آمین

نہرہ ہومز بزنس کمیونٹی۔۔جذبہ خدمت سے سرشار

یہی ہے عبادت یہی دین و ایماں
کہ کام آئے دنیا میں انساں کے انساں

حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ "آنحضرت ﷺ نے فرمایا، تمام مخلوقات اللہ تعالی کی عیال ہیں اور اللہ تعالی کو اپنی مخلوقات میں سے وہ شخص بہت پسند ہے جو اس کی عیال (یعنی مخلوق) کے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہے"۔خدمت انسانیت کا جذبہ سرِ راہ گرے انسان کی مدد کے لئے قطعی یہ دریافت نہیں کرتا کہ آیا اِسکا تعلق کس مذہب، مسلک، قوم یا قبیلے سے ہے۔اور اِس خدمتِ انسانیت، کی تعلیمات ہر مذہب میں موجود ہیں مگر اسلام جو سلامتی اور امن کا دین ہے، میں اسکا معنی و مفہوم بہت واضح اور دائرہ کار نہایت وسیع ہے۔اسلام میں خدمت خلق درحقیقت ایک قسم کا صدقہ جاریہ ہی ہے جس سے ہم اپنی دنیا اور آخرت سنوار سکتے ہیں۔حضرت محمد ﷺ نے فرمایا کہ اپنے بھائی کی خوشی کی خاطر ذرا مسکرا دینا بھی صدقہ ہے، کسی بے نشان زمین پر کسی کو راستہ بتا دینا بھی صدقہ ہے، جس شخص کی نظر کمزور ہو اس کی مدد کر دینا بھی صدقہ ہے،اپنے ڈول سے اپنے بھائی کے ڈول میں پانی ڈال دینا بھی صدقہ ہے، تم جو ایک دفعہ اللہ کی تسبیح کرتے ہو یہ بھی صدقہ ہے کسی بھلائی کا حکم دینا بھی صدقہ ہے، برائی سے روکنا بھی صدقہ ہے، راستے سے کانٹے وغیرہ تکلیف دینے والی چیز کا ہٹا

دینا بھی صدقہ ہے وہ آدمیوں میں صلح کرا دینا بھی صدقہ ہے اور اگر تم کسی شخص کو اس کی سواری پر چڑھنے میں مدد دو تاکہ وہ سہولت سے چڑھ جائے تو بھی صدقہ ہے ترمذی، مسلم اور بخاری کی احادیث کا مفہوم) ۔)

ہر غم اور ہر خوشی بانٹ لینی چاہیے
آپس میں زندگی بانٹ لینی چاہیے

الحمداللہ ہمارا شمار دنیا کی زندہ قوموں میں ہوتا ہے۔ کیونکہ قوم ہمیشہ وہی زندہ کہلاتی ہے جو سوچ و طبقات سے بالاتر ہو کر خلقِ خدا کی خدمت کا جذبہ رکھتی ہو جو دوسروں کی خوشی کو بڑھانے اور غمی کو بانٹنے کی احساسِ ذمہ داری سے باخوبی آگاہ ہو۔ یہ

خدمت۔۔۔ دین، علماء کرام، والدین، اساتذہ، عزیز و اقارب ،اپنے دیس اور اپنی کمیونٹی کی بھی ہو سکتی ہے۔ کوئی قلم سے خدمت کر رہا ہے تو کوئی تلوار سے ، کوئی اپنے اقوال سے خدمت میں مصروف عمل ہے تو کوئی عمل سے، کوئی صاحب استطاعت خدمات پیش کرنے لئے اپنے مال کا سہارا لیتا ہے تو کوئی تسلی کے چند الفاظ کا، کوئی زخموں پر مرہم رکھتا ہے اور زخم لگنے نہیں دیتا، کسی کے پاس اقتدار ہے تو کسی کے پاس اقدار، کوئی انفرادی طور پر پیش پیش ہے تو کوئی ادارے کی صورت میں،مذہب کے اعتبار سے دیکھا جائے تو دنیا میں سب سے زیادہ متحرک و فعال خدمتِ خلق کے سرکاری و غیر سرکاری فلاحی ادارے اسلامی ہیں جسے دیگر مذاہب میں ہر سطح پر تسلیم بھی کیا گیا ہے اور

سراہا بھی جاتا ہے، یہ ادارے فروغِ تعلیم، صحت کی سہولیات ،کاروباری شخصیات میں باہمی مدد و تعاون، محتاج و ضرورت مند و مصیبت زدہ کی مدد وغیرہ میں اپنا موثر اور بے لوث کردار ادا کر رہے ہیں۔ ہمارے اسلامی معاشرے میں مخلوق خدا کی خدمت کے انداز اور طریقہ کار کا خاموش سمندر اتنا وسیع و عریض ہے کہ اِسے چند جملوں یا صفحات کے کوزے میں قید نہیں کیا جاسکتا۔ حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم اگر تیرے ذریعے ایک آدمی کو ہدایت مل جائے تو وہ تیرے لئے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔

مناسب ہدایات ،بروقت فیصلے، مثبت اقدامات، صیح معلومات اور بہترین راہوں کے تعین کے لئے اہل علم اور تجربہ کار حضرات سے باہمی مشاورت اور ان کارآمند مشورں اور رہنمائی سے دیگر کو آگاہی کے لئے دیار غیر میں ایک ایسا ہی فلاحی ادارہ ''نہرہ ہومز بزنس کمیونٹی، دبئی'' کے نام سے کمیونٹی کے کاروباری افراد کے لئے جنوری ۲۰۱۵ سے خدمات پیش کر رہا ہے۔مذہب، قومیت، صوبائیت، نسل کو بالاطاق رکھتے ہوئے اس فورم پے باہمی محبت ،اخوت،خدمت اور تعاون کا قابل دید منظر الفاظ میں بیان نہیں کیا جاسکتا۔اس فورم کے فاونڈر ممبرز کی تعداد ۱۸ہے۔بنیادی طور پراس فورم کے قیام کا مقصد دیارِ غیر میں مقیم محدود پیمانے پر کاروبار کرنے والیں شخصیات کے high profile business personalities سے اچھے کاروباری روابط استوار کرانا۔ باہمی دلچسپی کے امور پر تبادلہ خیال کے لئے خوشگوار ماحول فراہم کرنا اور ر

referances

شیئر کرنا۔طے شدہ پروگرام کے تحت.بروز ہفتہ دبئی کی پرائم لوکیشن.برج خلیفہ ایریا میں واقع نہرہ ہومز کے آفس میں ۸۰ سے ۱۰۰بزنس مین اکٹھے ہوتے ہیں جو اپنے تعارف کے ساتھ ساتھ کوئی نہ کوئی بزنس پلان بھی آفر کرتے ہیں۔رہنمائی، قوانین اور دیگر معلومات کی فراہمی کے لئے دبئی چیمبر آف کامرس، امیگریشن، لیبر آفس اور دبئی پولیس کے علاوہ پاکستانی کونصلیٹ کے نمائندگاں بھی گاہے بگاہے حاضر رہتے ہیں۔تقریباسات ماہ کے قلیل مدت میں ۴۱۶۰افراد اس کی باقاعدہ ممبرشپ حاصل کر چکے ہیں۔اس پلیٹ فورم کے قیام کے مقاصد بارے پوچھے گئے سوال پر نہرہ ہومز.بزنس کمیونٹی کے چیئرمین و بانی غلام مصطفیٰ نہرہ کا کہنا ہے کہ دبئی کے بہترین قوانین اور بڑی مارکیٹ ہونے کے باعث دنیا بھر سے کاروبار کی غرض سے افراد اپنا پیسہ لیکر یہاں آتے ہیں مگر محدود معلومات انہیں کسی نہ کسی پریشانی سے دوچار کر دیتی ہے جبکہ اس پلیٹ فورم کے توسط سے انہیں طویل المدت پالیسیوں کے حوالے سے بلامعاوضہ مشورے فراہم کئے جاتے ہیں ۔اس سوال کے جواب میں کہ ”بزنس کونسل جیسے ادارے کی موجودگی میں اس پلیٹ فورم کی کیا افادیت ہے؟“ اُن کا کہنا ہے کہ جو کاروباری حضرات پہلے ہی سے مالی مسائل کا شکار ہوں وہ.بزنس کونسل کی ممبرشپ فیس درہم، کیسے ادا کرپائیں گے؟جس سے عزت نفس بھی مجروح ہوتی ہے۔جبکہ ہم ۱۰۰۰ کوئی چندہ و فیس طلب نہیں کرتے۔دبئی قوانین کے مطابق ایسوسی ایشن کا گروپ تشکیل نہیں دیا جاسکتا اس لئے اس فورم کو کمپنی کے نام سے ہی شروع کیا گیا ہے جو کہ دبئی

چیمبر آف کامرس سے باقاعدہ منظور شدہ ہے۔اب تک سو سے زاید بیروزگار اس فورم کے توسط سے باعزت نوکریاں حاصل کر چکے ہیں۔۲۵ کے قریب پریشان حال کاروباری حضرات کے لائسنز کی تجدید ہو چکی ہے۔ جبکہ انکی کوئی مالی معاونت نہیں کی گئی بلکہ باہمی مشوروں سے انہیں انکے حسب منشا کام کے مواقع فراہم کئے گئے ہیں۔۔اسی طرح قونصلیٹ کی مدد سے دو اوورسیز پاکستانیز جو کہ اچانک حادثہ کی صورت میں وفات پا گئے تھے کہ میت کو پاکستان روانہ کیا گیا ہے۔اہل خانہ کے لئے انشورنس کیس فائل کئے گئے ہیں۔

تمنا درد دل کی ہو تو کر خدمت فقیروں کی
نہیں ملتا یہ گوہر بادشاہوں کے خزینوں میں۔

جس انداز و سرعت سے کاروباری شخصیات کو بلا معاوضہ اور بے غرض فواہد پہنچانے کے غلام مصطفیٰ نہرہ کی زیرِ سرپرستی نہرہ ہومز بزنس کمیونٹی فورم دن رات اپنی بے لوث خدمات پیش کر رہا ہے دیارِ غیر میں ایسی کوئی مثال نہیں ملتی۔دبئی متحدہ عرب امارات میں ’’نہرہ ہومز بزنس کمیونٹی فورم کو اگر خدمت کا دوسرا نام‘‘ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔آیئے۔انسان خدمت سوچ کو پروان چڑھاتے ہوئے اس پلیٹ فورم کے حوالے سے آگاہی مہم کا آغاز کرکے ہم اس کارخیر میں اپنا حصہ ڈالیں۔ ہو سکتا ہے ہماری اِس ادنی سی کاوش سے کسی کے لئے روزگار کا حصول ممکن ہو جائے یا کسی کے کاروبار کی ڈوبتی سفینہ کو

کنارہ مل جائے۔

بات سیدھی سی ہے۔۔۔۔۔

ایک بار پھر پرچم لہرائے جائیں گے، عمارتوں پے شاندار جگ مگ کرتے برقی قمقموں کے سہرے، گھروں میں جھنڈیاں اور سینوں پر جھنڈے سجائے جائیں گے۔ پریڈ ہو گی اور بوٹوں کی دھمک سے تن بدن میں ایک نیا ولولہ ہلچل مچائے گا۔ مزار قائد پے عقیدت کے گلدستے نچھاور ہونگے۔ سیاسی قائدین کے حب الوطنی سے سرشار پیغامات اخبارات و خبروں کی زینت بنے گے۔ بچوں کے ''جیوے جیوے پاکستان''، ''ہم زندہ قوم ہیں''، ''یہ وطن تمہارا ہے'' جیسے گنگناتے خوبصورت ملی نغموں سے ہمارا سینا فخر سے تن جائے گا۔ ''پاکستان زندہ باد'' کے نعروں سے لکھے بینر اُٹھائے اہلیان وطن گزرگاہوں پر دھمال ڈالیں گے۔ ڈھول بجے گے۔ توپیں چلیں گی۔ آتش بازیوں سے آسمان چمک اُٹھے گا۔ رنگ برنگی خصوصی نشریات سے ٹی وی چینلز دن بھر وطن سے محبت کا دم بھرتے نظر آئیں گے۔ سوشل میڈیا پے بھی دلکش ڈیزائن کئے ہوئے انفرادی اور اجتماعی مبارکبادوں کے پیغامات کا بھرپور تبادلہ چلتا رہے گا۔ دعوتیں اُڑائیں جائیں گی۔ مساجد میں خصوصی دعائیں ہوں گی۔ اخبارات، میگزین خصوصی شمارے پر نظر ڈورائیں تو فریضہِ حب الوطنی نبھانے کے لئے اہل قلم بھی میدان میں سب سے آگے ملیں گے۔ کسی کا موضوع ہو گا کہ ''ہم آزاد ہیں'' اور کسی کا ''کیا ہم آزاد ہیں؟؟''۔ کوئی اپنی تحریر میں قائد اعظم کی جرات کو

سلام پیش کرے گا تو کوئی علامہ اقبال کو خراج تحسین۔۔ گویا ہر کوئی وطن کی بقاء اور ترقی کے لئے ہمہ تن تیار نظر آئیگا۔

کہیں جلسہِ عام میں دھواں دھار تقریریں ہوں گی۔اور کہیں محفلِ خاص میں قائدِاعظم محمد علی جناحؒ کے یہ فرمودات، جو اپنے آپ میں آئین کا درجہ رکھتے ہیں، سبق کی طرح دہرائیں جائیں گے کہ آپؒ نے فرمایا۔۔۔''اسلامی حکومت کے تصور کا یہ امتیاز پیش نظر رہنا چاہیے کہ اس میں اطاعت اور وفاکشی کا مرجع خدا کی ذات ہے، جس کی تعمیل کا عملی ذریعہ قرآن مجید کے احکام اور اصول ہیں۔اسلام میں اصلًا نہ کسی بادشاہ کی اطاعت ہے،نہ پارلیمنٹ کی،نہ کسی شخص اور ادارے کی'' ۔۔۔۔۔۔۔''قرآن مجید کے احکام ہی سیاست و معاشرت میں ہماری آزادی اور پابندی کی حدود متعین کر سکتے ہں۔دوسرے الفاظ میں اسلامی حکومت قرآن کے اصول و احکام کی حکومت ہے'' ۔۔۔۔۔۔''مجھ سے اکثر پوچھا جاتا ہے کہ پاکستان کا طرز حکومت کیا ہوگا؟ پاکستان کے طرز حکومت کا تعین کرنے والا میں کون ہوتا ہوں۔ مسلمانوں کا طرز حکومت آج سے تیرہ سو سال قبل قرآن کریم نے وضاحت کے ساتھ بیان کر دیا تھا۔الحمداللہ قرآن مجید ہماری رہنمائی کے لئے موجود ہے اور قیامت تک موجود رہے گا'' ۔۔۔۔۔۔''مسلمان جھکنے کے لئے پیدا نہیں ہوا۔اگر اسے جھکانے کی کوشش کی گئی۔تو بابر بن جائیگا۔یہ ٹیپو سلطان کی صورت میں نمودار ہوگا۔یہ مر جائیگا۔لیکن محکومی قبول نہ کرے گا'' ۔۔۔۔۔۔''جدوجہد

صرف مسلمانوں ہی کے لئے مخصوص نہیں ہے۔ بلکہ اس کا دستر خوان ہر فرقہ کے لئے بچھا ہوا ہے اور وہ ہر فرقے کے حقوق کے تحفظ کو اپنا فرض اولین سمجھتی ہے"۔۔۔۔۔"میں آپ کو مصروف عمل ہونے کی تاکید کرتا ہوں کام کام اور بس کام۔ سکون کی خاطر، صبر و برداشت اور انکساری کے ساتھ اپنی قوم کی سچی خدمت کرتے جائیں" ۔۔۔۔"ہم جتنی زیادہ تکلیفیں سہنا اور قربانیاں دینا سیکھیں گے، اتنی ہی زیادہ پاکیزہ، خالص اور مضبوط قوم کی حثیت سے ابھریں گے جیسے سونا آگے میں تپ کر کندن بن جاتا ہے"۔۔۔۔۔"یہ تلوار جو آپ نے مجھے عنایت کی ہے صرف حفاظت کے لئے اٹھے گی۔ لیکن فی الحال جو سب سے ضروری امر ہے وہ تعلیم ہے۔ علم تلوار سے بھی زیادہ طاقتور ہوتا ہے جایئے اور علم حاصل کیجئے"۔۔۔۔"اگر ہم اس عظیم مملکت پاکستان کو خوش اور خوش حال بناتا چاہتے ہیں تو ہمیں اپنی پوری توجہ لوگوں بالخصوص غریب طبقے کی فلاح و بہبود پر مرکوز کرنی پڑے گی"۔۔۔۔"ہمیں کبھی بھی تہذیب و شرافت کو ہاتھ سے نہیں چھوڑنا چاہیے۔ جبکہ ایک موقع پر انہوں نے یہ بھی فرمایا کہ ہر مسلمان کو دیانتداری، خلوص اور بے غرضی سے پاکستان کی خدمت کرنی چاہیے"۔۔۔اور بہت کچھ۔۔۔۔

دن بھر خون کو گرما دینے والا ایسا خوشگوار احساس ملے گا کہ پاکستان ۱۴اگست ۱۹۴۷ کو نہیں بلکہ آج آزاد ہوا ہے اور ہم نے غلامی کی بیڑیاں توڑ کر آج ہی اِس پاک سرزمین پر اس عزم کے ساتھ قدم جمائے ہیں کہ محمد علی جناح کے

پاکستان کو حقیقی اسلامی، جمہوری، فلاحی ریاست بنائیں گے۔۔۔ مگر۔۔۔ایسا نہ ہو کہ اِس بار بھی شام ڈھلتے ہی سب بدلنے لگے۔ قائدِ ملت کے فرمودات سے ماخوز، اسلام، امید، ہمت ،اتحاد، یقین، منظم، خود مختاری، دیانت داری، خلوص، بے
غرضی، اخلاقیات، سچائی، انصاف، علم ، عمل، تہذیب ، شرافت، سادگی، اخوت، بھائی چارہ اور حقوق کے تحفظ کا دہرایا گیا درس رات کی اندھیری چادر میں گم ہونے لگے
۔۔ جھنڈے جھنڈیوں کے ساتھ ساتھ جانثاری کا خمار بھی اُترنے لگے۔۔ ملی نغموں کا اثر مدھم ہوتے ہی غیر ملکی گیت کانوں میں رس گھولنے لگیں۔ حکمرانوں کے بلند و بانگ دعوے ہوامیں تحلیل ہونے لگے۔ سیاستدانوں کے تیور چڑھنے لگے۔چینلز پر مغربی یلغار تلے تہذیب مرنے لگے۔ دو قومی نظریہ کا دم گھٹنے لگے۔ اہل قلم پھر موضوعِ وطن و جانثارِ وطن سے ہٹ کر وہی مخصوص موضوعات پر لکھنے لگے اور ٹی وی پروگرامز میں مایہ ناز تبصرہ نگار روایتی انداز میں ایک دوسروں کی پگڑیاں اُچھال کر اپنی ریٹنگ بڑھانے لگیں۔ عشقِ وطن میں دھمال ڈالنے والوں میں وہی نسلی، صوبائی، مسلکی اختلافات سرِبازار رقص کرنے لگے۔کاش اِس جشن آزادی کے روز کا نظر آنے والا جذبہ وجنون ہر روز ہم پر طاری رہے تاکہ جن قسموں، وعدوں، ارادوں، دعووں کا اظہار کیا ہے حصولِ منزل کے لئے اُس پر عمل پیرا بھی نظر آئیں۔۔۔
بات سیدھی سی ہے کہ یہ تبھی ممکن ہے جب ہمیں آزادی کا صیح مفہوم اور اِس کی

حقیقی قدر ہو گی اور دل میں وطن سے چاہت اپنے اصل رنگ میں رچ بس جائے گی۔۔۔۔بغیر کسی لمبی تمہید ،الفاظ کے پیچ و خم اور جملوں کے بناؤ سنگھار کے ۔۔چند سطروں میں اختتام پر ہی اکتفا کرونگا کہ دوسرے پر انگلی اُٹھانے سے بہتر ہے اپنے گریبان میں جھانکیں۔۔اور یاد رکھیئے کہ جس دن سے ہم نے اپنے گھر کے باہر سے دوسرے کا کچرا بھی اُٹھانا شروع کر دیا سمجھ لیں کہ ہمارے اندر وطن سے محبت کا پہلا دیپ جل گیا اور جس دن چوراہے کی لال بتی نے ہمیں روک لیا تو یقین جانیئے کہ ہمارے جذبات میں وطن عزیز کے قوانین کی قدر کا دیا بھی روشن ہو گیا ہے۔اور جس دن ذاتی مفادات سے بالاتر ہو کر مکمل سوچ وچار اور احساسِ ذمہ داری کے ساتھ ہم نے اپنے ووٹ کا صیح استعمال کر لیا تو یہ تصدیق ہے کہ ہم کو خود سے، آٹھارہ کروڑ عوام سے اور اپنی آنے والی نسلوں سے پیار ہو گیا ہے۔۔۔

اگست ۔۔۔ بے مثال قربانیوں کا مہینہ

ماہِ محرم اسلام کی سربلندی کے لئے عظیم قربانیوں کی یاد دلاتا ہے جبکہ ماہِ اگست میں اس کرہ عرض پر اسلام کے نام پر لی گئی دوسری سلطنت خداداد پاکستان کے حصول اور بقاء و سلامتی کی خاطر بے مثال قربانیوں کی داستانیں رقم ہوئیں ہیں۔ چاہے ہم اگست میں آزادی کا جشن جتنے بھی جوش و خروش، جذبہ و جنون سے منالیں مگر اِس آزادی کے حصول میں دی گئی لاکھوں قربانیوں کو کبھی بھی بھولا نہیں سکتے۔ ہجرت کی داستانیں اتنی دلخراش اور طویل ہیں کہ انہیں قرطاس و قلم کی زینت بنانا اِس ناچیز کیلئے مشکل ہی نہیں ناممکن بھی ہے۔ ایک طرف ماہِ اگست میں حصول پاکستان کی خاطر دی گئی قربانیاں ہر پاکستانی کے دل کو جھنجوڑ دیتی ہیں تو دوسری طرف اسی ماہ میں تحفظِ پاکستان کے خاطر نچھاور کی گئی محبانِ وطن کی جانیں یہ باور کراتیں ہیں کہ کوئی مائی لال اس وطن عزیز پر میلی آنکھ سے نہیں دیکھ سکتا۔

۲۰ اگست ۱۹۷۱ جب نوعمر راشد منہاس پائلٹ آفیسر بننے کے بعد تیسری تنہا پرواز کے لئے نکلے تو غدار انسٹرکٹر سیفٹی فلائٹ آفیسر مطیع الرحمان نے ریڈ سگنل دے کر اس ارادے سے کاک پٹ میں داخل ہو گئے کہ طیارے کا رخ بھارت کی

جانب موڑا جائیگا۔ مگر راشد منہاس نے بروقت ماری پوڑ کنٹرول ٹاور سے رابطہ کرکے مذاحمت کی ہدایت حاصل کی۔ پانچ منٹ کی کشمکش کے بعد راشد منہاس نے طیارے کا رخ زمین کی جانب کرکے شہادت کو گلے لگا کر دشمن کی سازش کو ناکام بنا دیا۔ انہیں نشانِ حیدر سے نوازا گیا۔ راشد منہاس نے اپنی شہادت سے چند روز قبل ہی اپنی ہمشیرہ سے اس تمنا کا اظہار کیا تھا کہ ''میں جنگی قیدی بننے سے مرجانا بہتر سمجھتا ہوں''۔ انکی مرقد پر لکھا ہے۔

پرواز ہے دونوں کی اسی ایک فضا میں۔۔ مومن کا نشاں اور منافق کا نشاں اور

راشد کی شہادت پہ ہے اقبال کا یہ قول۔۔ کرگس کا جہاں اور ہے شاہین کا جہاں اور

۱۷ اگست ۱۹۸۸ کو جنرل ضیاء الحق، آئی ایس آئی کی پوری ٹیم اوراعلی امریکی عہداروں کے ساتھ ایک طیارہ حادثے میں شہید ہو گئے۔ تادم مرگ وہ سپاہ سالار اور صدارت کے عہدوں پر فائز رہے۔ دوسری جنگ عظیم کے علاوہ، اردن کا سیاہ ستمبر اور پاک بھارت ۱۹۶۵ کی جنگ میں بھی شامل رہے۔ انکی حکمت عملی سے سوویت یونین کو منہ کی کھانی پڑی اور گرم پانی تک رسائی کا خواب شرمندہ تعبیر نہ ہو سکا۔ انکے دور حکومت میں اسلامی قوانین کے حوالے سے کئی اہم پیش رفت ہوئیں۔ بغیر کسی بیرونی دباؤ کے ایٹمی پروگرام کا تسلسل جاری ہے۔ کشمیر میں علیحدگی پسندی کی تحریک عروج پر رہیں جبکہ ہندوستان حکومت سکھوں کی علیحدہ

ریاست کی تحریک کے آگے گھٹنے ٹیکنے کے قریب پہنچ چکی تھی۔ ''مرد مومن۔ مرد حق'' کا لقب انکے سر کا تاج بنا۔ انکی پراسرار موت ابھی تاریخ دانوں کے لئے ایک معمہ ہے۔ فیصل مسجد کے باہر احاطے میں آسودہ خاک ہیں جہاں انکے کتبے پر نقش ہے کہ۔۔۔

یا خدا مدد فرما کہ عاجز یعقوب۔۔ اپنے دل کے ارماں پورے کر کے

یہ عالم کل چمن کے پھولوں کو۔۔ ضیاء الحق شہید کی مرقد پہ لا کے دھر کے

افغان پالیسی کے حوالے سے ان پر کڑی تنقید کی جاتی ہے مگر ان کی شخصیت میں کچھ تو ایسا ہے جو میں نے انکی شہادت پر بزرگوں کی آنکھوں کو اشکبار دیکھا ہے جب بازار ویران، گلیاں سنان اور عوام کے چہرے غم سے نڈھال تھے۔ (واللہ عالم

اُن شہیدوں کی دیت اہل کلیسا سے نہ مانگ۔۔ قدر و قیمت میں ہے خوں جن کا حرم سے بڑھ کر

اختر عبدالرحمن بھی اُسی حادثے میں اپنے خالق حقیقی سے جا ملے، انہیں ایک پالیسی میکر اور دانشور جنرل کی حثیت سے جانا گیا، گوریلا وار کے تمام ہنر سے خوب واقف تھے۔ قیام پاکستان کے وقت سرحد پار سے آنے والے مہاجرین کی مدد کرنے کے حوالے سے انکا نام بہت نمایاں ہے۔ ۱۹۶۵ اور ۱۹۷۱ کی جنگ میں پیش پیش

رہے ،افغان جنگ میں روس کو شکست دینے میں انکی کامیاب منصوبہ بندی شامل تھی۔
ان کی دفاعی خدمات کو ہر دفاعی سطح پر سراہا جاتا ہے انہیں ستارہ بسالت، ہلال امتیاز اور نشان امتیاز سے نوازا گیا۔انہیں یہ اعزاز حاصل ہے کہ ان پر کبھی کسی تجزیہ نگار، تاریخ دان نے تنقید نہیں کی۔
لیفٹیننٹ جنرل (ر) حمید گل ۱۵اگست ۲۰۱۵ کو مری میں دماغ کی شریان پھٹ جانے سے انتقال کر گئے۔آئی ایس آئی کے ڈائریکٹر جنرل بھی رہے انکا شمار تادم مرگ بڑے متحرک، بااثر اور معروف پاکستانی فوجی آفسران میں ہوتا ہے۔پاک بھارت جنگ ۱۹۶۵،۱۹۷۱کے علاوہ بیٹل آف جلال آباد، آپریشن راختشک اور سویت یونین کے خلاف افغان جہاد میں شامل رہے۔انہیں انکی خدمات کے اعتراف میں ستارہ بسالت اور ہلال امتیاز سے نوازا گیا۔دشمنان وطن اور اسلام دشمن سازشوں کو بے نقاب کرنے میں کبھی بھی نہیں ہچکچاتے تھے۔سول ہو یا عسکری ہر اُس شخص کو تنقید کا نشانہ بناتے جن کے اقدامات اور بیانات انکے نقطہ نظر میں پاکستان کے حق میں نہیں ہوتے۔ٹی وی ٹاک شو پر انکی دفاعی تجزیہ نگاری کو بڑی اہمیت حاصل رہی ہے۔
کرنل (ر) شجاع خانزادہ ۱۶اگست ۲۰۱۵ کو ڈی ایس پی حضرو سید شوکت گیلانی سمیت انیس افراد کو خود کش حملے میں شہید کر دیا گیا، شجاع پیرزادہ ۱۹۸۳ میں

سیاچن گلیشیرز سر کرنے والوں میں شامل تھے۔ گراں قدر خدمات کے اعتراف میں
میں تمغہ بسالت حاصل کیا۔انہیں کے لئے شاعر نے لکھا ہے کہ ۱۹۸۸

اپنی جاں نذر کروں اپنی وفا پیش کروں۔۔۔ قوم کے مرد مجاہد تجھے کیا پیش کروں

انکا خاندان مثبت سیاست میں بہت فعال رہا ہے۔ تین بار پنجاب اسمبلی کے رکن منتخب ہو ئے۔وزیر ماحولیات کے بعد وزیر داخلہ کا قلمدان سنبھالتے ہی انہوں نے امن وامان کے حصول کے لئے دہشتگردوں کے طرف سے ملنے والی دھمکیوں کی پرواکئے بغیر انکے خلاف کھلے عام جنگ لڑی۔ نیشنل ایکشن پلان کے لئے انہوں نے بڑی جرت مندی اور بہادری سے فرنٹ لائن پر اپنا کردار ادا کیا بھارتی ایجنسی را کی پاکستان میں کرکٹ رکوانے کے لئے کی جانے والی سازشوں کو بھی بے نقاب کیا۔۔

پاکستان کی امن و سلامتی کے لئے دہشت گردوں کے خلاف جنگ جنرل راحیل شریف کی قیادت میں فیصلہ کن مراحلے میں داخل ہو چکی ہے مگر اس جنگ میں بھی ہم کئی ہزار جانوں کا نذرانہ پیش کر چکے ہیں ویکیپیڈیا کے مطابق اگر گزشتہ چند سال کے ماہِ اگست میں قربانیوں کا مختصر ترین جائزہ لیں تو ۱۵ اگست ۲۰۱۴ میں کوئٹہ ایئر بیس پے حملہ کیا گیا۔ ۱۲ اگست ۲۰۱۲ میں ریموٹ کنٹرولڈ بم حملے میں تین سپاہیوں نے شہادت حاصل کی۔ دو اگست ۲۰۰۸ میں منگورہ سوات میں کئی

پولیس اہلکار ریموٹ کنٹرولڈ بم کی زد میں آئے۔ نو اگست ۲۰۰۸ میں ملیٹنٹ حملے میں آٹھ پولیس اہلکار شہید ہوئے۔ بارہ اگست ۲۰۰۸ کو بنیر میں پاکستانی ایئر فورس بس کو ٹارگٹ کیا گیا۔ انیس اگست ۲۰۰۸ میں خود کش حملے میں ڈیرہ اسماعیل خان میں بتیس پولیس اہلکار شہید ہوئے۔ اکیس اگست ۲۰۰۸ کو خود کش حملے میں پاکستان آرڈیننس فیکٹری واہ کینٹ کے باہر ستر افراد شہید ہوئے۔ ۲۳ اگست ۲۰۰۸ کو خود کش حملے میں بیس افراد سوات میں شہید ہوئے۔ ۲۵ اگست ۲۰۰۸ کو راکٹ حملے میں سوات ہی میں دس افراد شہید ہوئے۔ ۲۶ اگست ۲۰۰۸ میں اسلام آباد کے علاقے ماڈل ٹاؤن کے ایک ریسٹورنٹ کے باہر بم پھٹنے سے ۸ افراد مارے گئے۔ ۲۶ اگست ۲۰۰۷ میں شانگلہ ڈسٹرکٹ کے مچار ایریا میں خود کش حملے میں چار پولیس اہلکار مارے گئے۔ ۴ اگست ۲۰۰۷ میں پارہ چنا قرم ایجنسی کے ایک بس اسٹیشن پر خود کش حملے میں نو افراد مارے گئے۔ ۱۷، ۱۸، ۲۱، ۲۳، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱ اگست ۲۰۱۲ کو بھی کئی حملوں میں پاکستانیوں نے جام شہادت نوش کی۔ ۱۸ اگست ۲۰۰۴ میں ایک بم حملے میں جامعہ بنوریہ مدرسہ کراچی میں آٹھ افراد ہلاک ہو گئے۔ ۱۵ اور ۹ اگست ۲۰۰۲ میں ہونے والے بم حملے میں متعدد افراد ہلاک ہوئے جبکہ ان تمام حملوں میں زخمیوں کی تعداد شہدا سے کہیں زیادہ ہے اور ان قربانیوں کا سلسلہ بھی بہت طویل ہے۔

قربانیوں پے قربانیوں دشمنانِ وطن کے منہ پر کسی طمانچے سے کم نہیں۔ یہ ایک

پیغام ہے کہ ہم اپنے وطن پر جاں نثار ہوتے رہیں گے مگر ہماری ایمانی قوت ہمیں کبھی منتشر اور بارود سے خوف زدہ نہیں ہونے دے گی،انشاء اللہ تعالی۔ہم شہداء کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں، ہم عہد کرتے ہیں کہ شہداکے خون کا ایک قطرہ بھی رائیگاں نہیں جانے دیں گے۔پاک فوج کے شانہ بشانہ وطن کی بقاء اور قوم کی سلامتی کے لئے آج ہر محب وطن پاکستانی کا دل تن من دھن قربان کر دینے کے پختہ عزم کیساتھ کہہ رہا ہے کہ۔۔

میرے محبوب وطن تجھ پہ اگر جاں ہو نثار۔۔ میں یہ سمجھوں گا ٹھکانے لگا سرمایہ تن

ہماری بات حکایت نہیں جو ختم ہوئی

پروفیسر سید مشکور حسین یاد کے اعزاز میں ادبی محفل

ابوظہبی۔ متحدہ عرب امارات۔۔ڈاکٹر صباحت عاصم واسطی کی دولت کدہ پے صدارتی ایوارڈ (ستارہ امتیاز) یافتہ نامور شاعر وادیب، معروف انشائیہ نگار ومزاح نگار اور ماہر تعلیم پروفیسر سید مشکور حسین یاد کے اعزاز میں بھرپور ادبی نشست کا انعقاد کیا گیا۔پروفیسر سید مشکور حسین یاد کسی تعارف کے محتاج نہیں، ساٹھ سے زائد کتابوں کے یہ خالق ستمبر ۱۹۲۵ کو حصار، بھارت میں پیدا ہوائے۔ابتدائی تعلیم لدھیانہ جبکہ گریجویشن کی ڈگری جالندھر سے حاصل کی۔ ہفت روزہ ''پکار'' کی ادارت کے لئے اپنی خدمات پیش کرتے رہے۔ حصول پاکستان کی جدوجہد میں ان والدہ محترمہ، شریک حیات، بھائی اور بیٹی سمیت کئی عزیزواقارب کو شہید کر دیا گیا نومبر ۱۹۴۷ میں پاکستان کی سرزمین پر قدم رکھا،اسی لئے انہیں '' مجاہد تحریک پاکستان'' کی حیثیت سے بھی جانا جاتا ہے۔ تعلیم کو جاری رکھا اور پھر اُردو اور فارسی میں ماسٹر کیا۔ماہنامہ ''زعفران'' اور ماہنامہ ''چشمک'' کے ایڈیٹر بھی رہے۔ گورنمنٹ کالج لاہور میں شعبہ تعلیم سے منسلک ہو گئے اور درس وتدریس میں بھی اپنا ایک خاص مقام حاصل کیا۔ مقبول

ترین تصانیف میں ''دشنام کے آئینے میں''، ''آزادی کے چراغ''، ''جوہر اندیشہ''، یادوں کے چراغ'' شامل ہیں۔''

محفل کی صدارت معروف ادیب ڈاکٹر سلیم خان کے حصہ میں آئی ، نظامت کے فرائض سلمان احمد خان نے حسب سابق بڑے احسن انداز میں نبھائے۔تلاوتِ قرآن پاک کی سعادت ندیم احمد ذیست نے حاصل کی اور سلمان احمد خان نے نعتِ رسول پاک ﷺ پیش کی۔

قلب و نظر نور کا وقت ظہور ہے
ذکر خدا کے بعد جو ذکرِ حضور ﷺ ہے

جسے سامعین نے بڑی عقیدت و احترام سے سماعت فرمایا اور دیر تلک روحانی سحر کے زیر اثر ہی رہے۔ محفل میں طارق حسین بٹ اور سلیم الدین صدیقی کی خصوصی شرکت نے محفل کی ادبی رونق میں اضافہ کر دیا۔کلام پیش کرنے والے شعراء کرام میں سلمان طارق بٹ، ندیم احمد ذیست، مسرت عباس مسرت، عامر حفیظ، عبدالسلام عاصم، سلمان احمد خان، آصف رشید اسجد، فرہاد جبریل، فقیر سائیں، سعید احمد پسروری، ڈاکٹر صباحت عاصم واسطی اور مشکور حسین یاد شامل تھے۔شعراء نے اپنے اپنے دلکش کلام کو منفرد لب و لہجے میں پیش کر کے محفل میں خوب رنگ جمایا اور سامعین سے دل کھول کر داد و تحسین وصول کی ۔ مہمان خصوصی مشکور حسین یاد

کی پیش کی گئی حمد، نعت اور چند غزلوں نے محفل کو بامِ عروج بخشا، سامعین ''واہ۔ واہ اور سبحان اللہ۔ سبحان اللہ'' سے پسندیدگی کی سند پیش کرتے رہے۔

صدارتی خطبہ میں ڈاکٹر سلیم خان اظہار خیال کرتے ہوئے پروفیسر سید مشکور حسین یاد کو انکی ادبی و تعلیمی خدمات کے اعتراف میں خوب خراج تحسین پیش کیا اور ایک تسلسل سے خوبصورت ادبی محافل کے انعقاد پر ڈاکٹر صباحت عاصم واسطی کی کاوشوں کو بھی سراہا۔ تقریب کے میزبان ڈاکٹر صباحت عاصم واسطی نے اختتامیہ کلمات پیش کرتے ہوئے پروفیسر سید مشکور حسین یاد سے اپنے دیرنیہ تعلقات اور اُسے وابستہ یادگار واقعات کو سامعتوں کی نذر کیا اور انکی شرکت کو باعثِ اعزاز قرار دیا اور رونق بخشنے پر جملہ حاضرین سے اظہار تشکر کیا جن کی شرکت اور بھرپور دلچسپی نے نشست کو یادگار بنا دیا۔ ڈاکٹر صاحب نے اِس خاکسار (حسیب) کے مستقبل قریب میں پاکستان منتقل ہونے کے فیصلے پر نیک تمناؤں کا اظہار بھی کیا اور کامیابیوں کے لئے دعائیہ کلمات بھی پیش کئے۔ ڈاکٹر صباحت عاصم واسطی نے اپنے والدِ محترم شوکت واسطی (مرحوم) کا یہ شعر بھی سامعتوں کی نذر کیا

ہماری ذات کو دیکھو تو ہم حقیر فقیر\
ہمارا مرتبہ دیکھو تو ہم عظیم الشان

شاندار ادبی نشست کے آخری لمحات دستک دے چکے تھے اور نوجوان شاعر فرہاد

جبریل نے اپنے پہلا مجموعہ کلام ''تم بھی حد کرتے ہو'' اور طارق حسین بٹ نے اپنا دوسرا نثری مجموعہ ''نخلِ آرزو'' بھی مہمان خصوصی سید مشکور حسین یاد کو پیش کیا۔اس موقع پر طارق حسین بٹ نے یہ اعلان بھی کیا کہ اُنکا تیسرا نثری) مجموعہ ''حیات جاوداں''زیرِ اشاعت ہے جسکی تقریب رونمائی شہرِاقبال میں ماہ دسمبر میں عمل میں لائی جائے گی۔بعدازاں تمام شرکاء نے گروپ فوٹو سیشن میں بھرپور دلچسپی کا مظاہرہ کیا۔ تقریب کے اختتام پرپُر تکلف عشائیہ کا بھی اہتمام کیا گیا تھا۔۔خوبصورت ادبی نشست میں شعراکے پیش کئے گئے خوبصورت کلام سے خوبصورت اشعار باذوق قارئین کے لئے پیشِ خدمت ہیں،جو آپکو بھی خوب محظوظ کریں گے (انشاء اللہ تعالی)۔۔۔

ارسلان طارق بٹ

شمعِ عشق ہوں میرے ہسارر میں رہنا

بجھا نہ دے نفرت کی ہوا مجھ کو

******

ندیم زیستؔ

وہ جو خواب تھے جو خیال تھے،وہی دھڑکنوں سے جدا ہوئے

میری زندگی کا سوال تھے، وہی دھڑکنوں سے جدا ہوئے

******

مسرت عباس مسرتؔ

جب سے وہ شخص میرے لئے اک خواب ہو گیا
لگتا ہے جیسے بند کوئی باب ہو گیا

******

عبدالسلام عاصمؔ

میں دریا کنارے چلا جا رہا ہوں
ٹھکانے سے اپنے ہٹا جا رہا ہوں

******

سلمان احمد خان

قفل ٹوٹے گا قصرِ شاہی کا
آج مِل کر عوام دستک دے

******

حفیظ عامرؔ

وہ جس کی تم نے ابھی مجھ سے بات کی ہے میاں
وہ مورتی تو میرے سومنات کی ہے میاں

******

آصف رشید اسجد

یہ لوگ تو پیتے ہیں بہت زہر تنافر
حیرت ہے کہ چہرا یہاں نیلا نہیں کوئی

******

فرہاد جبریل

نجانے کیوں مجھے منزل پہ یہ خیال آیا
میں اپنے سائے کو رستے میں چھوڑ سکتا تھا

******

فقیر سائیں

کیسے سمجھائیں کہ خوابوں کی ضرورت کیا ہے
ساری باتوں کے جوابوں کی ضرورت کیا ہے

******

سعید پسروری

یہ محبت کا دیا کہہ دوں جسے میں
تیرے سینے میں ایسا دل نہیں ہے

******

ڈاکٹر صباحت عاصم واسطی

فلک سے ٹوٹ ٹوٹ کر گرے شہاب پر شہاب
کوئی پکارتا رہا نہیں نہیں زمین پر
قلندری شہنشاہی سے دیر پا ہے عالی جاہ
ہمارے پاس بیٹھ جائے یہیں زمیں پر

اسے یہ وہم ہو گیا ہے کہ آدمی ہے فتنہ گر
رگڑ رہا تھا سانپ اپنی آستیں زمین پر

******

سید مشکور حسین یاد

ہماری بات حکایت نہیں جو ختم ہوئی
یہ حرفِ حق ہے عبارت نہیں جو ختم ہوئی
جہاں پہ ہم ہیں وہاں روشنی تو پھیلے گی
ہمارا ہونا ضرورت نہیں جو ختم ہوئی
متاع اہل نظر کا خزانہ رکھتے ہیں
ہماری قدر ہے، قیمت نہیں جو ختم نہیں

ختم شد

یادگار مشاعرہ اور جوشِ اُردو ایوارڈ ۲۰۱۵ کی تقریب کا انعقاد

بزمِ اُردو دبئی کے زیرِ اہتمام انڈیا اور پاکستان کی جشنِ یومِ آزادی کے حوالے سے
محفلِ اُردو

سرحد کے اس پار ہم بھی ہیں تم بھی ہو۔۔۔۔ملنے کو بے قرار ہم بھی ہیں تم بھی ہو

یادگار مشاعرہ اور جوشِ اُردو ایوارڈ ۲۰۱۵ کی تقریب کا انعقاد

منتخب الفاظ اور مخصوص انداز میں اپنے احساسات، مشاہدات، خیالات اور جذبات کی حقیقی منظر کشی ہی شاعری ہے۔شاعری نہ ذات دیکھتی ہے نہ قوم اور نہ ہی سرحدوں کی خاردار تاریں، گھر کرنے کو محبت کرنے والے دل ڈھونڈ ہی لیتی ہے اسی لئے ہمیشہ سے ہی شاعری کو درسِ محبت، حصولِ محبت، فروغِ محبت کے لئے سب سے اہم ہتھیار مانا گیا ہے۔ گزشتہ چند ہفتوں سے پاک و ہند کی سرحدی صورتحال چاہے کتنی بھی کشیدہ ہو مگر دبئی میں بزمِ اُردو کی کاوشوں سے ہندوستان اور پاکستان کے ادبی پھولوں سے مہکتے گلدستے کے اِس پیغام نے ایک بار پھر پاک و ہند کے ایوانوں میں دستک دی ہے کہ عوام جنگ نہیں امن چاہتی ہے نفرت کو مٹانا اور محبت کو پھیلانا چاہتی ہے۔

بزمِ اُردو دبئی کے زیرِ اہتمام ایرانی کلب دبئی میں ہندوستان اور پاکستان کی جشنِ یومِ آزادی کے حوالے سے منعقدہ ایک یادگار، عظیم الشان مشاعرے اور جوش اُردو ایوارڈ ۲۰۱۵ میں دونوں دیسوں کے اہلِ ذوق حضرات نے جس نظم و ضبط، اخلاص اور باہمی محبت کا مظاہرہ کیا، اپنی مثال آپ ہے۔ معروف شاعر انور شعور کی زیرِ صدارت اس محفل میں جناب مظفر علی نے مہمان خصوصی اور جناب رضا مراد نے مہمان اعزازی کی حیثیت سے شرکت کرکے محفل کے ادبی وقار میں اضافہ کیا، روزنامہ سیاست کے محترم زاہد نے بھی خصوصی شرکت کرکے محفل کی رونق کو دوبالاکیا۔اِس کامیاب محفل کے انعقاد کے سہرا منتظمِ اعلی ریحان خان، سرپرست شکیل احمد خان اور انکے معاونین معراج احمد نظامی اور سید تابش زیدی کے سر تھا۔ مہمان شعراء میں انور شعور (پاکستان) کے علاوہ منظر بھوپالی (انڈیا)، عباس تابش (پاکستان)، شمس الرحمٰن فاروقی (انڈیا)، ڈاکٹر زبیر فاروق (امارات)، اقبال اشہر (انڈیا)، محشر آفریدی (انڈیا)، جوہر کانپوری (انڈیا)، حسیب سوز (انڈیا)، احمد سلمان (پاکستان)، آغا سروش (انڈیا)، ابرار کاشف (انڈیا)، اشوک ساحل (انڈیا)، سلمان گیلانی (پاکستان)، اعجاز احمد (جموں کشمیر)، رخشندہ نوید پاکستان) اور خوشبو رامپوری (انڈیا) شامل تھے۔ نظامت کے فرائض ابرار کاشف نے) جداگانہ انداز میں نہایت خوش اسلوبی سے سرانجام دیئے شعراء کرام کے مرتبے کا خوب خیال رکھا، منتخب اشعار اور ہلکے

پھلے چٹکلوں سے سامعین کی محفل میں دلچسپی کو اختتام تک برقرار رکھا، کہ سبھی اِنکے مداح ہوئے۔ تقسیمِ تعریفی شیلڈز کے لئے تعارفی خدمات معراج احمد نظامی کے حصہ میں آئی۔یو اے ای میں مقیم پاک و ہند سے تعلق رکھنے والے اہل ذوق حضرات کی کثیر تعداد سے ہال قبل از وقت کچھا کھچ بھرچکا تھا جبکہ ہال کے باہر ایک جمِ غفیر تقریب میں شرکت کے لئے بے تاب نظر آیا۔ تقریب کا آغاز اپنے طے شدہ وقت کے عین مطابق تقریباً نو بجے ہوا۔ابتدا میں بذریعہ قرانداز ی شرکاء میں تقسیم انعامات کا سلسلہ عمل میں لایا گیا۔۔۔تالیوں کی بھرپور گونج میں مجلے کی رسم رونمائی ادا کی گئی جس میں صدر محفل، مہمانان خصوصی ، منتظم اعلی اور انکے معاونین نے حصہ لیا۔ رب جلیل کے با برکت نام سے تقریب کا باقاعدہ آغاز ہوا۔ مقبول ترین فلم امراؤ جان کے فلمساز مظفر علی کو اظہار خیال کے لئے مائیک پر مدوح کیا گیاتو حاضرینِ محفل نے بھرپور محبت سے انکا استقبال کیا۔ مظفر علی کا ماننا ہے کہ وطن پرستی وہ ہے جہاں ایک دوسرے سے محبت کی جاتی ہے۔ اُن کا کہنا ہے کہ جو فلم بناتا ہوں وہ میرے دل کا سفر ہوتا ہے اپنی زمین سے جڑا ہوا ہوں ۔اور میں میوزک، ثقافت، اردو شاعری و ادب سے بہت لگاؤ رکھتا ہوں ۔اس شاندار محفل کے انعقاد پر منتظمین یقیناًخراج تحسین کے مستحق ہیں۔ہندوستانی فلم کے ہر دلعزیز اسٹار رضا مراد نے جب مائیک پر اپنی گھن گرج آواز میں السلام علیکم کہا تو پورا ہال وعلیکم السلام اور تالیوں سے گونج اُٹھا،انہوں نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے

کہا کہ مجھے ماں کے بعد اپنی مادری زبان سے بے حد پیار ہے مگر افسوس اس بات کا ہے کہ ہمارے لوگ اپنی تہذیب اپنے کلچر اپنی زبان سے دور ہوتے جا رہے ہیں۔بزم اردو دبئی نے اردو زبان کے فروغ کے لئے جو قدم اٹھایا ہے وہ قابل تعریف ہے۔اُن نے کہا کہ میں اللہ رب العالمین کا کروڑوں بار شکرگزار ہوں جس نے مجھے بڑی عزت و کامرانی سے نوازا۔ پاکستان اور انڈیا کے لوگوں کا پیار میری کامیابی میں سب سے بڑا کردار اردو زبان کی لطافت کا ہے۔ انہوں نے پاکستان کی مہمان نوازی کی تعریف بھی کی اور پاک بھارت تعلقات کے حوالے سے عوام کی ترجمانی میں چند اشعار سماعتوں کی نذر کئے جو بے حد پسند کئے گئے۔

سرحد کے اس پار ہم بھی ہیں تم بھی ہو
ملنے کو بے قرار ہم بھی ہیں تم بھی ہو
سینوں میں دونوں ہی دھڑکتا ہے ایک ہی دل
محبت کے طلبگار ہم بھی ہیں تم بھی ہو
پھر کون ہے جو ہمیں روکتا ہے ملنے سے
غلط فہمی کا شکار ہم بھی ہیں تم بھی ہو

مقبول ادیب، نقاد، نظریہ ساز، شاعر اور مترجم جناب شمس الرحمٰن فاروقی کو اُنکی ادبی خدمات کے اعتراف میں جوش اُردو ایوارڈ ۲۰۱۵ سے نوازا گیا اور اس موقع پر ناظم محفل نے حکومت ہند سے انکی ادبی خدمات کا اعتراف کرنے کا بھی

مطالبہ کیا۔ شمس الرحمٰن فاروقی نے کہا کہ فروغ اُردو ادب کے لئے بزم اُردو دبئی کی کاوششیں قابل ستائش ہیں اور جس طرح پُرخلوص محبت سے نواز ہے میں تہہ دل سے مشکور و ممنون ہوں۔ دعا گوہ ہوں کہ خدمت ادب کا تاج انکے سر پر سجا

رہے۔ مشاعرے کا باقاعدہ آغاز ہوا تو خوشبو رامپوری اور محمد اعجاز پونچھی نے اپنا کلام کو سامعین کی نذر کیا، اشوک ساحل جو مشاعرے میں جان ڈالنا اور سامعین کی توجہ حاصل کرنے کے ہنر سے باخوبی واقف ہیں، چند دلفریب اشعار سماعتوں کی نذر کرکے اپنے نشست کی جانب بڑھے تو سامعین کی بھرپور داد اور پرزور فرمائش پر انہیں دوبارہ مائیک پر آنے پر مجبور کر دیا، چند غزلیں مزید پیش کی اور خوب داد و تحسین سمیٹی۔ آغا سروش کے مزاحیہ کلام سے سامعین بہت لطف اندوز ہوئے۔ سید سلمان گیلانی کے مزاحیہ کلام نے سماعتوں کو تازگی بخشی، سامعین اپنے بھرپور قہقوں سے پسندیدگی کی سند پیش کرتے رہے۔ اسرار کاشف نے اپنے دلفریب نظامت کے طرح اپنے کلام سے بھی سماعتوں کو سرور بخشا۔۔ احمد سلمان کے شاعری میں محبتوں کے اظہار کا والہانہ اچھوتا انداز سامعین کو خوب بھایا۔ محترمہ رخشندہ نوید نے روایت کو برقرار رکھتے ہوئے اپنے کلام سے محفل کو عروج بخشا باذوق سامعین نے دلجمعی سے انکے کلام کو جذب کیا اور داد لٹائی۔ حسیب سوز نے اپنے منفرد دل موہ کلام سے مشاعرے میں خوب رنگ جمایا ۔ صفدر اعظم خان کے باکمال اسلوب اور خوبصورت کلام سے تقریب کی چمک دمک بڑھی۔ جوہر کانپوری نے تو محفل میں اپنے کلام سے ایک ادبی تہلکہ مچا دیا، ہر

مصرعے پر داد بٹورتے رہے۔خوش فکر شاعرڈاکٹرزبیر فاروق کے کلام میں روانی اور سادگی نے سماع باندھ دیا سامعین بہت محظوظ ہوئے ،خوب داد دی۔اقبال اشہر کی شاعری کے دلفریب عناصر کو بھی بے حد پسند کیا گیا۔جدت پسند نامور شاعر عباس تابش نے اپنے دلکش کلام سے محفل کو عروج بخشا اور خوب داد حاصل کی۔ منظر بھوپالی کے پُرترنم کلام سے ادبی فضا جھوم اُٹھی ،سامعین نے دل کھول کر داد لٹائی۔انور شعور کا خوبصورت کلام ،انداز و مہارت اور نہایت دھیمہ لہجہ دلوں میں گھر کر گیا، مشاعرے کو بامِ عروج بخشا اور خوب داد کے حقدار بنے،اپنے صدارتی کلمات میں کہا کہ محفل میں شرکت میرے لئے مسرت کا باعث ہے اپنی جھولی کو بے پناہ پیار سے بھرا ہے جو ہمیشہ مجھے یاد رہے گا۔خوبصورت تقریب کے انعقاد پر منتظم اعلی ریحان خان اور اُن کے رفقاء یقیناًداد و تحسین کے مستحق ہیں۔انہوں نے باذوق سامعین کی دلچسپی کی بھی تعریف کی جنھوں نے مشاعرے کو بڑے نظم و ضبط سے سماعت فرمایا اور بھرپور داد و تحسین سے شعراء کو تقویت بخشی۔ریحان خان نے خطاب کرتے ہوئے تمام مہمانان ،شرکاء کا تہہ دے شکریہ ادا کیا اور سپنسر حضرات سے اظہار تشکر بھی کیا۔ جن کے تعاون سے اس لاجواب اور بے مثال ادبی محفل کا انعقاد ممکن ہوا۔ انہوں نے حاضرین سے کہا کہ آپ کی بھرپور دلچسپی اور قدم بہ قدم حوصلہ افزائی سے ہمارا یہ ادبی سفر پورے اب وتاب کے ساتھ جاری رہے گا ان شاء اللہ تعالی۔۔

جشنِ آزادی مشاعرہ ۲۰۱۵

ایوانِ اقبال کے زیرِ اہتمام پاکستان سوشل سنٹر شارجہ میں '' جشنِ آزادی مشاعرہ ۲۰۱۵ '' کا انعقاد کیا گیا، پاکستان سے آئے معروف شاعر سید سلمان گیلانی نے مہمان خصوصی جبکہ حسن عباسی اور رخشندہ نوید نے مہمانان اعزازی کی حیثیت سے شرکت کر کے محفل کو چار چاند لگا دیئے ۔ تقریب کے منتظم اعلی اور چیئرمین ایوان اقبال جناب پرنس اقبال نے تمام مہمانان کو سٹیج پر خوش آمدید کہا۔ سٹیج پر پاکستان سوشل سنٹر شارجہ کے صدر خالد حسین چوہدری اور متحرک سماجی و سیاسی شخصیت اور ایوان اقبال کے سینئر وائس پریذیڈنٹ عبدالوحید پال ،وائس پریذیڈنٹ ایوان اقبال رانا محمد اقبال، جنرل سیکریٹری ایوان اقبال عرفان اقبال طور بھی رونق بڑھا رہے تھے جبکہ مسند صدارت پر پرنس اقبال گورایا جلوہ افروز تھے۔ محفل کا آغاز تلاوت قرآن پاک سے ہوا جس کی سعادت قاری مرتضی نے حاصل کی۔ نعت گو نعت خواں ڈاکٹر اکرم شہزاد اور حافظ محمد علی آفریدی نے آپ ﷺ کے حضور نعت کا ہدیہ عقیدت پیش کیے۔ نظامت کی ذمہ داریاں ناصر چٹھہ کے حصے میں آئیں ۔ جشن آزادی کے حوالے سے کیک کاٹا گیا اور مہمان شعراء میں یادگاری شیلڈز بھی پیش کی گئیں۔ جبکہ مقامی شعراء سمیت نمایاں شخصیات کو تحائف سے بھی نوازا گیا۔ تقریب میں فنانس سیکریٹری چوہدری خالد بشیر، حق نواز، یاسر اعوان , عتیق

الرحمٰن، ممتاز خان سمیت کئی اہم شخصیات نے شرکت کی۔ مشاعرے کا باقاعدہ آغاز ہوا تو نوجوان شاعرہ کنول ملک کے دھیمے لہجے اور پُراثر کلام کا سرور سماعتوں میں رس گھولنے لگا، سامعین بہت محظوظ ہوئے اور دل کھول کر داد لٹائی۔ حفیظ عامر نے روایت کو برقرار رکھا اور اپنے دلکش کلام پیش کر کے داد و تحسین سمیٹی۔ امجد اقبال امجد نے ایک بار پھر اپنی شاعری سے نعرہ محب وطنی بلند کیا اور حاضرین کے تن بدن میں وطن سے محبت کے جوش و جذبہ کو بیدار کیا اور خوب داد بٹوری۔ شعراء کے کلام سے منتخب اشعار

کنولؔ ملک

اک حقیقت کنول گماں میں ہے

اک گماں ہے کنول حقیقت میں

حفیظ عامرؔ

تجھ سے جھگڑا ہے فی سبیل اللہ

اب یہ رشتہ ہے فی سبیل اللہ

امجد اقبال امجدؔ

عاشقی دیوانگی کا نام ہے امجدؔ

شمع بھی جلتی ہے پروانوں کے ساتھ

تقریب کے مہمان اعزازی معروف شاعر و ادیب محترم حسنؔ عباسی کو دعوت سخن دیا

گیا، حسن عباسی کسی تعارف کے محتاج نہیں، انکی جائے پیدائش بہاولپور ہے، اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور سے اسلامیات میں ماسٹر کیا۔1999 میں انکا پہلا مجموعہ ''ہم نے بھی محبت کی ہے'' شائع ہوا، ''ایک محبت ہی کافی ہے'' انکا دوسرا مجموعہ کلام ہے جو 2005 میں شائع ہوا اور بہت مقبول ہوا اسکے کئی ایڈیشن بھی شائع ہو چکے ہیں۔2010 میں انکا تیسرا مجموعہ کلام ''ایک شام تمہارے جیسی ہو'' منظر عام پر آیا۔ کلیات ''چاند تم سے شکایتیں ہیں بہت'' کی اشاعت 2010 میں ہوئی جسے خوب پذیرائی حاصل ہوئی۔ جبکہ محبت کے پروں میں گھنٹیاں باندھو'' اور ''ہر دل سے ہاتھ جدا نہیں ہوتا'' سمیت انکے'' کئی سفرنامے مقبول عام ہیں، ماہنامہ ارژنگ کے لئے ایڈیٹر کی حیثیت سے اپنی قلمی خدمات پیش کر رہے ہیں، ۔ انھوں نے خوبصورت محفل کے انعقاد پر پرنس اقبال اور پاکستان سوشل سنٹر کا تہہ دل سے شکریہ ادا کیا۔ انہیں اپنے کلام سے محفل کو بام عروج بخشنے کا ہنر خوب آتا ہے سامعین انکے کلام سے بہت لطف اندوز ہوئے اور خوب پسندیدگی کا اظہار کیا۔ حسن تخیل دیکھیئے۔

لکھا جو تیرا نام کوئی بیل بن گئی
آ جائیں اس پہ پھول دعا کر رہا ہوں میں
جیسے کہ پیار کرنا کوئی کام ہی نہ ہو
سب پوچھتے ہیں ان دنوں کیا کر رہا ہوں میں

مہمان اعزازی ممتاز شاعرہ محترمہ رخشندہ نویداپنی منفرد شاعری کے باعث حلقہ شعرو ادب میں اپنا خاص مقام رکھتی ہیں انکی جدت پسندانہ ، داخلی و خارجی خلش و خلفشار، انفرادی واجتماعی مسائل،،برجستگی،ایثار، ہجر وفراق، وفا، ندرت ، لطافت، جاذبیت،نسائی جذبات، سلاست وروانی میں نکھرتی اور سنورتی شاعری.بڑی ہی سادگی سے سامعین کے دلوں کو چھولیتی ہیں یہی وجہ ہے کہ انہیں بین الاقوامی سطح پر انعقاد پذیر ہونے والی ادبی محافل میں.بڑی مقبولیت حاصل ہے۔حال ہی میں انکے منظر عام پر آنے والے چوتھے شعری مجموعہ ''خامشی کو سن رہی تھی'' کو خوب پذیرائی حاصل ہوئی ہے۔انکے پہلے تین مجموعہ کلام ''پھر وصال کیسے ہو''، ''کسی اور سے محبت'' اور نیناں اترے پار'' بھی بہت مقبولیت حاصل کر چکے ہیں۔اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ دیارِغیر میں بھی فروغِ ادب کے لئے صیح معنوں میں اہل ذوق حضرات اپنی خدمات پیش کر رہے ہیں جو قابل ستائش بات ہے۔محترمہ رخشندہ نوید نے چند اشعار اور غزلیں سماعتوں کی نذر کیں۔ جسے بے حد پسند کیا گیا۔منتخب کلام ملاحظہ ہو۔

اس لئے اس کی یاد میں گم ہوں
بھولنا اختیار سے باہر
طفلِ دل پھر اُداس بیٹھا ہے
کوئی لے جائے پیار سے باہر

نعت گوئی و نعت خوانی سے شہرت حاصل کرنے والے محترم سید سلمان گیلانی کے چار مجموعہ ، غزلیات کا مجموعہ ''بہار خاماں''، مزاحیہ پنجابی مجموعہ کلام ''تھوڑا جیا ہس لو''، نعتیہ کلام ''عندلیب بطحا'' اور مجموعہ نعتیہ کلام ''عبدہ ورسولہ'' شائع ہو چکے ہیں۔ جبکہ ''عبدہ ورسولہ'' ۱۹۹۴ میں نیشنل سیرت ایوارڈ بھی حاصل کر چکا ہے۔ مگر انہیں مزاحیہ مشاعروں کی بھی جان تصور کیا جاتا ہے۔اپنے اظہار خیال میں انہوں نے کہا کہ سمندر پار مجھے بہت پیار ملا ہے جس میں کبھی بھولا نہ پاؤں گا، تسلسل سے ادبی محافل کے انعقاد پر ایوان اقبال خراج تحسین کی مستحق ہے۔پُرترنم کلام پیش کرکے محفل لوٹنے کا ہُنر اس محفل میں بھی نظر آیا۔سامعین انکی دلچسپ اور مزاح سے بھرپور شاعری سے ہس ہس کر لوٹ پوٹ ہوتے رہے۔انکے کلام کے آخری مصرعے تک ہال قہقوں سے گونجتا رہا۔انکے مزاحیہ کلام کا نمونہ پیش خدمت ہے۔

دیکھ کر داڑھی میری تو مجھے ملانہ سمجھ
میرے سر پہ میری ٹوپی کے اضافے کو نہ دیکھ
ظاہری حلیہ میرا اتنک کے تو پریشان نہ ہو
میرے مضمون کو پڑھ میرے لفافے کو نہ دیکھ

تقریب کے اختتام پر صدارتی کلمات پیش کرتے ہوئے منتظم اعلی و چیئرمین ایوان اقبال نے تمام مہمانان اور حاضرین سے انکی شرکت پر اظہار تشکر کیا، انہوں

نے پاکستان سوشل سنٹر شارجہ کا بھی شکریہ ادا کیا جن کے تعاون سے اِس کامیاب مشاعرے کو عملی شکل دی گئی۔مزید کہا کہ دیارِ غیر میں فروغ اُردو ادب کے لئے ۲۰۰۸ میں ایوانِ اقبال کا قیام عمل میں لایا گیا، اس کے زیر اہتمام بیشمار ادبی بیٹھکوں، شعری نشستوں، تقریبِ کتابوں کی رونمائی سمیت کئی بڑے مشاعروں کی تعداد تقریباً ۱۵۰ ہو چکی ہے اور یہ سلسلہ اسی آب تاب کے ساتھ جاری و ساری رہے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔

قلندرانِ اقبال ابوظہبی کے زیر اہتمام ادبی محفل

فرہادؔ جبریل کے پہلے مجموعہ کالم ''تم بھی حد کرتے ہو'' کی تقریبِ پزیرائی اور حسیب اعجاز عاشرؔ کیلئے الوادعیہ تقریب

ابوظہبی، متحدہ عرب امارات۔ قلندرانِ اقبال ابوظہبی کے زیر اہتمام فرہاد جبریل کے پہلے مجموعہ کلام ''تم بھی حد کرتے ہو'' کی پذیرائی اور صحافی حسیب اعجاز عاشرؔ کے لئے الوداعیہ تقریب کا انعقاد کیا گیا۔ تقریب کی صدارت ڈاکٹر صباحت عاصم واسطی نے کی۔تلاوت قرآن پاک کی سعادت شیخ واحدالحسن سے حاصل کی۔ نجمی مسرت نے نعتِ رسول مقبول ﷺ پیش کی۔ نظامت کے فرائض عبدالسلام عاصم نے سرانجام دیئے۔حسیب اعجاز عاشرؔ نے اپنے اظہار خیال میں خوبصورت محفل کے انعقاد پر طارق حسین بٹ اور عبدالسلام عاصم کی کاوشوں کو سراہا اور فرہاد جبریل کے پہلے مجموعہ کلام ''تم بھی حد کرتے ہو'' کی تقریب پذیرائی پر مبارکباد پیش کی انہوں نے کہا کہ فرہاد کی شاعری بلاشبہ انکی شخصیت کے طرح شاندار اور لاجواب ہے ،انہوں نے اپنے متحدہ عرب امارات میں ۱۶ سالہ قیام کے دوران درپیش نشیب وفراز کو بھی ساعتوں کی نذر کیا۔انہوں نے بھرپور حوصلہ افزائی پر حاضرین کا بھی شکریہ ادا کیا۔بعد ازاں نجمی مسرت نے

پر ترنم کلام اقبال پیش کر کے خوب داد سمیٹی۔

نیر نیناں نے اپنے مضمون بعنوان ''فرہاد شیریں سخن''میں اظہارِ خیال پیش کرتے ہوئے کہا کہ موجودہ دور کے جدت پسند شاعر فرہاد جبریل اپنے انوکھے تخلص کی طرح خیال بھی اچھوتا رکھتے ہیں ۔ بے رنگ و بُو کو اس چابکدستی سے استعمال کرتے ہیں کہ یہ نا صرف رنگ و موسیقیت سے لبریز ہو جاتے ہیں ۔ یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ فرہادؔ جبریل کا شمار دُنیائے علم و ادب کے اُن چند تخلیق کاروں میں ہوتا ہے جن کے تخیل کی پرواز اور فنی مہارت کی بدولت اوائلِ سفر میں ہی کامیابیوں نے اُن کا والہانہ استقبال کیا۔ سلمان احمد خان سے اظہار خیال میں فرہاد کے ساتھ گزرے یادگار اور دلچسپ لمحات کو سامعتوں کی نذر کیا اور کہا کہ فرہاد جبریل نے بڑے قلیل عرصے وہ مقام کیا ہے جو ہر شاعر کیلیۓ ممکن نہیں انہوں نے اپنے اس مقام کو قائم بھی رکھا ہے جو بہت اہم ہے ۔انہوں نے ناشر علی زبیر کا مضمون بھی پیش کرتے ہوئے کہا کہ فرہاد جبریل نے اردو شاعری کو ایک نئی جمالیات سے آشنا کیا ہے۔اس کے ہاں غیر شعری الفاظ بڑی خوبصورتی سے شعری لباس زیب تن کیے نظر آتے ہیں۔ پہلے وہ اپنے شعر کا پورا خمیر روایت اور جمالی نظام کے حامل الفاظ سے اٹھاتا ہے اور پھر اُس شعر میں بڑی سہجتا سے ،بڑی سنبھلتا سے ،بڑی نزاکت سے اپنے عہد کی لفظیات کو رکھ دیتا ہے ۔ سلیمان جاذب نے کہا کہ قلندران اقبال کے زیر اہتمام اس خوبصورت

تقریب کا انعقاد قابلِ تحسین ہے۔اپنے دوست حسیب اعجاز کے جانے پر دکھ بھی ہے مگر ان کا عزم دیکھ کر دلی سکون اور خوشی ہے اللہ انہیں انکے نیک مقاصد میں کامیاب و کامران فرمائے۔انہوں نے بڑے خلوص سے ادبی و صحافتی خدمات پیش کی ہے جسے بھلایا نہیں جاسکتا متحدہ عرب امارات کی ادبی فضاء میں انکی کمی محسوس کی جائے گی ۔فرہاد جبریل کا پہلا مجموعہ کلام ''تم بھی حد کرتے ہو'' یقیناًایک خوبصورت اضافہ ہے بہت جلد انہوں نے ایک اپنا مقام حاصل کیا ہے کہ ابھی ادبی محافل انکے بغیر ادھوری محسوس ہوتیں ہیں دعا گوہ ہوں کہ انکا یہ سفر اسی آب و تاب کے ساتھ جاری رہے۔ جناب پروفیسر ڈاکٹر وحید الزمان طارق کا کہنا تھا کہ صاحبِ کتاب سادگی شعار ہے، کردار میں اخلاص میں زبان میں رہن سہن میں اور گفتگو میں سادگی کو پسند کرتا ہے۔یہ حسین ترین تراکیب کو نئے رنگ میں ڈھالنے میں کوشاں ہے۔اسکا کلام خوبصورت بھی اور جاذب نظر بھی ،آسان بھی اور رواں بھی جس میں مسلسل جستجو نظر آتا ہے۔یعقوب تصور نے فرہاد جبریل کی کتاب اور شاعری کے حوالے سے لکھی اپنی تحریر بعنوان ''تم نے حد کردی ہے'' پیش کرتے ہوئے کہا کہ اسم فرہاد جبریل شہر لغت میں مرکب ہوا ان دو الفاظ سے جن میں اک کا تعلق تو دنیا سے ہے ،دوسرے کا تعلق ہے عرش معلی کی اقلیم سے ،اک علمدار جذباتِ آتش فشاں، احساسات سبک کا حسین آئینہ، جذبِ حُب و وفا دوسرا وجہ ترسیل احکام خوش

کن فکاں، داستانِ ازل تا ابد عرش سے فرش تک حسن نظارہ زندگی کا بیاک،ایک جسم زمیں ایک روح الامیں۔ذہین فرہاد میں ساری باتیں ہیں ۔انھوں نے کہا کہ کوئی کچھ بھی کہے میں یہ کہتا نہیں ''تم بھی حد کرتے ہو'' ۔۔۔ہاں مگر بزم میں میرا اعلان ہے ''۔۔ہو مبارک تمہیں ''تم نے حد کر دی ہے

تقریب کے میزبان چیئرمین قلندران اقبال طارق حسین بٹ نے فرہاد جبریل کی شخصیت و شاعری کے حوالے سے لکھے اپنے مضمون باعنوان'' نئے فکری رویوں کانوجوان شاعر'' پیش کرتے ہوئے کہا کہ ان کے اشعار میں سر مستی کا رنگ اور خودی کا آہنگ ہے۔ ان کی غزلیات ایک کہکشاں ہے جو رنگ برنگ کی جلوہ نمائیوں اور عشوہ طرازیوں سے نگاہوں کو خیرہ کر دیتی ہے۔کلام اتنا مترنم ہے کہ ندی کے جھرنوں کا گمان ہوتا ہے ۔ان کی شاعری کا ایک ایک لفظ حسن ،جذبات اور شدتِ کیفیات کا آئینہ دار ہے ۔بٹ صاحب نے حسیب اعجاز عاشر کو بھی نئے سفر کے آغاز پر دعاؤں سے نوازا ۔۔انھوں نے تمام شرکاء کا بھی تہہ دل سے شکریہ ادا کیا

صاحبِ کتاب فرہاد جبریل نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے مقررین ، حسیب اعجاز، نیر نیناں، عبدالسلام عاصم، سلمان خان، سلیمان جاذب، وحیدالزمان طارق، یعقوب تصور،طارق حسین بٹ اور ، ڈاکٹر واسطی اور تمام حاضرین سے بھی اظہار

تشکر کیا جن کے محبت بھرے اظہارِ خیال اور شرکت نے محفل میں خوب رنگ بھر کر اِسے انکی زندگی کا یادگار لمحہ بنا دیا۔فرہاد نے کہا امارات میں مقیم بڑی ادبی شخصیات سے میں نے بہت کچھ سیکھ رہا ہوں۔انہوں نے حسیب اعجاز عاشرؔ کو پاکستان منتقل ہونے کو انکا ایک مشکل فیصلہ قرار دیا مگر کامیابیوں کے لئے نیک تمناؤں کا بھی اظہار کیا۔نہیں ۔فرہاد جبریل نے اپنے پہلے مجموعہ کلام ''تم بھی حد کرتے ہو'' سے منتخب اشعار سے بھی سامعین کو نوازا اور داد و تحسین کے حقدار بنے۔

صدر محفل نامور شاعرڈاکٹر صباحت عاصم واسطی نے اپنے اظہارِ خیال میں کہا کہ فرہاد جبریل نے اپنے آپ کو لفظوں کے سپرد کرکے لفظوں سے پذیرائی حاصل کرنے کا گُر بڑے ہی قلیل مدت میں سیکھ لیا ہے کہ اب الفاظ اور خوبصورت الفاظ فرہاد کی تلاش میں گھومتے ہیں۔فرہاد میں وہ تمام جوہر موجود ہیں جو اچھے شاعر میں ہونے چاہیے۔۔''تم بھی حد کرتے ہو'' فرہاد کا پہلا اور مضبوط قدم ہے اور اب یہ اپنی شناخت بنانے کی طرف گامزن ہو چکا ہے۔مجھے ذاتی طور پر بھی اس کی یہ کتاب دیکھ کر خوشی کے ساتھ ساتھ فخر بھی ہوا ہے کہ ابوظہبی سے عرصہ بعد ادب میں ایک حسین اضافہ ہوا ہے۔انہوں نے حسیب اعجاز عاشرؔ کے کامیاب سفر کے لئے دعائیہ کلمات بھی پیش کئے اور کہا مجھے قوی امید ہے کہ ان شاء اللہ تعالی مستقبل میں اِس کا نام بڑے صحافیوں میں ہو گا۔

”کھنکتی خاک“ کی تقریبِ پذیرائی

ہر دور میں محققین اور اہل ادب کے اردو زبان کی ابتداء کے حوالے سے نظریات، مختلف جغرافیائی حوالوں میں تقسیم رہے۔ مگر فروغِ اردو ادب کے حوالے سے بغیر دو رائے کہ پاکستان کی صوبہ پنجاب ایک سنہری تاریخ رقم کر رہا ہے اور سرفہرست زندہ دلانِ شہر لاہور میں تو بے شمار ادبی تنظیموں کے زیرِ اہتمام ادبی نشستوں اور محافل کے انعقاد کا سلسلہ پورے آب و تاب کے ساتھ جاری ہے۔ایسے ہی ” چوپال ادبی تنظیم “ بھی گزشتہ چند سالوں سے فروغ اردو ادب میں اپنا مخلصانہ کردار ادا کرنے میں مصروفِ عمل ہے، کئی کامیاب و یادگار محافل کا سہرا انکے سر ہے، چند روز قبل بھی ’چوپال ادبی تنظیم ” کے زیر اہتمام الحمرا ہال کی ادبی بیٹھک میں محترم احمد ساقی کے پہلے مجموعہ کلام ”کھنکتی خاک“ کی تقریب پذیرائی کے حوالے سے ڈاکٹر خواجہ محمد ذکریا کی زیر صدارت ایک خوبصورت و شاندار ادبی تقریب بعنوان ”پروفیسر احمد ساقی کے نام ایک یادگار شام“ کا انعقاد کیا۔ مہمانانِ خصوصی میں غلام حسین ساجد، اختر شمار، عباس تابش، کیپٹن عطا محمد خان اور ایم زیڈ کنول شامل تھے جبکہ ڈاکٹر فخر الحق نوری، محترمہ بشریٰ ناز، قائم نقوی، پروفیسر منیر ابن رزمی، زاہد مسعود، شاہد چوہدری، کاشف مجید، اظہر اقبال اظہر، ناہید شاہد، حسن عباسی اور امین انجم کو بحثیت مہمانانِ اعزازی مدعو کیا

گیا، تقریب دو حصہ پر مشتمل تھی حصہ اول میں صاحب کتاب کی فن و شخصیت کے حوالے سے مقالے پیش کئے گئے اور جبکہ دوسرے حصہ میں مشاعرے کا انعقاد کیا گیا ۔نظامت کے فرائض سخنور نجمی نے باخوبی سرانجام دیئے، سخنور نجمی کی دعوت پر صدر محفل ڈاکٹر خواجہ محمد ذکریا اور صاحب کتاب احمد ساقی سٹیج پر جلوہ افروز ہوئے جبکہ پروفیسر غلام حسین ساجد، عباس تابش، قائم نقوی، اختر شمار، ایم زیڈ کنول، بشریٰ ناز اور زاہد مسعود بھی سٹیج کی رونق بڑھا رہے تھے۔ایم زیڈ کنول اور مقصود چغتائی نے احمد ساقی کو جبکہ پروفیسر افتخار نے ڈاکٹر خواجہ محمد ذکریا کو پھولوں کے گلدستے پیش کئے۔ تقریب میں اہل ذوق خواتین و حضرات کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔

تقریب کا باقاعدہ آغاز تلاوت قرآن پاک سے ہوا جس کی سعادت جناب نعمان حمید حاصل نے کی، پروفیسر امین انجم نے احمد ساقی کی نعت ’’وہ ایک خوشبو کہ جس کی کوئی مثال نہیں۔۔۔ میرے حضورﷺ کی پوشاک سے نکلتی تھی‘‘ کو پر سوز ترنم کیساتھ پیش کیا۔ جسے حاضرین نے والہانہ عقیدت و محبت سے سماعت فرمایا۔اختر شمار نے کھنکتی خاک‘‘ کے حوالے سے اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ اوکاڑہ سے تعلق‘‘ رکھنے والے اسلم کولسری کے بعد احمد ساقی وہ مرد سخن ہیں جنہوں نے شہر کی لاج رکھی ہے۔انکی زبردست شاعری پڑھ کر روح سرشار ہو جاتی ہے۔ایم زیڈ کنول نے اپنے مقالے بعنوان’’ درِ امکان کا ساقی احمد ساقی‘‘ پیش کرتے ہوئے کہا کہ احمد ساقی کے پُراثر کلام میں جمال و کمال بھی ہے اور شمس و قمر کی رعنائیاں بھی جو قاری کی بھرپور متوجہ حاصل کرتا ہے،انکی شاعری درحقیت نسل نوع کی معمار بھی ہے انہوں نے اپنی ادبی تنظیم جگنو انٹرنیشنل کی جانب سے صاحب کتاب احمد ساقی کو مبارکباد پیش کی اور ادبی تنظیم چوپال کی ادبی خدمات کو بھی سراہا۔زاہد مسعود نے محفل کے جمود کو توڑا اور احمد ساقی کی فن و شخصیت کے حوالے سے اپنی دلچسپ ومزاحیہ تحریر سے حاضرین کے چہروں پر مسکراہٹیں بکھیر دیں،اپنے دیرینہ و پختہ تعلقات کے تذکرہ کیا اور پہلے مجموعہ کلام کی اشاعت پر دلی مبارکباد بھی پیش کی۔ناہید شاہد نے بھی اپنے اظہار خیال میں کتابِ ماضی کے اوراق پلٹے اور اپنے احمد ساقی کیساتھ ۴۰۔۳۵ سالہ پُرانے یادگار تعلقات کا ذکر کیا انہوں نے صاحب کتاب کو خوبصورت ادبی

کاوش پر مبارکباد پیش کی اور مزید کامیابیوں کے لئے دعائیہ کلمات بھی پیش کئے۔غلام حسین ساجد کا کہنا تھا کہ احمد ساقی کی فنی جدت نے حیران کر دیا ہے،ہر غزل کا ہر مصرعہ خوب و کمال ہے اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ ہو۔نئی غزل کے سپہ سالار عباس تابش نے ''کھنکتی خاک'' کو لمبی ریاضت کا نتیجہ قرار دیتے ہوئے کہا کہ انکے کلام میں ہر قسم کا اظہار ہے،انکے اشعار میں ضربِ مثل بننے کی پوری صلاحیت موجود ہے یہ اشعار ان شاء اللہ تعالی ضرور سفر کرتے رہے گے۔احمد ساقی کا کلام ''روداد مجھ سے دل کی سنائی نہیں گئی'' امین انجم نے پُرترنم پیش کیا جو سماعتوں کو تسکین کا باعث بنا۔احمد ساقی نے تحسینی کلمات پیش کرنے پر تمام احباب سے اظہار تشکر کیا اور چوپال کی ادبی کمیٹی خصوصاً محمد راشد مرزا، سلمان اور نعمان کا بھی تہہ دل سے شکریہ ادا کیا جن کی پُرخلوص اور بے غرض کاوشوں نے محفل کو عملی شکل دی۔انہوں نے اپنے ادبی سفر پر روشنی ڈالی اور چند فرمائشی غزلیں بھی پڑھیں ،سامعین ''واہ،واہ۔سبحان اللہ'' اور تالیوں سے اظہارِ پسندیدگی کرتے رہے۔صدرِ محفل ڈاکٹر خواجہ محمد ذکریا نے کہا کہ احمد ساقی با ادب، بااخلاق اور باصلاحیت شخص ہیں،انکی انکساری و عاجزی ایک طرف مگر شاعری میں دیوانگی کی انتہا ہے۔انکا کلام دلوں کو چھولیتا ہے جو ہمیشہ اہل ذوق احباب کے لئے مرکزِ نگاہ رہے گا۔

محترم غلام حسین ساجد کی زیرِ صدارت تقریب کے دوسرے حصے ''مشاعرے'' کے آغاز ہی میں رضوان شیخ اور حکیم عاکف ریاض نے اپنے دلکش کلام سے محفل میں ادبی رنگ بھر دیا اور بھرپور داد و تحسین کے حقدار بنے۔ کویت سے تشریف لائے معروف شاعر خالد سجاد کی خصوصی درخواست پر انہیں مائیک پر مدوح کر لیا گیا انہوں نے اپنی دل موہ غزلوں سے محفل کو چار چاند لگا دیئے سامعین نے دل کھول کر داد دی۔ ویسے بلاشبہ ناظم محفل سخنور نجمی نے تمام شعراء کہ ادبی قد کا خوب خیال رکھا جسکے سبھی انکے مداح ہوئے، اُنکی اچھی نظامت ہی درحقیقت سامعین کے لئے تقریب میں دلچسپی کا باعث رہی۔ خوش لحن شاعر انعام کبیر کے کلام سے بھی سامعین بہت لطف اندوز ہوتے رہے۔ پروفیسر امین انجم نے اپنا باکمال کلام پُرترنم پیش کرکے سبھی کو خوب محظوظ کیا۔ محمد خاور، سلمان رسول نے بھی اپنے اپنے منفرد کلام و خوبصورت لہجے سے تقریب میں خوب رنگ جمایا۔ بشریٰ ناز کی پنجابی میں پیش کی گئیں غزلوں اور نظم میں جدیدیت، روانی اور سادگی دلوں کو خوب بھا گئی۔ حسیب اعجاز عاشر نے پنجابی کے چند اشعار پر ہی اکتفا کیا۔ شہباز احمد شاہین اور اعجاز ساحر کے تازہ اشعار نے محفل کی ادبی چمک دمک میں مزید اضافہ کر دیا۔ اظہر اقبال اظہر اور احمد خیال نے بھی مشاعرے کے سفرِ عروج کا خوب خیال رکھا اور اپنے کلام سے داد بٹورتے رہے۔ یہ سوہانی محفل اپنی اختتام کی جانب بڑھ چکی تھی اور نامور شاعرہ ایم زیڈ کنول نے صاحب کتاب احمد ساقی کی فن و شخصیت کے حوالے ایک خوبصورت غزل پیش کی جسے

بہت پسند کیا گیا انہوں نے ایک غزل بھی سماعتوں کی نذر کی۔ انتظار کی گھڑیاں ختم ہوئیں اور صاحب کتاب محترم احمد ساقی کو دعوت سخن دیا گیا، احمد ساقی اپنے کلام میں خوبصورت انداز و مہارت، نہایت دھیمے لہجے، وسعت، انفرادیت، معنویت کے باعث حلقہ شعر و ادب میں اپنا ایک خاص مقام رکھتے ہیں اور اس تقریب میں بھی سامعین انکے پیش کئے گئے رنگ کمال و کلام سے بہت متاثر ہوئے اور تالیوں کی گونج سے مسلسل پسندیدگی کی سند پیش کرتے رہے۔ صدرِ مشاعرہ غلام حسین ساجد کسی تعارف کے محتاج نہیں تقریباً ۲۱ تصانیف کے خالق ہیں، نے بھی لطافت سے مالا مال اپنے کلام سے تقریب کے وقار کو بلند ترین کر دیا۔ مہمانان خصوصی کے ہمراہ خصوصی تصویری سیشن اور ٹی پارٹی کے ساتھ یہ ادبی محفل حسین یادیں چھوڑتی ہوئی اپنے اختتام کو پہنچی۔ محترم احمد ساقی کی نظم "مجھے جرم ضعیفی میں" کے چند مصرعے نذرِ قارئین۔۔۔

کسی ایسے شکستہ خاک کوزے کی طرح درگاہ میں رکھا گیا ہے
کہ جس میں آب کا قطرہ کبھی ٹھہرا نہیں کرتا
جہاں غیرت کا بادل بھی کبھی گرجا نہیں کرتا
حمیت کی کوئی بارش جہاں برسا نہیں کرتی
تشخص کا کوئی کانٹا جہاں زخمی نہیں کرتا
اسی جرم ضعیفی نے

"مُسفرہ انٹرنیشنل کے زیرِ اہتمام" ایک شام فرزانہ خان نیناںؔ کے نام

بلاشبہ فروغ اُردو ادب کے حوالے سے متحدہ عرب امارات ہر دور میں بہت زرخیز ثابت ہوا ہے۔ سلیم جعفری کے مشاعرے اپنی مثال آپ کو اب حاضرین کے دل و دماغ پر اپنے گہرے نقوش ثبت کئے ہوئے ہیں۔ انہوں نے جس طرح ادبی شاموں کی بنیاد رکھی اس نے ادبی منظر نامے پر اپنے انمنٹ نقوش چھوڑے ان کے بعد جناب ظہورالسلام جاوید نے ابو ظہبی میں اس علم کو بلند کیا اور ابھی تک یہ سلسلہ جاری ہے، جبکہ پاکستان ایسوسی ایشن دبئی بھی ایک تسلسل کے ساتھ ادبی تقریبات کے انعقاد کے حوالے سے بہت فعال کردار ادا کر رہا ہے۔ امارت میں شعراء کا بسلسلہ روزگار قیام پذیری اور وطن واپسی کا سلسلہ ابھی تک جاری ہے۔ سلیمان جاذبؔ امارات کے ادبی حلقے میں آئے تو چند ہی سالوں میں اپنا منفرد مقام بنانے میں کامیاب ہوئے اس کی بنیادی وجہ اخلاص نیت ہے۔ سلیمان جاذب نے اپنے سطح پر اردو کی ترویج و ترقی کے لئے ادبی اور ثقافتی تنظیم "مُسفرہ انٹرنیشل" قائم کی تاکہ ادب اور ثقافت کی خدمت کی جاسکے اور وہ اس میں کافی حدتک کامیاب بھی ہیں انہوں نے ان تنظیم کے زیر سایہ بہت سے ادبی و ثقافتی پروگرامز کا اہتمام کیا۔ خصوصاً امارات میں آنے والے مہمان شعراء کے اعزاز میں تقاریب کا سلسلہ بھی تک جاری ہے۔ گزشتہ دنوں برطانیہ سے معروف شاعرہ "فرزانہ خان نیناں" دبئی تشریف

لائیں تو ان کے اعزاز میں یو اے ای میں مقیم معروف شاعر ڈاکٹر صباحت عاصم واسطی کے زیرِ صدارت ایک ادبی تقریب کا اہتمام کیا گیا۔ مقامی شعراء میں ڈاکٹر ثروت زہرہ، اختر ملک، زاہد علی درویش، کنول ملک، علی زیرک، آفتاب بابر ہاشمی اور خرم جان نے بھی محفل میں شرکت کرکے ادبی رنگ و رونق میں مزید اضافہ کر دیا۔

تقریب کا باقاعدہ آغاز تلاوت کلام ربانی سے کیا گیا جس کی سعادت جناب زاہد علی درویش نے حاصل کی۔ صدر محفل جناب ڈاکٹر عاصم واسطی نے بحضور سرورِ کونین ﷺ نعتیہ اشعار پیش کئے۔ تقریب کی نظامت کے فرائض سلیمان جاذب نے اپنے مخصوص انداز میں بخوبی سرانجام دیئے۔ تقریب سے گفتگو کرتے ہوئے معروف افسانہ نگار پیر محمد کیلاش نے محترمہ فرزانہ نیناں کے فن و شخصیت پر گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ فرزانہ نیناں بلاشبہ بہت اچھی شاعرہ ہی نہیں بلکہ ان کا تعلق میڈیا سے بھی ہے اور یہ بات خوش آئند ہے کہ باذوق اور اہم علم اس شعبہ سے منسلک ہیں اور علم و ادب کی ترویج کے لئے اپنی بساط کے مطابق کوششیں جاری رکھے ہوئے ہیں۔

جناب ڈاکٹر صباحت عاصم واسطی نے فرزانہ نیناںؔ کے بارے میں گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ فرزانہ آج بھی اپنے ماضی سے جڑی ہوئی ہیں ان کے کلام میں استعمال کی

گئی تراکیب اور موضوعات اپنی ثقافت کی عکاسی کرتے ہیں۔ان میں وہ ہی مناظر آج بھی دکھائی دیتے ہیں جو برسوں قبل چھوڑ کر برطانیہ چلی گئیں تھیں۔انہوں نے کہا کہ مُسفرہ انٹرنیشنل کے زیر اہتمام اس تقریب میں جتنے بھی شعراء نے شرکت کی ان کے کلام میں نیا پن اور اچھوتے موضوعات ہیں جو اب ناپید ہوتے دکھائی دے رہے ہیں لیکن یہ اچھی بات ہے کہ نئے لکھنے والے اچھے شعر لکھ رہے ہیں۔

محترمہ فرزانہ نیناں نے اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ متحدہ عرب امارات میں جب بھی آنا ہوا یہاں مقیم شعرا اور ادیبوں سے مل کر بہت خوشی ہوئی۔اور جس قدر اچھا کلام یہاں لکھا اور پڑھا جا رہا ہے وہ بہت کم ہی سننے کو ملتا ہے اور دوسری اہم بات کہ یہاں یہاں مقیم شعراء باقاعدگی سے لکھ رہے ہیں اور ان کے کلام میں نکھار کی وجہ یہاں ڈاکٹر عاصم واسطی، ظہورالاسلام جاوید اور بھی ہے۔۔انہوں نے سلیمان جاذب اور ان کی ٹیم کو پروگرام کے انعقاد پر سراہا اور کہا کہ جب تک نئی نسل اردو ادب کی خدمت کے لئے آگے آتی رہے گی اردو اپنی ترقی کی منازل طے کرتی رہے گی۔ تقریب میں ڈاکٹر صباحت عاصم واسطی اور فرزانہ نیناں کے علاوہ یو اے ای میں مقیم شعراء جن میں ڈاکٹر ثروت زہرہ، سلیمان جاذب، اختر ملک، زاہد علی درویش، کنول ملک، علی زیرک، آفتاب بابر ہاشمی اور خرم جان نے اپنا کلام پیش کیا۔ اور پروگرام کے اختتام پر

محترمہ فرزانہ نیناںؔ کو مُسفرہ انٹر نیشنل کے طرف سے اُنکی ادبی خدمات کے اعتراف میں تعریفی سند بھی ڈاکٹر عاصم واسطی، ڈاکٹر ثروت زہرہ اور سلیمان جاذبؔ نے پیش کی۔

مشاعرہ میں پیش کیۓ گۓ شعراء کرام کے کلام سے منتخب چند اشعار ذوقِ قارئین کی نذر

خرم جان

گھر سے باہر میں جاؤں تو کیسے

شہر کا شہر مجھ پہ ہنستا ہے

آفتاب بابر ہاشمی

دست سفاک میں تھے ظلم کے خنجر کتنے ۔

آنکھ نے دیکھے ہیں کٹتے ہوۓ منظر کتنے

علی زیرک

تم کہیں ہم کہیں پڑے ہوۓ ہیں

راستے برف سے ڈھکے ہوۓ ہیں

کنول ملک

جو ملا آج ایک مدت میں ۔

کھو نہ جاۓ کہیں وہ عجلت میں

زاہد علی درویش

وہ جس کے عشق نے برباد کر دیا ہم کو ۔
وہ ہم سے پوچھتے ہیں کیا ہوا محبت کی
اختر ملک

پھر تذکرہ کسی کا حوالے میں آ گیا
دریا کہیں سے ٹوٹ کے کھالے میں آ گیا
سلیمان جاذبؔ

ترے الفاظ تیرے ہیں تو ہوں گے
ترا لہجہ ترا لہجہ نہیں ہے
یقیناً خوشنما ہے دیکھنے میں
تمہارا شہر گھر جیسا نہیں ہے
ڈاکٹر ثروت زہرہ

زمیں سے پہلے زماں سے پہلے بس ایک میں تھی بس ایک تم تھے ۔
نظر سے پرے گماں سے پہلے بس ایک میں تھی بس ایک تم تھے
خدائے سادہ تمہیں خبر کیا یہ عشق کیا ہے وفور کیا ہے؟
کھلی ہوئی خوئے جاں سے پہلے بس ایک میں تھی بس ایک تم تھے
فرزانہ نیناںؔ

ہوا کے شور کو رکھنا اسیر جنگل میں ۔
میں سن رہی ہوں قلم کی صریر جنگل میں

ہوا میں آج بھی روتی ہے بانسری نیناںؔ
اُداس پھرتی ہے صدیوں سے ہیر جنگل میں

صباحت عاصم واسطی

دیکھتا ہوں میں اسے منظر میں گم ہوتے ہوئے
اور پھر اپنی نظر سے دور ہو جاتا ہوں میں

عجب انداز کا آیا ہے اب کے زلزلہ عاصمؔ
گری دیوار لیکن سایہ دیوار باقی ہے

شاہ نواز سواتی کے اعزاز میں ادبی محفل

متحدہ عرب امارات میں بڑی محافل سے گھریلو نشستوں تک ،ہر رنگ ڈھنگ میں ، ہر سطح پر ہر مقام پر منعقد ہونیوالے مشاعروں کی تاریخ ظہورالسلام جاوید کے ذکر کے بغیر کبھی مکمل نہیں ہو سکتی، سمندر پار آنے والے مہمان شعراء کرام کے اعزاز میں ادبی محافل کے انعقاد کے حوالے سے بھی اپنی بے پناہ چاہت و اپنائیت نچھاور کرنے میں پیش پیش رہتے ہیں۔چند روز قبل بھی پاکستان سے تشریف لائے شاہ نواز سواتی کے اعزاز میں ظہورالسلام جاوید نے اپنی دولت کدہ پے ایک پُر وقار و شاندار مشاعرے و عشائیہ کا اہتمام کیا جبکہ حسیب اعجاز کو بھی خصوصی طور پر مدعو کیا گیا تھا۔ظہورالسلام جاوید کی شفقت،خلوص و محبت اہل ادب حضرات کو محفل میں کھینچ لاتی ہے۔یہی وجہ ہے کہ امارات میں مقیم شعروادب کے درخشندہ ستارے اس محفل کی ادبی فضا کو بھی جگمگا رہے تھے،جن میں یعقوب تصور،ڈاکٹر صباحت عاصم واسطی، سلمان احمد خان، آصف رشید اسجد، فرہاد جبریل، تابش زیدی شامل تھے، جبکہ عادل فہیم اور عمیر احسان نے بھی شرکت کرکے محفل کو وقار و اعتبار بخشا۔صدارت کے منصب پر میزبانِ محفل ظہورالسلام جاوید متمکن تھے۔سلمان خان نے خوبصورت اور تخلیقی جملوں سے اپنی نظامت کے فرائض انجام دیتے ہوئے محفل کو چار چاند لگا دیئے۔تلاوت کی سعادت مفتی شفیع اللہ نے حاصل کی اور سبھی

فیضیاب ہوئے۔ سلمان احمد خان نے بارگاہِ رسول ﷺ میں گلہائے عقیدت کے لئے اپنے نعتیہ اشعار ''جلوہ نما تجلی معبود جا بجا۔۔یہ کوچہ رسول ﷺ ہے یا کوہِ طور ہے'' پیش کئے۔ تقریب کے آغاز میں ظہور السلام جاوید کے چھوٹے بھائی، سینئر صحافی محترم احتشام الرحمٰن کے انتقال پر ملال پر فاتحہ خوانی بھی کروائی گئی،یاد رہے احتشام الرحمٰن اچانک حرکت قلب بند ہو جانے سے ایک ماہ قبل کراچی میں انتقال پا گئے تھے۔

مشاعرے کا دیا روش ہوا تو تابش زیدی، فرہاد جبریل، آصف رشید اسجد، سلمان احمد خان، ڈاکٹر صباحت عاصم واسطی اور یعقوب تصور نے اپنے اپنے منفرد لب و لہجہ اور کلام میں تراکیب کی جدت ، حسن، قدرت کلام، عمدہ تخیل، الفاظ کی مٹھاس سے سماعتوں میں خوب رس گھولا اور بھرپور داد و تحسین کے حقدار بنے۔ محفل میں پڑھے گئے اِنکے کلام سے منتخب اشعار قارئین کے ذوق کی تسکین کے لئے حاضر ہیں۔

تابشؔ زیدی

ضرورت ہے یہاں احساس کو بیدار کرنے کی

جو ہیں انسان کے دشمن انہیں انسان سا کردے

آصف رشید اسجدؔ

یہ میر سانس جو چاہے خرید سکتا ہے

میں بھر کہ بیچ رہا ہوں اسے غبارے میں

فرہاد جبریل

میں ایک سجدہ کروں گا اُس کے حضور ساقی
شراب خانہ شراب خانہ نہیں رہے گا

سلمان خان

مسافروں کے مزاج سے تو یہ لگ رہا ہے
انہوں نے موسم خراب دیکھا نہیں ابھی تک

ڈاکٹر صباحت عاصم واسطیؔ

وہاں لگان محبت پر دینا پڑتا ہے
ہم اِس لئے تری تحصیل میں نہیں جاتے

یعقوب تصور

صحراؤں میں عمر ہماری ریت ہوئی
گھر والوں نے تاج محل تعمیر کیا

مہمان خصوصی شاہ نواز سواتی، جو شاعری کے حوالے سے ایک جانا پہچانا نام ہیں، کو دعوت سخن دیا گیا۔اِنکے مجموعہ کلام ''ہم تو چپ تھے'' پر سلطان سکون کا اپنے تبصرے میں کہنا ہے کہ یہ خوبصورت شاعر ہی نہیں ایک خوبصورت دل و دماغ اور درد مند طبیعت کا انسان بھی ہے۔آصف ثاقب لکھتے ہیں کہ شاہ نواز کی غزل

معصوم دل اور بے داغ ذہن کی فنکارانہ دسترس کی مثال پیش کرتی ہے، جس کے پیراہوں کو خلوص قلب و نظر سے برتا گیا ہے، جبکہ پروفیسر بشیر احمد سوز کا خیال ہے کہ شاہ نواز سادا اور سہل زبان میں شعر کہتے ہیں انکے پاس اشعار کا ایک ذخیرہ موجود ہے جو ان کی روح سے اٹھ کر زبان سے پھل دیتا ہے۔شاہنواز سواتی نے خوبصورت شعری نشست کے انعقاد پر تہہ دل سے شکریہ ادا کیا اور ظہورالسلام جاوید کی منظم ادبی خدمات کو محبت کے بیش بہا ندرانے بھی پیش کیے۔۔انہوں نے کلام سماعتوں کی نذر کیا تو سامعین نے بھرپور پسندیدگی کا اظہار کیا۔انکا حسن تخیل آپ بھی دیکھیئے۔

محبت تخت بھی ہے، دار بھی ہے
محبت سہل بھی ہے دشوار بھی ہے

میزبان و صدر محفل ظہورالسلام جاوید نے پہلے تمام شعراء کرام سے اظہار تشکر کیا جو نہایت شارٹ نوٹس پر بہت شوق کے ساتھ محفل کی رونق کو دوبالا کرنے کے لئے بصد خلوص تشریف لائے انہوں نے مہمانان خصوصی کا بھی خصوصی شکریہ ادا
کیا۔ظہورالسلام جاوید کی غزل کی چاشنی اور اندازبیاں سے تمام سامعین بہت مسحور ہوئے ۔ایک خوبصورت منتخب شعر ملاحظہ کیجئے۔

یوں دوستوں نے ختم کیا چھپے یقین کو
میں چہرا دیکھتا ہوں کبھی آستین کو

یوں ایک خوبصورت اور باوقار شعری نشست اپنے اختتام کو پہنچی اور شرکاء پر تکلف عشائیہ سے بھی لطف اندوز ہوئے۔ بعدازاں ، ۳ مارچ ۲۰۱۶ کو ابو ظہبی میں عالمی مشاعرے کے انعقاد کے حوالے سے مشورے ہوئے ،اور انتظامی امور کو خصوصی طور پر زیرِ بحث لایا گیا، اراکین مجلس نے مہمان شعراء کے حوالے سے بھی اپنی آرا کا اظہار کیا،اور اس موقع میں اس عزم کا اظہار بھی کیا گیا ہے کہ فروغِ ادب کے لئے ان کاوشوں کا تسلسل جاری رہے گا ان شاء اللہ۔۔

یہ زمانہ قلم کا ہے!

پی ایف یو سی کے زیرِ اہتمام "کالم پوائنٹ" کی تقریب رونمائی
تین سال قبل صحافت سے وابستہ درخشندہ ستاروں، جن میں شہزاد چوہدری، سید بدر سعید، عبدالماجد مالک، فرخ شہباز وڑائچ اور شہباز سعید آسی شامل تھے، نے پی ایف سی یو کی بنیاد بغیر کسی ذاتی مفادات و غرض کے اس ون پوائنٹ ایجنڈے پر رکھی کہ سینئرز اور جونیئرز لکھاریوں کے درمیان فاصلوں کو بتدریج کم سے کم کیا جاسکے تاکہ نئے لکھاریوں کی حوصلہ افزائی بھی ہو اور سینئرز کی رہنمائی سے انکی تحریروں میں ایسی پختگی اور نکھار پیدا کیا جاسکے جو تفکر کیساتھ چاہت و خلوص کا درس دیتا ایک ایسا معاشرہ اور ایک ایسا مربوط و مضبوط نظام رائج کرنے کے لئے راہوں کے تعین میں مددگار ثابت ہوں۔ جہاں ہر حال میں مذہبی اقدار کو مقدم سمجھا جائے، تدریسِ اصلاح عام ہو، افراد اپنے فرائض و حقوق سے باخوبی آگاہ ہوں اور اِن کی ادائیگی کے لئے عمل پیرا بھی ہوں۔

اور آج پی ایف یو سی نے عملی طور پر اپنی منزل کی جانب ''کالم پوائنٹ'' کی اشاعت کی صورت میں پہلا قدم بڑھا دیا ہے، جسکا سہرا چیئرمین پی ایف یو سی شہزاد چوہدری، صدر پی ایف یو سی عبدالمالک ماجد کی زیر سرپرستی فرخ شہباز وڑائچ کے سر ہے جنکو حافظ محمد زاہد کی معاونت بھی حاصل رہی۔ فرخ شہباز وڑائچ کی مرتب کردہ ''کالم پوائنٹ'' لکھاریوں کی حوصلہ افزائی اور پذیرائی کیلئے بلاشبہ ایک چونکا دینے والی بھرپور کامیاب کاوش ہے جس میں اہل قلم حضرات نے توقعات سے بڑھ کر عصری تقاضوں کے مصداق مثبت فکر کو معاشرے میں عام کرنے، معاشرتی ناہمواریوں کے سدباب کی ترجیحات کیساتھ، صدائے ضمیر پر لبیک کہتے ہوئے، سچ کو سچ اور جھوٹ کو جھوٹ لکھتے ہوئے، جستجوِ حقائق کی تڑپ لئے معاشرے کی اصلاح میں اپنا اپنا کردار ادا کرنے میں کامیابی حاصل کی ہے۔اِن تحریروں میں اجتماعی فکر و دانش اور ذہنی طور پر ہم آہنگی کے احساس نے ثابت کر دیا ہے کہ یہ زمانہ قلم کا ہے۔

.

کالم پوائنٹ'' جو ۴۶ لکھاریوں کے منتخب کالموں پر مشتمل ہے، کی تقریب رونمائی کا انعقاد'' مقامی ریسٹورنٹ میں پاکستان فیڈرل یونین کالمسٹ کے زیر اہتمام کیا گیا۔ تقریب کا باقاعدہ آغاز تلاوت قرآن پاک سے ہوا جسکی سعادت حافظ محمد زاہد نے حاصل کی، جسے شرکاء نے بڑی محبت و عقیدت سے سماعت فرمایا۔ فرخ شہباز وڑائچ نے دلفریب، اور تخلیقی جملوں سے اپنے سٹیج سیکریٹری

کے فرائض باخوبی و حسن انجام دیئے، سبھی اُنکے مداح ہوئے۔ سٹیج کے گلدستے کو گلستانِ صحافت کے رؤف طاہر، نجم ولی ، عابد سلمان، شہزاد چوہدری، عبدالمالک ماجد، طاہر تنولی، رفعت مظہر، پروفیسر رشید، افضال ریحان، جیسے سدابہار پھولوں سے آراستہ کیا گیا تھا۔ محمد نورالہدی، میاں انور کمیانہ، پروفیسر حکیم شفیق کھوکھر، حافظ زاہد ، سید عالم، مقدس فاروق اعوان، میاں مبشر، ظفر اقبال ظفر، فاروق احمد، صدیف گیلانی، عثمان ظفر، علی ارشد، احمد رحمان، وسیم عباس، فرید رزاقی، فخر عباس، زونیر، عاطف رحمان، طاہر رشید سمیت پی ایف یو سی کی شفقت و عنائیت اہل قلم حضرات کی کثیر تعداد کو تقریب میں کھینچ لائی تھی

سب سے پہلے مقابلہ بہترین کالم بعنوان ''علامہ اقبال کا تصور ریاست اور موجودہ پاکستان'' پر پہلی پوزیشن حاصل کرنے والے کالم نویس سردار اختر چوہدری (کسووال) کو بدستِ ڈاکٹر طاہر حمید تنولی اور نجم ولی خان کے یادگاری شیلڈ پیش کی گئی جبکہ دوسری پوزیشن کیلیئے محمد طاہر تبسم درانی نے بھی عابد سلمان اور رؤف طاہر سے ایوارڈ وصول کیا شرکاء نے تالیوں کی گونج میں ان نوجوان لکھاریوں کو داد و تحسین پیش کیا۔

فرخ شہباز وڑائچ نے ابتدائیہ کلمات پیش کئے اور مقررین کے قداور اکرام کا خوب خیال رکھتے ہوئے اظہار خیال کے لئے مدوح کیا۔ عاطف رحمان نے کہا ''کالم

پوائنٹ" کی اشاعت سے لکھاریوں کو ایک نیا جذبہ ملا ہے۔ چیئر مین پی ایف یو سی شہزاد چوہدری نے تمام مہمانان گرامی اور شرکاء کا تہہ دل سے شکریہ ادا کیا جن کی شرکت کی تقریب کی یادگار بنا دیا۔ انہوں نے پی ایف یو سی کے اغراض و مقاصد پر روشنی ڈالی اور کالم پوائنٹ" کی اشاعت کو عملی شکل دینے پر اپنی ٹیم کی خدمات کا تذکرہ بھی کیا۔ صدر" پی ایف یو سی عبدالمالک ماجد کا کہنا تھا کہ پی ایف یو سی نے روز اول سے ہی بلاامتیاز لکھاریوں کو ایک پلیٹ فورم پر اکٹھا کرنے اور ان کی حوصلہ افزائی کرنے کی کوششوں میں سرگرم عمل ہے اور ان شاء اللہ تعالیٰ یہ سلسلہ جاری رہیگا۔ سینئر کالم نگار افضال ریحان نے اپنے صحافتی سفر کی کچھ دلچسپ یادوں کو سامعتوں کی نذر کرکے حاضرین کو بہت محظوظ کیا۔ مقبول کالم نویس نجم ولی نے نوجوان لکھاریوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ آپ ہی پاکستان کا مستقبل ہو، آپکو چاہیے کہ ' اپنی تحریر میں صرف اپنی رائے کا اظہار کریں نہ کہ کسی کی ترجمانی کا تاثر دیں۔ "کالم پوائنٹ" میں آپ کے تحقیقی مضامین پڑھ کر خوشی ہوئی ہے، دعاگوہ ہوں کہ آپ اسی طرح دیانتداری سے اپنا صحافتی سفر جاری رکھیں۔ نامور صحافی سلمان عابد نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ تنقید عزتیں اچھالنے کے لئے بلکہ اصلاح کے لئے کی جاتیں ہیں اسلئے لکھاری کو تہذیب کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑنا چاہیے ۔ محترمہ رفعت مظہر، پروفیسر رشید اور ڈاکٹر طاہر حمید تنولی نے بھی محفل کی مناسبت سے بصیرت افروز گفتگو کی۔

صدر محفل معروف کالم نویس، تجزیہ نگار رؤف طاہر نے پی ایف یو سی کی صحافتی خدمات کو خوب سراہا اور "کالم پوائنٹ" کو بڑی ایچومنٹ قرار دیا اور اس امید کا بھی اظہار کیا کہ یہ سلسلہ ایک تسلسل کے ساتھ جاری و ساری رہے گا۔انہوں نے کہا کہ جمہوریت ہی پاکستان کی بقاء کا ضامن ہے اور چند افراد کی کوتاہیوں اور غلطیوں کے وجہ سے کسی ادارے پر تنقید کرنے کا کوئی جواز نہیں بنتا۔ مقررین نے فرخ شہباز وڑائچ کی صحافتی خدمات کو محبت کے بیش بہا ندرانے بھی پیش کیے۔اختتامی کلمات بھی فرخ شہباز وڑائچ کے حصے میں آئے۔ فرید رزاقی کے ذکر کیے بغیر تحریر مکمل نہیں ہو سکتی جنھوں نے تقریب کے ہر یادگار لمحات کو بڑی مہارت اور برق رفتاری سے کیمرے کی آنکھ میں محفوظ کیا اور سوشل میڈیا پہ تقریب کے بعد بھی تقریب کے لطف کو دوبالا کردیا۔ تصویری سیشن کے بعد پُر تپاک ظہرانے کا اہتمام بھی کیا گیا تھا۔

یوں اِس عہد کے ساتھ یہ یادگار تقریب اپنی یادیں چھوڑتی اپنے اختتام کو پہنچی کہ انشاء اللہ تعالی یہ سلسلہ آگے بڑھے گا اور پی ایف یو سی ایسے کئی مواقع فراہم کرے گی کہ لکھاری اسی احساس ذمہ داری کے ساتھ اپنی پیشہ وارانہ صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے لکھنے کا حق ادا کرتے رہیں گے تاکہ ایسی کئی نئی کتب کو منظر عام پر لایا جا سکے۔ جس سے اہل ذوق قارئین بھی مستفید

ہوتے رہیں گے ان شاء اللہ تعالی۔

بجتی ہے میرے دل میں تیری یاد کی پائل

تعلیم، تجارت کے علاوہ صحافت، شعر و ادب اور گائیکی سمیت ہر شعبہ جات میں دیگر ممالک کی طرح برطانیہ میں بھی مقیم پاکستانی اپنے کام سے لگن، صلاحیتوں، مسلسل جدوجہد، انتھک محنت، ذہانت اور مثبت کردار کی بدولت اپنے نام کا لوہا منوا رہے ہیں اور وطن عزیز کے وقار کو بھی بلندترین کر رہے ہیں۔ بے پناہ وقار و عزت حاصل کرنے کے باوجود عاجزی و انکساری کا دامن تھامے، مکمل اخلاص کے ساتھ جو دیارِ غیر میں مقیم نمایاں پاکستانی شخصیات وطن سے شدید محبت رکھتیں ہیں اور ہر موقع اور ہر سطح پر اپنے وطن کے مفادات کو کبھی پس پشت نہیں ڈالتیں وہ پاکستان کے لئے کسی بھی انمول اثاثے سے کم نہیں۔ تو ایسے میں انکی پاکستان آمد پر انکا پرجوش استقبال اور انکے اعزاز میں پُروقار اور شاندار تقریبات کا انعقاد کیوں کر نہ ہو۔ نامور شاعر، نغمہ نگار و کمپوزر نعیم حیدر کا شمار بھی ایسے ہی انمول شخصیات میں ہوتا ہے جن کیلئے کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ آپ اپنا تعارف ہوا بہار کی ہے۔ گزشتہ ۲۳ سال سے یوکے میں مقیم ہیں اور شعبہ تجارت سے وابستہ ہیں اور نہایت ہی قلیل عرصہ میں حلقہ شعر و ادب کے ساتھ ساتھ دنیا گائیکی میں وہ مقام حاصل کرنے میں کامیاب ہو چکے ہیں جس کے لئے کئی سنیئرز اب بھی متلاشی ہیں۔ انکا اصل نام محمد نعیم ہے، ضلع اٹک سے تعلق رکھتے ہیں ابتدائی

تعلیم اٹک سے ہی حاصل کی جبکہ پنجاب یونیورسٹی سے پولی ٹیکنکل سائنس اور ہسٹری میں ماسٹر کیا۔کالج لائف سے ہی سے شعر وادب اور موسیقی سے خاص لگاؤ تھا۔امجد السلام امجد، احمد فراز اور پروین شاکر انکی پسندیدہ ادبی شخصیات ہیں ۔انکا پہلا مجموعہ کلام تم سے مل کر'' ۲۰۰۸ میں شائع ہوا۔اب تک انکی گیت نگاری پر چودہ البم ریلیز ہو'' چکے ہیں جن میں سے ''مائی ڈیرسٹ ماں''،'' مہواشہ ''اور'' جاوداں'' برٹش ہاؤس آف پارلیمنٹ آف کومنز میں لانچ ہوئے، جبکہ ''ماریہ'' ، حسین راتیں'' ، ''وفا ہم کریں گے''، ''تم سے مل کر''، ''تمہارا پیار'' اور دیگر بھی بہت مقبول عام ہیں ۔ حال ہی میں انکی شاعری اور کمپوزنگ میں ریلیز ہونے والا البم ''بے خودی'' بھی موسیقی کا ذوق رکھنے والوں سے بہت محبتیں سمیٹ رہا ہے۔آپکی غزلیں دنیائے موسیقی کے قدآور گلوکاروں نے گائی ہیں، جن میں پاکستان سے غلام علی، غلام عباس، حامد علی خان، حمیرا چنا، شبنم مجید، فریحہ پرویز، انور رفیع، خلیل حیدر، علی عباس، علی رضا، ترنم نازاور ثمینہ ملک جبکہ ہندستان سے الکا یاگنیک، ہنس راج ہنس، ہری ہرن، راجہ کاشف، سوزانہ انصر اور گلفام شامل ہیں ۔

گزشتہ دنوں نعیم حیدر مختصر دورے پر برطانیہ سے تشریف لائے تو انکے اعزاز میں معروف شاعرہ محترمہ ناز بٹ نے لاہور کے مقامی ہوٹل میں ایک خوبصورت محفل نعیم حیدر کے ساتھ ایک شام ''کا اہتمام کیا۔پاکستان میں نعیم حیدر کے''

اعزاز میں منعقدہ کئی تقریبات میں یہ تقریب اپنی نوعیت کی سب سے منفرد اور نمایاں رہی ۔امجد اسلام امجد کے زیرِ صدارت ادبی فلک کے درخشندہ ستاروں سے آراستہ ہونے کے باوجود یہ محفل اعتبارِ ترتیب غیر رسمی سی رہی ۔اس محفل میں شعیب بن عزیز، قمر رضا شہزاد، اجمل نیازی اور خالد شریف نے مہمانان خصوصی کی حثیت سٹیج پر جلوہ افروز ہوئے۔شرکاء میں اجمل نیازی، رخسانہ نور، صغریٰ صدف، سعود عثمانی، شہناز مزمل، حمیدہ شاہین، شاہدہ دلاور شاہ، ڈاکٹر عمرانہ مشتاق، بینا گوئندی، غافر شہزاد، نیلم احمد بشیر، سعد اللہ شاہ، وسیم عباس، حفیظ اعجاز، لقمان بٹ، ریاض نعیم، امجد علی ، احمد سہیل، بابر وسیم، شمیم خان ،امتیاز چیمہ، پروفیسر محمد منیر اوسر مسعود اختر کی شرکت نے اس شاندار محفل کو فرحت وانبساط کے جذبات سے معمور کیا۔نظامت کا فریضہ میزبان محفل ناز بٹ نے انجام دیا، مہمان کا تعارف اور ابتدائیہ کلمات بھی پیش کئے ۔ محفل کی شمع دلچسپ انداز میں روشن ہوئی اور صدر محفل امجد اسلام امجد کو اظہار خیال کے لئے مدوح کر لیا گیا ،انہوں خوبصوت محفل کے انعقاد پر ناز بٹ کی کاوشوں کو سراہا اور نعیم حیدر کی ادبی خدمات کو خراج تحسین بھی پیش کیا اور ان سے اپنے پختہ ودیرینہ ادبی تعلقات کا تذکرہ بھی کیا

بدستِ امجد اسلام امجد نعیم حیدر کے نئے البم ”بے خودی“ کی رونمائی عمل میں لائی گئی، شرکاء نے تالیوں کی گونج میں صاحب محفل کو ڈھیروں مبارکباد

پیش کی۔ شاہدہ شاہ، وسیم عباس، قمر رضا شہزاد، بینا گوئندی، ناز بٹ اور رخسانہ نور نے نعیم حیدر کو مہکتے پھولوں کے گلدستے پیش کئے جبکہ صغری صدف جو تقریب کے اختتام سے چند لمحے قبل پہنچ پائیں، نے بھی پھولوں کا گلدستہ صاحب محفل کو پیش کرکے رونق کر دوبالا کر دیا۔

غافر شہزاد کو دعوت سخن دیا گیا توانہوں نے اصرار کیا کہ ہم اپنے معزز مہمان نعیم حیدر کو ہی سننے آئیں ہیں تقریباً سبھی شریک شعراء کرام کی حمایت بھی غافر شہزاد کی رائے کو تقویت دینے میں کارگر ثابت نہ ہو سکی۔ کیونکہ صاحب محفل نعیم حیدر کی اس خواہش کو کہ، وہ سبھی کو سننا چاہتے ہیں، کو رد کرنا ناممکن تھا۔ بہرحال ہلکے پھلکے مشاعرے کا آغاز ہو ہی گیا غافر شہزاد کے جدت پسندانہ کلام کی مٹھاس سماعتوں میں خوب رس گھولا اور پذیرائی حاصل کی۔ نوجوان شاعر وسیم عباس کی پر اثر اور اثر انگیز شاعری نے بھی خوب رنگ جمایا۔ منفرد لہجے اور الگ رنگ و آہنگ سے جانے پہچانے والے سعود عثمانی نے اپنی منتخب غزل پیش کرکے خوب داد و تحسین حاصل کی ،انہوں نے اظہار خیال کرتے ہوئے کہا نعیم حیدر سے میرا ملاقاتوں سے زیادہ گہرا تعلق کا رشتہ ہے،بہت محبت کرنے والے انسان ہیں اور انکی شاعری کا تو کیا ہی کہنا۔ قمر رضا شہزاد نے بھی نعیم حیدر کی شخصیت اور فن کے حوالے سے نہایت بصیرت افروز گفتگو کرکے محفل کی زینت بڑھائی۔ خالد شریف اور شعیب بن عزیز نے بھی اپنے

اظہار خیال میں نعیم حیدر کی ادبی خدمات کو قابل ستائش قرار دیتے ہوئے کہا کہ اپنے کام سے انکی لگن و خلوص اپنی مثال آپ ہے۔ طویل خاموشی کے بعد انکا منظر پے بھرپور انداز میں آنا اچھا سائن ہے۔ دعا گوہ ہیں کہ انکی کامیابیوں کا سفر جاری رہے۔

نعیم حیدر ما کو مائیک پر مدوح کیا گیا تو انہوں نے یادگار محفل کے انعقاد پر ناز بٹ کا شکریہ ادا کیا تمام مقررین سے تشکر کا اظہار بھی کیا جنھوں نے انہیں خوبصورت کلمات کے ساتھ نوازا اور پذیرائی بخشی۔ نعیم حیدر کی سحر انگیز اور دل کش ترنم کے ساتھ پیش کی گئی غزلوں نے تو سماں ہی باندھ دیا اور محفل کو بام عروج پر پہنچا دیا۔ تشنگان شعر وادب کی سماعتوں کو آسودگی بخشنے کے لئے منتخب قطعات سے بھی بزم کو سجایا۔ اگر یہ کہا جائے تو بے جا نہ ہو گا کہ انکے کلام میں روح عصر کی گونج اور کھرا پن جس میں جذبات کی شدت اور شائستگی سماعتوں کو تسکین کا باعث بنی۔ محفل میں پیش کی گئی غزلوں میں خیال کے چاک پر ایسی تخلیق تھی کہ زبانیں تو بے اختیار واہ واہ کہہ کر پسندیدگی کی سند پیش کر رہی تھیں۔

یوں نعیم حیدر کے دلفریب ترنم آمیز کلام کے ساتھ ساتھ ناظم محفل ناز بٹ کی دلکش نظامت اور حسین الفاظوں سے سجی گفتگو سے خوبصورت ادبی محفل اپنے اختتام

کو پہنچ چکی تھی۔ میزبان محفل ناز بٹ نے اختتامیہ کلمات پیش کرتے ہوئے تمام مہمانان کی شرکت پر تہہ دل سے اظہار تشکر کیا اور بھرپور معاونت پر وسیم عباس کی خدمات کو بھی سراہا، اور اس موقع پر انھوں نے "لاہور رائیٹرز فورم" کے قیام کا اعلان بھی کیا جس کے فاونڈرز ممبرز میں شعیب بن عزیز، قمر رضا شہزاد، ناز بٹ، رخسانہ نور اور وسیم عباس شامل ہیں ۔۔ عشائیہ کے اہتمام میں تاخیر پھر ایک مختصر مشاعرے کا موجب بن گئی۔ نیلم احمد بشیر نے کئی گیت پیش کئے اور دل کھول کا داد وصول کی۔ نعیم حیدر نے معروف گائیک مہدی حسن کی غزل پیش کرکے سماعتوں میں سر گھولا۔ صدر محفل امجد اسلام امجد کی پیش کی گئی مقبول نظم محفل کے اختتام کا اعلان ثابت ہوئی۔

نعیم حیدر کے پیش کئے گئے کلام سے منتخب اشعار قارئین کی ضیافت طبع کے لئے حاضر ہیں۔

تیرے آنے کا رہتا ہے گمان سا
مسلسل آہٹوں کے درمیان ہوں

گلا کیا کروں تیرے ظرف کا تو منافقوں کا سفیر ہے
تیرے لب پے میرا عروج ہے تیرے دل میں میرا زوال ہے

بجتی ہے میرے دل میں تیری یاد کی پائل

اک جشن سا رہتا ہے میری ذات کے اندر

نعیم حیدر نے نوجوان شاعروں کے لئے اپنے خصوصی پیغام میں کہا کہ اپنے فن سے مخلص ہونا چاہیے، اساتذہ کے کلام کے مطالعہ کریں،انکساری سے کام کریں تو اللہ کے فضل و کرم سے کامیابیاں ضرور انکے قدم چومیں گی۔بعد ازاں نازبٹ نے خصوصی گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ میرا تعلق ایک ادبی گھرانے سے ہے بہت ہی کم عمری میں نظمیں اور غزلیں کہنا شروع کی۔پہلا مجموعہ کلام ان شاء اللہ تعالی جلد منظر عام پر آنے والا ہے۔لاہور رائیٹرز فورم کے مقاصد کے حوالے سے پوچھے گئے سوال پر انہوں نے کہا کہ فروغِ ادب کے لئے معیاری ادبی تقریبات کا انعقاد کیا جاسکے جہاں پر گروہی سیاست اور کسی بھی تعصبات سے بالاتر ہو کر صیح معنوں میں ادبی شخصیات و تخلیقات کی ہر سطح پر ہر ممکن پذیرائی ہوسکے اور دیارِ غیر میں مقیم اہل ادب حضرات کی بے لوث ادبی خدمات کو سراہا جاسکے۔اس تنظیم کے زیرِاہتمام یہ پہلی تقریب تھی اور انشاء اللہ مستقبل میں تسلسل کے ساتھ زیادہ منظم تقریبات کا انعقاد کیا جائے گا۔

!محترمہ الماس شبی کو قلب و نظر سے خوش آمدید

میں بڑے وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ دنیاکے کسی بھی کونے میں بسنے والے اہل ذوق میں ایک بھی ایسا نہیں جو الماس شبی کے نام وکام سے باخوبی واقف نہ ہو۔ شعر وادب کے فروغ کیلئے انکی خدمات ناقابلِ فراموش ہیں ،بڑی پہلو دار ممتاز شخصیت ہیں شاعرہ ،ادیبہ ،براڈ کاسٹر اور ڈائریکٹر ہر میدانِ شعبہ میں شہرت کی بلندیوں پہ راج کرنے کے باوجود انکا عاجزانہ دھیما میٹھا لب و لہجہ اور اخلاق و اطوار قابل رشک ہے۔ خوش شکل خوش لباس الماس شبی کے شیریں کلام کا تذکرہ ہو تو اس میں حسن و جمال، جدت، بلند خیالی، غم والم، ندامت، سادگی، محبت کی کشمکش، روشن خیالی، فکری اُڑان، شوخی خوب چھلکتی ہے۔ اگر انکی نثری کاوشوں کا تذکرہ کیا جائے تو بہت سادہ اور عام فہم انداز میں عشق کے سمندر کو منتخب الفاظ کے کوزے میں بند کرنے کے ہنر سے باخوبی واقف ہیں۔ انکا تعلق پاکستان کے شہر گجرات ہے اور چھ سالوں سے امریکہ میں مقیم ہیں اور مقبول ترین پنج ریڈیو یو ایس اے کی بانی بھی ہیں، جو گزشتہ چار سالوں سے دنیائے ادب میں تہلکہ مچا رہا ہے۔ پنج ریڈیو اور سوشل میڈیا کے ذریعے فروغ ادب کے حوالے سے خوب سے خوب تر کی جستجو انکے ادبی مزاج کی حقیقی ترجمان ہے۔ ۔انکا پنجابی نظموں کا پہلا مجموعہ ''محبت عذاب'' اہل ذوق احباب کے لئے کسی نادر تحفہ سے کم نہیں۔ انکے

پہلے ڈائیلاگ کی نوعیت کا نثری مجموعہ بھی پورے آب وتاب کے ساتھ منظر عام پر آ چکا ہے۔ جبکہ انکے دیگر مجموعے ''کبھی ہم تمھارے تھے'' اور ''دیر سویر تو ہو جاتی ہے'' اشاعت کے آخری مراحل میں ہیں۔

گزشتہ دنوں پاک ٹی ہاؤس میں نامور شاعرہ وادیبہ محترمہ ایم زیڈ کنول نے اپنی ادبی تنظیم ''جگنو انٹر نیشنل'' کے زیراہتمام الماس شبی کی سالگرہ کے حوالے سے ایک یادگار ادبی تقریب کا انعقاد کیا۔ میزبان محفل نے تمام شرکاء کرام کو قلب و نظر کے بے پناہ گہرائیوں سے ویلکم کیا۔ مہمانان خصوصی کے تعارف کی ذمہ داریاں ایم زیڈ کنول نے دلکش انداز میں نبھاتے ہوئے کہا کہ ڈاکٹر شفیق جالندھری ایک قدآور ادبی شخصیت ہیں انکے بغیر ادبی تقریبات نامکمل رہتی ہیں ،اختر ہاشمی ہمارے لئے اساتذہ کا درجہ رکھتے ہیں میاں آفتاب ناول نگاری کے حوالے سے اپنے جوہر دیکھا چکے ہیں انکی کتاب ''لال ، کرتی'' پر بی بی سی اُردو تبصرے بھی شائع کر چکی ہے۔ قاضی منشاء ادب کی معتبر شخصیت ہیں اور ادبی محافل کی رونق ہیں۔ مقصود چغتائی کی ادبی خدمات کے اعتراف میں شریف اکیڈمی جرمنی نے انہیں ''ادبی سکاوئٹ'' کے خطاب سے نوازا ہے۔انھوں نے اپنے کڑے وقت کے تناظر میں دسمبر کو سفاک مہینہ قرار دیتے ہوئے کہا کہ اسی ماہ میرے راز دار بھائی اس دنیا سے کوچ کر گئے ،یکدم چہروں پے سنجیدگی اور محفل پر طاری خاموشی ایم۔زیڈ۔ کنول سے دلی اظہار افسوس اور شدید

غم کی مکمل ترجمانی تھی۔ ''جگنو انٹرنیشنل'' کے قیام کے حوالے سے انہوں نے کہا فروغ ادب اور ادبی شخصیات کی خدمات کے اعتراف کیلئے آٹھ فروری ۲۰۱۴ کو اس ادبی تنظیم کا اجراء عمل میں لایا گیا۔ اسی تنظیم کے زیر اہتمام آن لائن '' فروغِ عالمی ادبی ایوارڈ'' کئی ادبی شخصیات کو ایوارڈ سے بھی نوازا جا چکا ہے جبکہ الماس شبی کو آئندہ منعقدہ تقریب میں اسی ایوارڈ سے نوازا جائیگا ان شاء اللہ تعالیٰ۔ مقصود چغتائی نے ابتدائیہ کلمات میں الماس شبی، مہمانان خصوصی اور شرکاء کو خوش آمدید کہا۔ انہوں نے کہا پاکستان کا دل لاہور، لاہور کا دل پاک ٹی ہاؤس، اور پاک ٹی ہاؤس کا دل جگنو انٹرنیشنل ہے۔ جگنو انٹرنیشنل برق رفتاری سے کامیابیوں کی منزلیں طے کر رہی ہے اور اب تک اس کے ممبران کی تعداد تقریباً ایک ہزار ہو چکی ہے۔ انتظار کی کڑی گھڑیوں نے دم توڑا، تقریب کا جمود بھی ٹوٹا اور سب شرکاء اس راستے کی جانب متوجہ ہوئے جہاں سے شانِ محفل محترمہ الماس شبی، لیلیٰ اور ڈاکٹر مروہ کے ہمراہ ہال میں تشریف لا رہی تھیں۔ میزبان محفل ایم۔زیڈ۔ کنول اور مہمانانِ خصوصی نے انکا پرتپاک استقبال کیا اور پھولوں کے گلدستے پیش کئے۔ شرکاء کی نگاہوں میں چمک دمک، رخسار پے رقاص شادابی، لبوں پے چہکتی مسکراہٹوں کی شدت سے چہرے پے طویل انتظار کی تھکاوٹ کے اثارتک ختم ہو چکے تھے۔

تقریب کا باقاعدہ آغاز رب جلیل کے بابرکت کلام سے ہوا جس کی سعادت گولڈ

میڈلسٹ حافظ قاری احمد ہاشمی نے حاصل کی اور اپنی پر سوز قرآت سے روحوں کو منور کر دیا۔ غنی فاطمہ نے نعت رسول مقبول ﷺ پیش کی جسے شرکاء نے بڑی عقیدت و احترام سے سماعت فرمائی،زبانوں پے ''سبحان اللہ۔ سبحان اللہ'' کا ورد جاری ہوا تو محفل پے ایک روحانی سحر سا طاری ہو گیا۔

نظامت کے فرائض با حسن خوبی ایم زیڈ کنول نے سرانجام دیئے اور خوبصورت و معطر الفاظ کی زنجیر میں سامعین کو ایسے جکڑے رکھا کہ شرکاء کی توجہ محفل سے لمحہ بھر کے لئے بھی غیر حاضر نہ ہوپائی اور دل کھول کر پذیرائی حاصل کی ۔ مسند صدارت پے ڈاکٹر شفیق جالندھری جلوہ افروز وہوئے، جبکہ مہمانانِ خصوصی میں میاں آفتاب، قاضی منشاء، مقصود جعفری ، اختر ہاشمی اور لیلیٰ رانا بھی صاحب تقریب ہر دلعزیز شخصیت محترمہ الماس شبی کے ہمراہ سٹیج کی رونق بڑھا رہے تھے۔ مظہر سلیم مجوکہ، علامہ خورشید کمال ، خواجہ ذاکر، احمد ہاشمی، محمد اقبال، اعجاز فیروز اعجاز، حرا فاطمہ، اعتبار ساجد، ڈاکٹر مروہ، مظہر قریشی، ممتاز راشد، شگفتہ غزل، بشریٰ سحرین، ثریا یاسمین چوہدری،علامہ عبدالستار عاصم سمیت کئی اہم ادبی شخصیات کی شرکت نے محفل کو مزید باوقار بنا دیا۔

ایم ۔زیڈ۔ کنول نے الماس شبی کے حوالے سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ انکی شخصیت

میں جادو اور محبت میں عجب سحر ہے، دیارِ غیر میں رہنے کے باوجود اپنی دھرتی سے بے حد محبت رکھتی ہیں۔ انکی آواز پنج ریڈیو، یو ایس اے کے ذریعے ۶۵ ممالک میں گونج رہی ہے، مقبولیت کی بلندیوں کو چھونے کے باوجود انکے اخلاص میں کوئی کمی نہیں آئی۔ لیلیٰ رانا نے اپنے اظہار خیال میں خوبصورت ادبی محفل کے انعقاد پر ایم زیڈ کنول کا شکریہ ادا کیا اور انکی ادبی خدمات کو بھی سراہا انہوں نے اپنے پاکستانی ہونے پر فخر کا اظہار بھی کیا۔ مظہر قریشی نے فروغ ادب کے لئے پنج ریڈیو کی خدمات کو سراہا اور ایم زیڈ کنول کو تقریب کے انعقاد پر مبارکباد پیش کی۔ ممتاز راشد نے اپنا ایک دلکش منتخب شعر الماس شبی کی نذر کیا۔ منشاء قاضی نے الماس شبی سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا کہ، جیسے جلیل القدر ادبی لوگ آپ کیلئے منتظر رہے میں آپ کی خوش نصیبی پر فخر کرتا ہوں اور آپ کی مزید کامرانیوں پر دعاگو بھی ہوں۔ شگفتہ غزل نے صرف اس مصرعے پر ہی اکتفا کیا "دیر لگی آنے میں تم کو شکر ہے پھر بھی آئے تو"۔ اختر ہاشمی، میاں آفتاب، ڈاکٹر ابرار نے ادبی خدمات کے اعتراف میں الماس شبی کو تحسینی کلمات سے نواز۔ ثریا یاسمین چوہدری نے اپنی نظم "آنسو" سامعتوں کی نذر کی اور خوب داد و تحسین حاصل کی۔

الماس شبی نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ اس محفل میں شرکت میرے لئے باعثِ اعزاز ہے، ہر لمحہ میرے لئے قرض ہے یہ محبتوں کا وہ قرض جسکی

ادائیگی ناممکن ہے۔ میں کہیں بھی جاؤں مگر جو پیار اور راحتِ قلب میں نے یہاں سمیٹا ہے کبھی نہیں بھولا سکتی۔پنچ ریڈیو آپ کا اپنا چینل ہے۔ انہوں نے وقت کی مناسبت سے ایک دلفریب نظم ''دیر سویر تو ہو جاتی ہے''پیش کی تو سامعین بے ساختہ واہ۔واہ۔سبحان اللہ کہہ اُٹھے۔قارئین کی شعری پیاس بجھانے کیلئے انکا تخلیقی حسن پیش خدمت ہے۔

دروازے پر جو آنکھیں ہیں
اُن انکھوں میں جو سپنے ہیں
اس سپنوں میں جو مورت ہے
وہ میری ہے
دروازے سے باہر کیا ہے
اک رستہ ہے
جس پہ میری یادوں کا شہر بسا ہے
میرا رستہ دیکھنے والی ان انکھوں کا جال بچھا ہے
مجھے پتا ہے
لیکن ان آنکھوں کو کیسے میں یہ بات بتاؤں
ہر رستے پہ اتنی بھیڑ، چلنا مشکل ہو جاتا ہے
آوازوں کے اس جنگل سے بچنا مشکل ہو جاتا ہے
دکھ کا ایسا لمحہ آتا ہے،ہسنا مشکل ہو جاتا ہے

جب ایسے حالات کھڑے ہوں
قدموں میں زنجیر کی صورت
روشنیوں کے سائے پڑے ہوں
ایسے میں دل اُن آنکھوں سے
ایک ہی بات کہے جاتا ہے
دیر سویر تو ہو جاتی ہے

سامعین نے انکے خوبصورت لب و لہجے، منفرد ادائیگی لفظ کو خوب سراہا۔ صدارتی کلمات پیش کرتے ہوئے شفیق جالندھری نے کہا کہ الماس شبی کے کلام نے سماعتوں میں ایسا رس گھولا ہے کہ انتظار کی تلخی اب شادابی اور اطمینان میں بدل گئی ہے۔ میدان ادب میں الماس شبی نے اپنے نام کا لوہا منوایا ہے انہیں یہاں پا کر دلی مسرت ہوئی ہے اور خوشی ہے کہ دیار غیر میں بھی ترویج ادب محفوظ ہاتھوں میں ہے۔انہوں نے پریس کونسل آف انٹرنیشنل افیئرز، کونسل آف پاکستان افیئرز، حلقہ یاداں اور مولانہ ظفر علی خان ٹرسٹ کی جانب سے انہیں سالگرہ کی مبارکباد پیش کی اور نیک تمناؤں کا اظہار بھی کیا۔اس طرح یہ شاندار جلوے دیکھاتی ادبی محفل شام کے آخری پہر کی دستک پر اختتام پذیر ہوئی۔

الماس شبی اور پنچ ریڈیو کی سالگرہ کے کیک کٹائی کی رسم ادا کی گئی، مہمان پاک ٹی ہاوس کی گرما گرم چائے اور ایک نئی غیر رسمی ادبی نشست سے لطف اندوز

ہوتے رہے۔ شعراء کرام اشعار کے موتی لٹانے لگے۔ثریا یاسمین چوہدری نے الماس شبلی کی نذر آنکھوں کے حوالے سے ایک خوبصورت غزل پیش کی اور محفل کو رنگین کر دیا۔ خوش آواز، آبروئے ترنم غنی فاطمہ نے کلامِ الماس پر ترنم پیش کر کے سامعین کو اشعار کے حصار میں باندھ لیا۔ابن مظہر قریشی نے بھی ترنم کے ساتھ صوفیانہ کلام پیش کیا تو شرکاء پر کیفیت طاری ہو گئی۔ محفل کا رنگ ڈھنگ بدلا اور محترمہ لیلیٰ رانا نے پنج ریڈیو کے لئے اپنے پروگرام کا آغاز کر دیا ہاتھوں میں ریکارڈر اور مائیک تھامے تقریب کی مناسبت سے دلچسپ گفتگو میں تمام شرکاء کو شامل کر لیا انکے منفرد اندازِ گفتار نے آخری لمحات کو بھی کشت زعفران بنا دیا۔ سبھی بہت محظوظ ہوتے رہے۔اور یوں اپنی جھولی کو خوشگوار یادوں سے بھرتے ہوئے اپنے اپنے گھروں کو ہو لئے۔

!ابھی ہم تمہارے ہیں۔۔

روش'' اور ''انٹر نیشنل رائٹرز کونسل'' کے زیر اہتمام الماس شبی کی کتاب کی تقریب''
رونمائی

الماس کے قلم کا سحر ہو یا آواز کا جادو دونوں ہی سر چڑھ کر بول رہا ہے اُنکی فکر و عمل کی بدولت پنچ ریڈیو یو ایس اے تشنگان شعر وادب کو سیراب کرنے کے لئے ایک مثبت و فعال کردار ادا کر رہا ہے جسے ہر سطح پر سراہا جا رہا ہے۔ پاکستان بھر میں اُن کے اعزاز میں شاندار وپُروقار تقاریب کا سلسلہ بڑے جوش و خروش سے جاری ہے۔ نہ لٹریری فیسٹول، نہ انٹر نیشنل اردو کانفرنس، نہ ادبی جشن، نہ سیمنار، نہ ہی کوئی نیشنل ایوارڈز تقریب، اسکے باوجود کثیر تعداد میں ادبی فلک کے آفتاب و مہتاب سے پنجاب انسٹیٹیوٹ آف لینگویج، آرٹ اینڈ کلچر قذافی سٹیڈیم کا روشن ہال قابل دید تھا۔ دنیائے علم و ادب کی ممتاز ہستیوں، علم فہم اور ادب شناس حضرات ہر دلعزیز الماس شبی کی پہلی نثری کتاب ''ابھی ہم تمہارے ہیں'' میں شریک ہو کر دل کی اتھاہ گہرائیوں سے اپنی اس محبت کا خوب اظہار کر رہے تھے کہ ہم سب تمہارے ہیں۔ ''روش'' اور انٹر نیشنل رائٹرز کونسل'' کے زیر اہتمام منو بھائی زیرِ صدارت اس باوقار منعقدہ'' محفل میں بشریٰ رحمٰن، اجمل نیازی، رخسانہ نور، عمرانہ مشتاق، صغریٰ صدف،

سعد اللہ شاہ، صوفیہ بیدار، خالد شریف نے بحثیت مہمانان اعزازی شرکت کی۔ محمد نواز کھرل کی نظامت کے تو کیا ہی کہنے ،دلفریب الفاظ کی مالا پروتے رہے ،دل سے دل جوڑتے رہے اور محفل کی ادبی شان لحہ بہ لحہ بڑھاتے چلے گئے اپنے انداز و بیان میں کسی کو اثرانداز نہ ہونے دیا اور باحسن خوبی اپنی انفرادیت کو برقرار رکھا۔ تقریب کا باقاعدہ آغاز تلاوت قرآن پاک سے ہوا جس کی سعادت عاطف نواز نے حاصل کی۔ محترم گوندل نے سعد اللہ شاہ کا نعتیہ کلام ''رہے پیش راہ تیرا نقش پا۔۔ میرے مصطفیٰ میرے مجتبیٰ'' پیش کیا

اظہار خیال کا سلسلہ آغاز ہوا تو احتشام جمیل شامی نے الماس شبی کو ''ابھی ہم تمہارے ہیں'' کی اشاعت پر مبارکباد پیش کرتے ہوئے کہا کہ انکا شمار چند ان شخصیات میں ہوتا ہے جنہیں لکھنے کے ساتھ ساتھ بولنے کا فن بھی خوب آتا ہے۔روش کے بانی ثناء اللہ شاہ نے اپنی گفتگو کا آغاز منو بھائی سے اپنے دیرینہ ادبی تعلقات سے کیا اور انکی خدمات کو سراہا، محترمہ عمرانہ مشتاق، محترمہ رخسانہ نور اور نواز کھرل کی فروغ ادب کے حوالے سے کاوشوں کو قابل تحسین قرار دیا انہوں نے اپنی ادبی تنظیم کی آئندہ کی حکمت علمی بارے آگاہ کرتے ہوئے کہا کہ ادبی شخصیات کے لئے میڈیکل ، شادی کے اخراجات اور کتابوں کی پبلی کیشن کے اخراجات میں مکمل تعاون کے علاوہ بھی کئی اہم معاملات پر سہولیات فراہم کرنے کے لئے لائحہ عمل تیار کیا جا رہا ہے۔الماس شبی کے حوالے سے اپنے

اظہار میں کہا کہ انہوں نے پنج ریڈیو پر تمام ادیبوں، شعراء، دانشوروں کا ایک پلیٹ فورم پر اکٹھا کیا ہے۔اپنی نوعیت کی منفرد اور واحد کتاب کی اشاعت پر انہیں مبارکباد پیش کرتے ہیں۔اِس موقع پر اسلام آباد سے تشریف لائیں شاعرہ رخسانہ سحر نے الماس شبی کو پھولوں کا مہکتا گلدستہ بھی پیش کیا اور اپنے اشعار بھی نذر کئے جسے بے حد پسند کیا گیا

تری جانب سے ملاقات کا وعدہ ہوگا
کب دعاؤں میں اثر زیادہ ہوگا
اے سحرؔ رات گئے اُن سے چلی ہو ملنے
کیسے دروازہ شب تم پہ کشادہ ہوگا

صدر انٹرنیشنل رائٹرز کونسل ڈاکٹر عمرانہ مشتاق نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ مسلسل رابطے میں رہنے والی محبتیں لٹانے والی الماس ہمارے دلوں میں بسی ہے،انکے لئے نیک تمنائیں اور بہت دعائیں۔عمران شوکت نے منو بھائی کا عارفانہ کلام پُرترنم پیش کرکے دلوں میں سوز و گداز پیدا کر دیا۔الماس شبی کی شخصیت و فن کے حوالے سے اپنے اظہار میں ادبی تنظیم ''روش'' کی روح رواں رخسانہ نور جو اپنی شیریں کلامی، جداگانہ انداز شاعری، ادب و ثقافت کیلئے گراں قدر خدمات کی بدولت اپنا خاص مقام رکھتیں ہیں ، نے کہا کہ انکی ''ابھی ہم تمہارے ہیں'' کاوش ادب میں ایک حسین نیا تجربہ ہے،جس میں

ہمیں محبت میں دکھ اور دکھ میں محبت ملتی ہے،دو افراد کی میٹھی دھیمی سریلی گفتگو سے منظر بنا کر چلتی ہے۔الماس شبی بحثیت دوست ایک مثال ہے ، کسی کے لئے بھی کچھ بھی کر جانے کا جذبہ رکھتی ہے۔پیچ ریڈیو نے دکھ سکھ شیئر کرنے کا ایک خوبصورت پلیٹ فورم مہیا کیا ہے۔ مہمان اعزازی سید نور قدرے تاخیر سے پہنچے اور سٹیج پر جلوہ افروز ہوئے تو انکا شرکاء نے تالیوں سے پر تپاک استقبال کیا۔خالدہ انور نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ ’’ابھی ہم تمہارے ہیں‘‘ الماس شبی کی اچھی کاوش ہے،دو کردار کے مابین مکالمہ ہے مگر بوریت کا وجہ نہیں بنتا، الماس دوستوں کی دوست ہے اور دشمنوں کی بھی دوست ہے۔ محبت بانٹتی بھی ہے اور سمیٹتی بھی،اِس کے لئے اتنا ہی کہوں گی

شبی ہم تمھارے ہیں ۔۔۔ سبھی ہم تمھارے ہیں

خیال افروز صوفیہ بیدار کا کہنا تھا کہ میں الماس شبی کی محبتوں کی اسیر ہوں ،انکی کتاب .’’ابھی ہم تمہارے ہیں‘‘ میں نثر اور نظم ایک پگڈنڈی کی طرح چل رہے ہیں، جس میں ان کہی محبت ،رات کے لبادے میں دن، محبت کے دل میں خدشہ دکھائی دیا ہے۔انہیں اس کامیاب کاوش پر دلی مبارکباد اور بہت سی دعائیں ۔ سعد اللہ شاہ نے کہا کہ شاعری ہی شبی کا حوالہ ہے،اسلوب عمدہ ہے،بہترین تخلیقی جملے ہیں،بنیادی طور میں دو افراد کے مابین گفتگو آدم اور حوا کی گفتگو ہے ۔مجھے دو کرداروں کے درمیاں تیسرا شیطان بھی نظر آیا ہے۔ سعد اللہ شاہ کے پیش

کئے گئے اشعار پر شرکاء نے دل کھول کر داد لٹائی

موسم تیرے آون نال

موسم تیرے جاون نال

بندہ کلا رہ جاندا

بھتے یار بناون نال

صغری صدف نے پنجابی زبان میں اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ یہ الماس شبی کی مقبولیت اور ہر دلعزیزی ہی ہے کہ آج محفل میں شخصیات نہیں بلکہ مثبت شخصیات کی کثیر تعداد نے شرکت کی ہے۔ ''ابھی ہم تمہارے ہیں'' کے حوالے سے انہوں کا کہنا تھا کہ ایسا مکالمہ کم کم ہی پڑھنے کو ملتا ہے جس میں بہت سادگی اور روانی نے بہت متاثر کیا ہے۔فروغ ادب کے لئے روش اور انٹر نیشنل رائٹرز کونسل بہت مثبت کردار ادا کر رہے ہیں۔سید نور نے کہا ''ابھی ہم تمہارے ہیں'' اتنا خوبصورت اور متوازن مکالمہ ہے کہ میرا ذہن ۲۵۰ کہانیاں تخلیق کر چکا ہے۔میری خواہش ہے کہ یہ میرے فلموں کے لئے بھی ڈائیلاگ لکھیں۔خالد شریف اور اجمل نیازی نے بھی الماس شبی کو انکی کتاب کی اشاعت پر دلی مبارکباد اور وش اور انٹر نیشنل رائٹرز کونسل کو انکی ادبی خدمات پر خراج تحسین پیش کیا۔بشری رحمان نے کہا کہ اہل کتاب اپنی کتاب میں خود نظر آتا ہے۔اس خوبصورت مکالمے میں قارئین کو خوشگوار خوشبو،جگ مگ چاندنی اور تازہ ہوا

میسر ہوئی ہے۔انہوں نے ''ابھی ہم تمہارے ہیں'' کی پذیرائی میں اپنا لکھا ہوا سحر انگیز نظمی مکالمہ پیش کرکے تو محفل ہی لوٹ لی، شرکاء نے خوب پسندیدگی کا اظہار کیا اور بھرپور داد لٹائی

الماس شبی نے بامسرت اپنے خیالات کے اظہار میں کہا کہ جن کے بارے میں خواب دیکھا تھا وہ تمام ادبی ستارے یہاں جگمگ کررہے ہیں۔میں کسی سے بھی ایک بار تعلق بنا کر اُسے قائم رکھنے کی بھرپور کوشش کرتی ہوں۔اس خوبصورت محفل کے انعقاد پر میں رخسانہ نور، عمرانہ مشتاق، ثناء اللہ اور نواز کھرل کی تہہ دل سے مشکور ہوں۔انہوں نے اپنی پنجابی کے پہلے مجموعہ کلام ''محبت عذاب'' کے حوالے سے پوچھے گئے ایک سوال پر کہا کہ میں اس منفی لفظ کو مثبت معنی دینے کی کاوش کی ہے۔فرمائش پر الماس شبی نے اپنی کتاب ''ابھی ہم تمہارے ہیں'' سے کچھ منتخب ڈائیلاگ بھی سامعتوں کی نذر کرکے سماں باندھ دیا۔''ہماری خوش نصیبی ہے کہ ہم منو بھائی کے عہد میں زندہ ہیں'' ناظم محفل کے ان خوشبودار الفاظ نے محفل کے ادبی فضا کو معطر کردیا انہوں نے مزید کہا کہ منو بھائی قوم کا فخر و ناز ہیں۔حاضرین نے کھڑے ہوکر تالیوں کی گونج میں صدر محفل کا والہانہ استقبال کیا۔منو بھائی نے مائیک تھامتے ہی یہ منتخب اشعار پیش کرکے محفل کی رنگینی میں مزید اضافہ کردیااور بھرپور داد و تحسین کے حقدار بنے

اک خواب ہے سن لو کہ ہے عنوان خوشی کا
یہ قصہ تمھارا ہے نہ میرا نہ کسی کا

ان کا کہنا تھا کہ ''ابھی ہم تمہارے ہیں'' کی ورق گردانی کی تو خاتون کے کردار سے اماں حوا یاد آ گئیں۔ انہوں نے عورت کے مقام اور تقدس کے حوالے سے بڑی سیر حاصل مدلل گفتگو کی۔اور حاضرین کو ایک سوچ دی۔ انہوں نے کہا مرد نے جو دہشت گرد پھیلانی تھی پھیلا دی اب عورت ہی اپنے مثبت کردار کی بدولت تبدیلی لے کر آئے گی۔ معاشرے میں عورت کو وہ عزت و مقام ضرور ملنا چاہیے جس کی وہ حقیقی حقدار ہے ۔انہوں نے الماس شبی انکی ''ابھی ہم تمہارے ہیں'' کی اشاعت پر مبارکباد بھی پیش کی ۔یوں ایک ایسی یادگار تقریب اپنے اختتام کو پہنچی جو پاکستان کی ادبی تاریخ میں سنہرے حروف میں لکھی جائے گی جسکا سہرا بلاشبہ ''روش'' اور ''انٹر نیشنل رائٹرز کونسل'' کے منتظمین کے سر ہے۔

تصوف کی تاریخ بہت قدیم اور موضوع نہایت وسیع ہے، جسے چند سطروں، پیراگراف یا صفات میں سمیٹنا قطعی ناممکن ہے۔ تصوف کو قرآنی اصطلاح میں تزکیۂ نفس اور حدیث کی اصطلاح میں احسان کی تعریف کرنے والا طبقہ تصوف کو حسن اخلاق، حسن اعمال، حسن احوال اور حسن نیت سے عبارت اور شریعت کے مطابق قرار دیتا ہے۔ جبکہ ایک طبقہ تکفیر اور توقیر کے باعث اِسے شریعت کے خلاف تصور کرتا ہے۔ ابوھاشمؒ، رابعہ بصریؒ، بایزید بسطامیؒ، جنید بغدادیؒ، منصور بن حلاجؒ، ابو القاسم قشیریؒ، علی ہجویریؒ، عبدالقادر جیلانیؒ، معین الدین چشتیؒ، فرید الدین عطارؒ، ابن عربیؒ، عبدالوھابؒ، مجدد الف ثانیؒ، شاہ ولی اللہؒ، احمد اللہؒ کا شمار جلیل القدر صوفیاء کرام میں ہوتا ہے۔ آج تصوف اور صوفی ازم غیر مسلم ممالک میں اثرانداز ہو چکا ہے، غیر مسلم میں مھر بابا، مرشد سیموئل لویس، منوھر لال کانپوری، ارینا ٹویڈی، ووگان لی اور کارول ویلینڈ صوفی ازم میں اپنا مقام حاصل کیا۔ تبلیغ اسلام کے لئے برصغیر پاک و ہند میں صوفیاء اکرام کی خدمات کو کسی صورت نظرانداز نہیں کیا جا سکتا۔ داتا گنج بخش ہجویریؒ، شاہ رکن عالمؒ، عبداللہ شاہ غازیؒ، سلطان سخی سرورؒ، بابا فرید گنج شکرؒ، نظام الدین اولیاؒ، شیخ بہاؤالدین زکریاؒ،

معین الدین چشتیؒ، مخدوم علاؤ الدین صابرؒ اور خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ نے اپنے کردار، اخلاق، تعلیمات سے اِس خطے میں جو اسلام کی شمع روشن کی اُسے کوئی طوفانِ باطل نہیں بجھا سکا۔

نام تاریخ این خجستہ کتاب

وہ چہ زیباست روضہ اقطاب

صوفیاء اکرام اور تصوف پر کئی اہل قلم حضرات روحانیت کی آبیاری کیلئے ایمان افروز کتب تخلیق کر چکے ہیں، انہی میں ایک مقبول ترین تصنیف ''روضۃ الاقطاب'' ہے جسے حضرت شیخ نظام الدین اولیاؒ کے حقیقی بھانجے صاحبزادے سید محمد بلاقؒ نے حضرت سید خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کی اور انکے مصاحبوں، عقیدت مندوں اور دوست و احباب سے اظہارِ عقیدت میں سینکڑوں برس پہلے فارسی زبان میں لکھی تھی۔ ''روضۃ الاقطاب'' کی پہلی اور دوسری اشاعت فارسی زبان اور تیسری اشاعت قدیم اُردو زبان میں ۱۳۰۹ میں ہوئی۔ چوتھی اشاعت میں ڈاکٹر فہیم کاظمی نے عصر حاضر کے تقاضوں کو مد نظر رکھتے ہوئے، نظرثانی، آسان اردو میں تبدیلی و عنوان بندی کی ہے۔ فہیم کاظمی کا خاندانی نام سید احمد فہیم کاظمی المعروف سید فہیم رضا چشتی الکاظمی ہے، اُردو لٹریچر میں پی ایچ ڈی ہیں۔ ماہر علم الانساب کے علاوہ چیئرمین فروغ ادب فاونڈیشن پاکستان، چیئرمین خواجہ غریب نواز فاونڈیشن پاکستان، منیجنگ ڈائریکٹر تہذیب

انٹر نیشنل پبلیکیشنز کے حثیت سے بہت فعال کردار ادا کر رہے ہیں۔انکی طبع شدہ تصانیف میں سلطان الہند ۲۰۱۳ پہلا ایڈیشن دوسرا ایڈیشن ۲۰۱۴، کرب شام ۱۹۹۹اور شام سے پہلے ۲۰۰۰ میدان ادب میں بہت مقبولیت حاصل کر چکی ہیں۔ جبکہ زیر طبع تصانیف میں شجرہ نور المعروف کوثر النبی ﷺ، مووت (شاعری) ، مسنون دعائیں اور وظائف و عملیات شامل ہیں۔ جگنو انٹر نیشنل لاہور کے زیر اہتمام ''روضہ الاقطاب'' کی اشاعت میں شفیق مراد چیف ایگزیکٹیو شریف اکیڈمی جرمنی کی خصوصی معاونت شامل ہے ۔ اس دُرنایاب کے سات ابواب ہیں اور ہر باب علم کے خزانوں سے بھرپور اور ایمان افروز ہے۔ سید نو شاد کاظمی نے اس کارِ خیر میں ڈاکٹر فہیم رضا چشتی والکاظمی کی معاونت فرمائی، اس ضمن میں وہ کہتے ہیں'' کہ میں ڈاکٹر سید فہیم رضا جشتی الکاظمی کا انتہائی مشکور و ممنون ہوں جنھوں نے مجھے اس کتاب کو آسان اردو میں منتقل کرنے کا اہل سمجھا۔ میرے نزدیک مجھے کتاب لکھنے اور ترتیب دینے کی سعادت حضور خواجہ شمس الدین عظیمی کی شاگردی میں آنے کی وجہ سے ہوئی جنھوں نے پل پل میرے شعور کو ٹکڑے ٹکڑے کرکے بدلا اور اس قابل بنایا کہ میں دو حروف لکھنے کے قابل ہوا ہوں۔ ''

اے شہنشاہِ ولایت خواجہ ءِ ہند الولی
یک نگاہِ گاہے گاہے از طفیل پنجتنؑ

جگنو انٹر نیشنل کے زیر اہتمام الحمراء ادبی بیٹھک ،دی مال ، لاہور میں فہیم

کاظمی کی تصنیف ''روضۃ الاقطاب'' کی تقریب اجراء کا انعقاد کیا گیا۔ پیر طریقت، رہبرِ شریعت، شیخ الاسلام، پیر سید دیوان آلِ حبیب علی خاں، چیف آف سادات، کاظمی، چشتی، پاک و ہند، سجادہ نشین، حضرت خواجہ غریب نواز اجمیری کی زیرِ صدارت اس روحانی تقریب میں پیر مخدوم سید نفیس الحسن بخاری، سجادہ نشین چیئرمین صوفی ازم کونسل پاکستان واُچ شریف ٹرسٹ نے مہمانِ خصوصی کی حیثیت سے شرکت کی۔ جبکہ موریشس میں مقیم معروف شاعر و ادیب اختر ہاشمی کو مہمان اعزاز کی حیثیت سے مدعو کیا گیا تھا۔ تقریب کا آغاز رب جلیل کے بابرکت نام سے ہوا جس کی سعادت ناموگولڈ میڈلسٹ قاری احمد ہاشمی نے حاصل کی جبکہ آپ ﷺ کے حضور اقدس شیراز مظہر قریشی نے پرُسوز آواز میں نعت کا ہدیہ عقیدت پیش کیا، نظامت کے فرائض تقریب کی منتظمِ اعلیٰ ایم زیڈ کنول نے باحسنو خوبی سرانجام دیئے۔ صدر محفل پیر سید آلِ حبیب علی خان کے بدستِ مبارک ڈاکٹر فہیم رضا کاظمی کی کتاب ''روضۃ الاقطاب'' کی رونمائی عمل میں لائی گئی جس میں ایم زیڈ کنول، اختر ہاشمی، مقصود چغتائی نے بھی حصہ لیا۔ مہمانان خصوصی کو جگنو انٹرنیشنل کی جانب سے پھولوں کے گلدستے بھی پیش کئے گئے۔

مقررین، جن میں اختر ہاشمی، مظہر قریشی، مظہر جعفری، جاوید شیدا احمد خیال، ممتاز راشد لاہوری، میجر خالد نصر، آفتاب خان، عزیز شیخ، یونس بھٹی اور مقصود چغتائی شامل تھے، نے اپنے پُر مغز اور بامعنی اظہار خیال میں کہا کہ ڈاکٹر

فہیم رضا نے اس کتاب میں حضرت خواجہ بختیار کاکیؒ کی اور اُن کے مزار کے احاطہ میں مدفون دیگر صاحبانِ کشف شخصیات کی زندگیوں کے پُرنور گوشوں سے پردہ اُٹھایا ہے۔ شدت پسندی کے بڑھتے رجحان میں ایسی تصانیف کی اشد ضرورت ہے تاکہ دنیا کو پیغام پہنچے کہ اسلام امن کا دین ہے اور امن سے پھیلا ہے اور اس میں تشدد اور نفرت کی کوئی گنجائش نہیں۔ ضرورت ہے کہ اس کا انگلش مترجم بھی جلد منظر عام پر آئے انہوں نے ڈاکٹر فہیم رضا کو ''روضہ الاقطاب'' کی اشاعت پر مبارکباد پیش کی اور ایم، زیڈ کنول کی ادبی خدمات کو بھی خراج تحسین پیش کیا۔

ایم زیڈ کنول نے فہیم رضا کی شخصیت اور ''روضۃ الاقطاب'' کے حوالے سے اپنے مقالے ''راہِ سلوک کا مسافر۔ڈاکٹر فہیم رضا چشتی الکاظمی''میں کہا کہ'' ڈاکٹر فہیم رضا کاظمی تصوف و روحانیت کی عبا پہنے اپنی جستجوئے شوق اور جنون کو مہمیز دینے میں مصروف عمل ہیں۔شاعری ہو یا نثر وہ تصوف و روحانیت کا شہ پارہ ہے۔مدح محمد ﷺ و آل محمد ﷺ انکی شاعری کا مرغوب موضوع ہے۔ سید زادہ کا قلم اٹھتا ہے تو اپنے بزرگوں سے محبت کا قرض چکانے کے لئے۔ مبارکباد کے مستحق ہیں سید فہیم رضا چشتی اور سعادتوں کے اس سفر پر ان کی ہمراہی کی سعادت حاصل کرنے والے ،سید نوشاد کاظمی جنھوں نے اس نا فہم کو عام قابل فہم اردو کا پیرہن عطا کرکے جدید اردو کے قالب میں ڈھالا ہے۔ مولا پاک اسے اِن

''کے لئے توشۂ آخرت بنا دے۔ آمین

ڈاکٹر فہیم کاظمی نے اپنے اعزاز اس تقریب کے انعقاد پر جگنو انٹر نیشنل کا تہہ دل سے شکریہ ادا کیا انہوں نے کتاب کے حوالے سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ صرف مقربانِ خاص کو خدا اس نعمت عظیم سے نوازتا ہے اولیائے کرام ہی وہ ہستیاں ہیں جنھوں نے صدق دل سے نور نبوت سے ارتباط حاصل کرکے تعلیمات نبویﷺ کی تفہیم حاصل کی۔یہی وجہ ہے کہ تقریباً پندرہ سو سال گزرنے کے باوجود تصوف میں کسی قسم کے فرقے یا گروپ بندی کا شائبہ تک پیدا نہ ہو سکا۔یہ کتاب جو قدیم اردو زبان میں تھی اور جس میں متروک، ثقیل اور نامانوس الفاظ کی بھرمار تھی،برادرم سید نوشاد کاظمی کے تعاون سے اسے آج کی روزمرہ زبان کے قالب میں ڈھالا گیا ہے چیف ایگزیکٹو جگنو انٹر نیشنل ایم زیڈ کنول کا بھی خصوصی طور پر شکریہ ادا کیا۔جن کے بھرپور اور بے لوث تعاون نے انکی حوصلہ افزائی کی۔

تقریب میں شگفتہ غزل ہاشمی، کرن ہاشمی،ڈاکٹر کنول فیروز، مفتی محمد عامر صابری، میاں محمود، شیخ پرویز، نوشابہ پرویز، بشریٰ سحرین، ریاض جسٹس، شیراز ساغر، ناصر رضوی، پروفیسر نظر بھنڈر، میجر (ر) خالد نصر، محمد نعیم بٹ، حاجی عبدالرزاق، ظہور احمد بھٹہ، ابتسام ترابی، شہزادی اورنگزیب، لائبہ

بخاری، محمود اے ترازی، حمیرا بخاری، عاصمہ، محمد یونس بھٹی، سمیت شاعروں ادیبوں طلبہ اور ممتاز ادبی و سماجی شخصیات نے شرکت کی۔اذانِ مغرب کی صدا ''حی الاصلاح۔حی الفلاح'' پر تقریب کو سمیٹنے اور بینر کو لپیٹنے کی تیاریاں کر لی گئیں۔صدرِ محفل پیر سید آلِ حبیب علی خان نے دعائیخیر کے لئے ہاتھ اُٹھائے اور ملک و ملت کے تحفظ ،دین اسلام کی سربلندی،ادبی بیٹھک کی رونقوں کے لئے خصوصی دعائیں کیگئیں۔ایم زیڈ کنولؔ، چیف ایگزیکٹو، جگنو انٹر نیشنل نے اختتامیہ کلمات میں تمام مہمانان گرامی سے اظہارِ تشکر کیا۔

ہوں اُسی چاند ستاروں کے بھرے میلے میں

پر کشش شخصیت کے مالک توقیر احمد شریفی اپنے منفرد و دلفریب کلام کے باعث سلطنتِ سخن میں اپنا خاص مقام رکھتے ہیں۔توقیر احمد شریفی کا تعلق زندہ دلانِ شہر لاہور سے ہے ابتدائی تعلیم ملتان سے حاصل کی جبکہ انجینئرنگ یونیورسٹی لاہور سے الیکٹریکل انجینئرنگ کی۔بسلسلہ روزگار سعودیہ عرب میں بھی مقیم رہے ہیں۔اپنے شعبہ میں انکی قابلیت وخدمات کو ہر سطح پر سراہا گیا ہے انکا شمار پاکستان کے پہلے الیکٹریکل سیفٹی کوڈ کے مصنفین میں ہوتا ہے۔انہیں زمانہ طالب علمی میں ہی شاعری سے خاص لگاؤ تھا۔توقیر احمد شریفی کے پہلے مجموعہ کلام ''یاد کے کنارے'' بھی منظر عام پر آچکا ہے جسے اہل ادب کی بصارت و بصیرت نے خوب پسند کیا ہے۔

مطالعہِ ''یاد کے کنارے'' توقیر احمد شریفی کی شخصیت و فن کے حوالے سے کئی چھپے پہلوؤں کو بے نقاب کرتا ہے۔اِن کے کلام میں حسنِ ترتیب، تنوعِ فکر، جمالِ شعری، خیال آفرینی خوب ملتا ہے مگر لہجہ نہایت صاف و سادہ، حسین و موثر انداز، بیان سلیس و فصیح ہونے کے باوجود کلام معنی خیزاور فکر انگیز ہے جو قابل رشک ہے۔کہیں لب و لہجہ میں دلربائی کا کمال ، شوخی اور رنگینی بھی نظر آتی ہے تو کہیں اخلاص و ، ایثار، خاکساری، فکری پختگی اور خدا پرستی

کہیں بے ساختگی و روانی، آفاقیت و عالمگیریت، تو کہیں انکی شاعری میں معاملاتِ زندگی کے مسائل اور داخلی وخارجی واردتوں کا تذکرہ بھی خوب ملتا ہے۔مزید سعید الظفر صدیقی لکھتے ہیں کہ توقیؔر احمد شریفی کی شاعری میں فلسفے کے بجائے دلی کیفیات کا رنگ نمایاں ہے جو شعر کی خوشبو ہوا کرتا ہے۔مجھے قطعی امید ہے کہ ان کا یہ شعری مجموعہ اپنی مخصوص فنی شناخت کے ساتھ اردو ادب میں ضرور اہمیت کی نظر سے دیکھا جائے گا۔اقبال راہیؔ لکھتے ہیں کہ توقیؔر احمد شریفی نے اپنے اندر شاعر کو بیدار رکھا ہے اور اسے نیند کی وادیوں کے سپرد نہیں کیا۔انکے لکھنے کا انداز اُڑتی ہوئی خوشنما تتلیوں کی طرح جاذبِ نظر ہے انہوں نے بہت تھوڑا عرصہ میں اپنے لئے قبیلہ شعراء میں اہم مقام بنا لیا ہے۔ڈاکٹر محمد اجمل نیازی کی رائے میں توقیؔر احمد شریفی ہمارے درمیان زندگی اور شاعری کی توقیر بنا ہوا ہے، اس کے شعری مجموعے کا نام ''یاد کے کنارے'' ہے مگر وہ دور آباد سمندر میں ڈوبنا چاہتا ہے، اُسے معلوم ہے کہ دل دریا سمندروں ڈونگھے ہیں وہ اپنے دل کے کنارے بیٹھا ہوا اپنی یادوں کو تلاش کر رہا ہے جو اُن راستوں میں کھو گئی ہیں جنہیں وہ بہت پیچھے چھوڑ آیا ہے۔اکرم سحر فارانی کے خیال میں توقیؔر احمد شریفی کی غزلیں نئی جہتیں اور نئے زاویئے فراہم کرتی ہیں اور نظموں میں خیال کی تعمیر جوش اور گھن گرج پائی جاتی ہے۔خالد شریف کے اظہار خیال میں شریفی کی شاعری معمول کی شاعری نہیں یہ عامل کی شاعری ہے دھیمے دھیمے جذبوں کی آنچ پر پکی

ہوئی اپنی مٹی کی سوندھی سوندھی خوشبو دیتی ہوئی۔ نغمگی میں کلام اور روح میں قیام کرتی ہوئی شاعری۔ توقیر کا طرزِ اظہار ہے اور یہی اُس کی فنی ریاضت کا ثمر ہے۔

چند روز قبل ہی ماورا اور خواجہ فرید سنگت کے زیرِ اہتمام اِس مجموعہ کلام کی رونمائی کے حوالے سے ایک شاندار و یادگار تقریب کا انعقاد کیا گیا۔ ایگزیکٹو ڈائریکٹر ممتاز شاعر و ادیب کیپٹن عطا محمد خان کی زیرِ صدارت اس تقریب میں صوفیہ بیدار، خالد شریف، سلیم اختر، خالد ساجد، صغری صدف، محمود ظفر اقبال، حسن عسکری کاظمی اور سعود عثمانی نے بحثیت مہمانانِ خصوصی کے شرکت کے لئے محفل کو پُر وقار بنا دیا۔ تقریب میں رفعت توقیر، اقبال بھٹی، مہوش جلیل، شفیع قمر، سلطان حیات، جاوید اقبال، شاہد بخاری، مہ جبین ملک، میاں فہیم قمر، سائرہ عرفان، مدیحہ، طارق منظور، عثمان جاوید امام بخاری، سلطان حیات، ہارون احمد، یامین خالد، ،ہاشم احمد ہارون، راشد ممتاز، منشاء قاضی، وسیم عباس، محمد عمران (عمران آرٹ)، ذبیدہ، حمید سیٹھی، شیخ قمر، دلشاد نسیم، فخر عباس، عبدالخالق، مریم رانا سمیت اہل ادب حضرات کی کثیر تعداد سے ہال کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ تقریب کا آغاز تلاوتِ قرآن پاک سے ہوا، نظامت کے فرائض صوفیہ بیدار نے خوش اسلوبی سے نبھائے ،اختتامِ تقریب تک انکے خوبصورت لفظیات کا جادو سماعتوں پر خوب چلتا رہا۔ نویرہ بابر

نے کلامِ شریفی پیش کیا۔ سحر فرحانی نے غزل اور اقبال راہی نے نظم سامعتوں کی نذر کی اور خوب داد بٹوری۔ محمود ظفر اقبال (سعودیہ)، سعود عثمانی، اعتبار ساجد، حسین مجروع، رخسانہ سلہری، الشیخ جہانگیر محمود، خالد ساجد، حسن عسکری کاظمی، اشفاق رؤف، نرگس ناہید نے اظہارِ خیال کرتے ہوئے کہا کہ توقیر احمد شریفی کی شاعری تازہ موسموں کی عبارت ثابت ہوئی ہے۔ انہیں فطرتاً زبان و بیان اور منفرد اسلوب پر گرفت حاصل ہے۔ لفظ کی حرمت، لفظ کی نشست و برخاست سے باخوبی واقف، لفظ کے ساتھ مخلص، لفظ کے ساتھ برتاؤ میں محتاط رویہ اپنایا ہے۔ انکی یہ پہلی کاوش ادبی حلقوں میں اپنا مقام ضرور حاصل کرگی۔ مقررین نے خوبصورت محفل کے انعقاد پر منتظمین کو شکریہ ادا کیا اور توقیر احمد شریفی کو اُنکے پہلے مجموعہ کلام "یاد کے کنارے" کی اشاعت پر دلی مبارکباد بھی پیش کی۔

اظہار خیال کرتے ہوئے صاحبِ کتاب توقیر احمد شریفی نے پہلے ماورا اور خواجہ فرید سنگت سے تقریب کے انعقاد پر اظہار تشکر کیا اور حاضرین سے تقریب میں شرکت پر شکریہ ادا بھی کیا خصوصاً اپنے دوستوں حکیم سلیم اختر ملک، سید علی رضا کاظمی اور تنویر احمد نازی کا، جنھوں نے کتاب کے سلسلے میں مفید مشوروں سے نوازا اور عثمان ضیاء کا بھی جنھوں نے کتاب کی ترتیب و تزئین میں بہت معاونت کی اور عزیزہ ثروت اویس کا بھی جنھوں نے شعری سفر کی طرف واپسی

پر آمادہ کیا۔انہوں نے اپنے پہلے مجموعہ کلام سے انتخاب بھی پیش کیا جو سامعتوں کو خوب بھایا۔

ایگزیکٹو ڈائریکٹر ممتاز شاعر و ادیب کیپٹن عطا محمد خان نے اپنے صدارتی کلمات میں توقیر احمد شریفی کو انکے پہلے مجموعہ کلام کی اشاعت پر مبارکباد پیش اور خوبصورت اور منظم تقریب کے انعقاد پر ماورا اور خواجہ فرید سنگت کے بھی معترف ہوئے۔اس موقع پر نرگس ناہید، دلشاد ناہید، فاخرہ انجم، رخسانہ سلہری نے صاحبِ کتاب پھولوں کے گلدستے بھی پیش کئے۔ڈاکٹر عمران دانش نے توقیر احمد شریفی کو "یاد کے کنارے" کے حوالے سے اپنا مکالہ بھی پیش کیا،جو قلتِ وقت کے باعث سامعتوں کی نذر کرنے سے قاصر رہے تھے۔کلامِ شریفی کا عکس محفل پر شام بھر آویزاں رہا،یوں الحمرا ہال کی ادبی بیٹھک میں ایک اور خوبصورت ادبی محفل اپنے اختتام کو پہنچی۔توقیر احمد شریفی کے حسنِ تخیل سے آپ بھی لطف اندوز ہویئے۔

عشق کے کھیل میں اب گھات نہیں پہلی سی
دل کے مہروں میں کہیں مات نہیں پہلی سی
وہ ملا ہے تو ہمیں آج کئی روز کے بعد
بات اتنی ہے کہ وہ بات نہیں پہلی سی
دیکھ کر اُس کو مِری آنکھ تو نمناک ہوئی

مانتا ہوں کہ وہ برسات نہیں پہلی سی
ہوں اُسی چاند ستاروں کے بھرے میلے میں
پھر بھی ایسا ہی لگے رات نہیں پہلی سی
گھومے جاتا ہے اُسی ایک سے چرخے کی طرح
پر وہ توقیرِ تری کات نہیں پہلی سی

خواب نگر جب ہوتے ہیں آباد غزل۔۔۔

بزمِ انجم رومانی پاکستان کے زیرِ اہتمام ''شگفتہ غزل ہاشمی کے نام ایک شام'' اور ذاکر خواجہ کی ۶۵ ویں سالگرہ کا انعقاد

شگفتہ غزل ہاشمی کا شمار دنیائے شعروادب کی خوش نصیب شخصیات میں ہوتا ہے، انکے ہاشمی خاندان کی ادبی خدمات کا اعتراف ہر سطح پر کیا جاتا ہے۔ شگفتہ غزل کے والدِ محترم نقش ہاشمی (مرحوم) کو استاد شعراء میں خاص مقام حاصل تھا، جن کی مقبول ترین کتب میں ''صحیفہ جنگ''، صحیفہ ملت''، مرادِ مصطفیٰ'' غماں دا پتن'' اور ارژنگ'' شامل ہیں جبکہ انکے مجموعہِ غزلیات، تاریخ لاہور اور سوشل مسائل کے حوالے تین کتب زیرِ طباع ہیں ۔اِسکے علاوہ نقش ہاشمی نمبر بھی شائع ہو چکا ہے جس میں مایہ ناز ادبی شخصیات کے پُر مغز اور منظوم مکالے شامل ہیں۔انکی شاعری پر تھیسس بھی لکھے جا چکے ہیں۔ شگفتہ غزل کے بھائی اختر ہاشمی عہدِ حاضر کے معروف شاعر و ادیب، جن کے تعارف میں اتنا کہنا ہی کافی ہے کہ آپ اپنا تعارف ہوا بہار کی ہے۔ پنجابی اور اُردو ادب کے حوالے سے انکی خدمات بیشمار ہیں، پہلا پنجابی مجموعہ کلام ۱۹۷۳ میں شائع ہوا انکے تین مجموعہ کلام ،ایک نثری مجموعہ اور ایک سفر نامہ شائع ہو چکے ہیں

اور بار بار شکیل ہاشمی بھی اپنی شاعری سے اہل ذوق احباب کی سماعتوں کو راحت بخش رہے ہیں۔انکی بہن محترمہ رضوانہ سحر ہاشمی کے مجموعہ کلام بھی ادبی لائبریری کی زینت بن چکے ہیں جس میں ''دھوپ کا آنچل''ادبی حلقے میں خوب پسند کیا گیا ہے، جبکہ رفعت ناہید ہاشمی، رفعت شمیم ہاشمی اور عفت نوید ہاشمی کے مجموعہ کلام بھی زیرِ طباع ہیں۔شگفتہ غزل کا ایک بیٹا بحثیت آرٹسٹ اپنے جوہرِ فن دیکھانے میں مصروف دوسرا پروڈیکشن میں کامیابی کے سفر پر۔ انکا مجموعہ کلام ''تتلیوں کے تعاقب میں '' بھی ادبی حلقوں میں خوب پذیرائی حاصل کر رہا ہے، فروغِ اُردو ادب کے حوالے کئی تنظیموں سے وابستہ اپنی پرُخلوص خدمات پیش کرنے میں فعال کردار ادا کر رہی ہیں ، رب جلیل نے انکے مقدر میں مظہر جعفری جیسا ایسا محبت کرنے والا شاعر و ادیب ہمسفر بھی لکھ دیا ،جو انکے ادبی شوق کو خوب جلا بخش رہے ہیں، بے شمار اعزازت انکا مقدر بن چکی ہیں۔

شگفتہ غزل ہاشمی نے زمانہ طالب علمی ہی میں اپنے قلمی سفر کا آغاز کر دیا تھا اور ۷۳۔ میں اخبار، امروز، مشرق اور مساوات میں قلم و قرطاس کے ساتھ بچوں کے 1972 ادب کے حوالے سے خوب انصاف کیا۔جبکہ میٹرک میں انکا پہلا افسانہ ''غم کے سائے'' بھی شائع ہوا۔کالج میں قدم رکھا تو انٹر کالجیٹ طرحی مشاعروں سے اپنی شاعری کا بھی باقاعدہ آغاز کر دیا۔بہترین اداریہ لکھنے پر

کالج میگزین ''محمل'' کی ایڈیٹر مقرر کر دی گئیں۔انہیں اسی کم عمری میں ہی احمد ندیم قاسمی، مستنصر حسین تارڑ، سعادت سعیداور مسٹر اینڈ مسز امجد اسلام امجد جیسی نامور شخصیات کے انٹرویوز کرنے کے اعزاز بھی حاصل ہوا۔انہیں بہترین، مدیرہ، بہترین شاعرہ اور بہترین صحافی کے اعتراف میں تعریفی شیلڈ و اسناد سے نوازا گیا۔''جیونی آبروئے دیدہ تر شوق شہادت''، ''ناسور برزخ''، ''برگِ آوارہ''، ''شوقِ پرواز'' اپنے دور کے مقبول ترین افسانے میں شمار ہوئے۔

ادبی ماحول میں پرورش پانی والی محترمہ شگفتہ غزل ہاشمی میدان شعروادب میں اپنے منفرد لب و لہجہ اور دلکش کلام کے باعث مسلسل پسندیدگی کی اسناد وصول کر رہی ہیں۔ترنم ناز نے کلامِ شگفتہ ''دل جھلا ہر روز کریندا اپنے نال صلاحواں۔۔ہن تئیں دسنے دکھ کسے نوں ہن تئیں بھرنیاں ہاواں''گایا تواہل ذوق جھوم اُٹھے۔

شگفتہ غزل ہاشمی کا مجموعہ کلام ''تتلیوں کے تعاقب میں ''اہل ذوق احباب کے لئے کسی حسین تحفے سے کم نہیں۔ تتلیوں کے تعاقب میں'' شگفتہ غزل کے سچے جذبوں کی سچائیوں کا انتہائی شگفتہ و نرم لہجے میں بے ساختہ اظہار ہے۔ نظم ہو یا غزل شگفتہ کی دلفریب ادبی ہنر مندیاں ساری اصنافِ شعری میں بہت

نمایاں ہیں جو قاری کو متاثر کئے بغیر نہیں رہنے دیتی۔ شگفتہ کی غزلیات اپنی علامتوں، استعاروں اور اشاراتی اسلوب کے ذریعے آشوب کی منزل کو پہنچان لیتی ہیں۔ جہاں انہوں نے اپنے کلام میں دردو غم کے تمام ذائقوں کو سمو دیا ہے جس کا ذائقہ ہر سخن فہم اور زبان شناس بخوبی محسوس کر سکتا ہے۔ انہوں نے چشمِ احساس، غمِ تنہائی، فکرِ انسانیت، غمِ جدائی، غمِ ہجراں جیسی ترکیبوں میں اپنی انفرادیت قائم کرکے اپنے اشعار کو شہکار بنا کر قاری کو اپنی تازہ کاری کا یک گونہ احساس بھی دلایا ہے۔ عطاء الحق قاسمی تتلیوں کے تعاقب میں ''پر اپنے تبصرے میں لکھتے ہیں کہ شگفتہ فطری شاعرہ لگتی ہیں'' اسی لئے شعری نزاکتوں کا خیال رکھتی ہیں انکی شاعری کسی محدود موضوع کی اسیر بھی محسوس نہیں ہوتی بلکہ اس میں ہمارے عصری مسائل اور کومل جذبے ایک ساتھ نظر آتے ہیں۔ شگفتہ غزل ہاشمی کے خوبصورت اشعار اہلِ ذوق قارئین کی نذر۔۔۔۔

ہر شکل میں سقراط نظر آتا ہے گویا
ہر شخص نے زہرِ غمِ حالات پیا ہے
یہ زخم کچھ ایسا ہے کہ بھرتا ہی نہیں ہے
اُدھڑا ہے کئی بار کئی بار سلا ہے

چند روز قبل ہی چوپال، ناصر باغ لاہور میں بزمِ انجم رومانی پاکستان کے زیرِاہتمام شگفتہ غزل ہاشمی کے نام ایک شام'' اور الحبیب ادبی فورم''

پاکستان کے چیئرمین سینئر صحافی خواجہ ذاکر کی ۶۵ ویں سالگرہ کا انعقاد کیا گیا۔ میزبان محفل بزمِ انجم رومانی کے صدر ڈاکٹر ایم ابرار کی خوبصورت نظامت نے محفل کو چار چاند لگا دیئے۔ فلم ڈائریکٹر، کہانی نویس و شاعر نزر علی فرتاش کی زیرِ صدارت اس تقریب کا آغاز تلاوت قرآن پاک سے ہوا جسکی سعادت علامہ خورشید کمال کے حصے میں آئی ، عمرانہ انعم نے پُر سوز آواز میں پُر عقیدت نعت ﷺ پیش کی اور روحوں کو سکون بخشا۔ تقریب میں سعد اللہ شاہ، شبنم مرزا، جاوید شیدا، مظہر جعفری، اختر ہاشمی، مقصود چغتائی، عدل منہاس، قریشی مظہر، علامہ عبدالستار، علی میرا، عاشق راحیل، جاوید شیدا، عاصم بخاری، پروفیسر عاشق راحیل، ابتہاج، منشاء قاضی، گلزار بخاری، گلشن عزیز، طینوش فردوس ،ڈاکٹر ایم ابرار، مظہر قریشی، ناصر چوہدری، سلیم مجوکہ سمیت شہر کی قدآوار ادبی شخصیت نے شرکت کی۔۔

مقررین نے تقریب کی مناسبت سے خطاب کرتے ہوئے کہاکہ شگفتہ غزل کی شخصیت و فن کی بدولت ہی اس تقریب میں ادبی شخصیات کشاں کشاں کھچی آئیں ہیں۔انہوں نے ہاشمی خاندان کی خوب لاج رکھی ہے انکا گھرانا ادب کے حوالے سے آفتاب و مہتاب کی حیثیت رکھتا ہے۔انکی فکر بھی شگفتہ ہے اور غزل بھی۔انہوں نے خوبصورت تقریب کے انعقاد پر ڈاکٹر ایم اے ابرار کی کاوش کو سراہا اور خواجہ ذاکر کو انکی ۶۵ ویں سالگرہ کی دلی مبارکباد بھی پیش کی ۔اور اس امید کا

بھی اظہار کیا ایسی خوبصورت محافل کے انعقاد کا سلسلہ جاری رہے گا۔ شگفتہ غزل نے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے اپنے ادبی سفر پر روشنی ڈالی اور نامور شعراء کے ساتھ اپنے دلچسپ ادبی تعلقات کا تذکرہ بھی کیا۔ انہوں نے مہمانانِ خصوصی اور تمام حاضرین کی شرکت پر تہہ دل سے اظہار تشکر بھی کیا۔ مہمانِ اعزازی خواجہ ذاکر نے بھی اپنے اظہار خیال میں منتظمِ محفل ڈاکٹر ایم اے ابرار اور تمام شرکاء کا شکریہ ادا کیا اور اپنے لئے دعاِ صحت کی اپیل بھی کی۔ نزر علی فرتاش نے اپنے صدارتی کلمات پیش کرتے ہوئے ہاشمی خاندان کی ادبی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا اور شگفتہ غزل کے کامیاب شعری سفر پر دلی مبارکباد بھی پیش کی اور خواجہ ذاکر کو بھی انکی سالگرہ پر ڈھیروں دعائیں دیں انہوں نے کامیاب تقریب کے انعقاد پر بزمِ انجم رومانی پاکستان کو تعریفی کلمات سے نوازا۔ شگفتہ غزل ہاشمی کو پھولوں کے گلدستے پیش کئے اور خواجہ ذاکر کی سالگرہ کے حوالے سے کیک بھی کاٹا گیا۔ اختتام پر شرکاء ٹھنڈی شام میں چوپال کی گرما گرم چائے سے لطف اندوز بھی ہوتے رہے۔ شگفتہ غزل ہاشمی کی ایک منتخب غزل پیش خدمت ہے۔

کتنے سندر جگمگ کرتے موتی اشک
پگلی لڑکی پہروں بیٹھ سنجوتی اشک
سینچ رہی تھی اپنے خون سے کشتِ جاں
کیا کاٹے گی یونہی رہی جو بوتی اشک

جیون رات اندھیری اور آنکھیں دیپک
بھیگے بھیگے سے نینوں کی جوتی اشک
سوچ رہی تھی وقت کی چوکھٹ پر بیٹھے
کاش ستارہ بن جاتی نہ ہوتی اشک
خواب نگر جب ہوتے ہیں آباد غزلؔ
ناگن راتیں لمحہ لمحہ روتی اشک

صدقے واری ہو تجھ پہ بادِ صبا۔۔ ہو مبارک تجھے یہ سالگرہ

فرحت پروین دنیائے اُردو ادب کے اُفق پر ایسا چمکتا دمکتا ستارہ ہیں جن کی شخصیت میں خود نمائی سے دوری، دھیمہ پن، سادگی ،خلوص ، سچائی مگر بے تکلفی جیسی خصوصیات انہیں ممتاز کرتیں ہیں۔زمانہ طالب علمی ہی سے ادبی سرگرمیوں میں بہت متحرک تھیں۔انہیں ہر انداز میں ہر پہلو سے زندگی کے ہر شعبے میں نت نئے تجربے سے گزرنے کا فن و کمال خوب آتا ہے یہی وجہ ہے ہر موڑ پر کامیابیاں انکا پرتپاک استقبال کرتیں ہیں۔ افسانہ نگاری میں جو مقام رکھتی ہیں وہ کم کم افسانہ نگاروں کو حاصل ہے۔انکے پانچ افسانوں کے مجموعے شائع ہو کر خوب مقبولیت حاصل کر چکے ہیں، جس میں '' کانچ کی چٹان''، ''ریستوران کی کھڑکی''، ''بزم شیشہ گراں''، ''صندل کا جنگل'' اور ''منجمد'' شامل ہیں۔انگریزی ناول کے اُردو ترجمے بھی کر چکی ہیں۔ عالمی ادب کے معیار کے مطابق انکی اِس فن پر بھرپور گرفت ہے ،انکا قلم خوابیدہ ذہن کو بیدار کرنے کی طاقت رکھتا ہے ۔ کہیں ان کے افسانوں میں عورتوں کی بے نوائی اور بے بسی چھلکتی ہے اور کہیں رومانی جذبوں اور ان جذبوں میں شدت کا رجحان ملتا ہے اور کہیں انکے اندازِ بیان میں تیزی، تندی، شوخی اور طنز بھی نمایاں ہوتا ہے۔انہوں نے حقیقت پسندانہ رویے میں معاشی ،سیاسی اور سماجی معاملات کو بہت خوب انداز میں زیر موضوع بنایا

ہے۔فرحت پروین نے فطری تقاضوں کو مدِ نظر رکھتے ہوئے ہمیشہ کردار کے مطابق ہی مکالموں کا استعمال کیا جو قاری کو اپنی گرفت میں لے لیتا ہے۔

فرحت پروین کا ایک مجموعہِ نظم "گفتم" بھی شائع ہو چکا ہے جس نے ادبی میدان میں زبردست ارتعاش پیدا کیا ہے جبکہ غزل سے بھی خوب انصاف کیا ہے۔انکی شاعری کے ذکر پر ملٹن کا لکھا یہ یاد آگیا کہ " شعر کی خوبی یہ ہے کہ وہ سادہ پُرجوش اور اصلیت پر مبنی ہو، اچھا شعر حسنِ خیال، حسنِ الفاظ اور حسنِ ادا کا مجموعہ ہے"اور اگر میں کہوں کہ فرحت پروین کی شاعری اسی کے عین مطابق ہے تو غلط نہ ہوگا،انکی شاعری میں

مقصدیت، انفرادیت، گہرائی، معنویت، جزئیات، وسعت، جدیدیت، سلاست، حلاوت، جگمگاہٹ،، جذباتیت، کڑواہٹ اور جھنجھلاہٹ سبھی نے اپنا خوب رنگ جمایا ہے۔نثر ہو یا شاعری، مختصراً، فرحت پروین نے اپنے قلم کی آبرو پر کبھی حرف نہیں آنے دیا۔

گزشتہ دنوں ادبی تنظیم لاہور رائٹرز کلب کے زیرِ اہتمام انہیں ممتاز افسانہ نگار، دانشور، مترجم، شاعرہ اور ادبی و سماجی شخصیت محترمہ فرحت پروین کی سالگرہ کے موقع پر ایک خوبصورت محفل "محترمہ فرحت پروین کے ساتھ ایک مہکتی شام" کا انعقاد کیا

گیا۔فرحت پروین کے اعزاز میں سجائی گئی اس خوبصورت ادبی شام کی صدارت معروف شاعر و ادیب امجد اسلام امجد نے کی، سٹیج پر انکے

ہمراہ خالد شریف، قمر رضا شہزاد، اقبال قمر (سعودیہ) اور مسز امجد اسلام امجد بھی جلوہ افروز تھے۔ جبکہ ثمینہ سید، جواد شیخ (ناروے)، وسیم عباس، لقمان اسد، رخسانہ نور، صوفیہ بیدار، غافر شہزاد، شاہدہ شاہ، حمیدہ شاہین، عرفان صادق، سعدیہ بشیر، نیلم احمد بشیر، عتیق الرحمٰن صفی اور سلمیٰ اعوان نے شرکت کر کے محفل کے ادبی رنگ کو مزید پر کشش بنا دیا۔

نظامت کے فرائض لاہور رائٹرز کلب کی روح رواں، ادیبہ و شاعرہ ناز بٹ نے باحُسن خوبی سرانجام دیئے۔ ابتدائیہ کلمات میں ناز بٹ نے سب سے پہلے لاہور رائیٹرز کلب کے حوالے سے بتایا کہ اس تنظیم کا مقصد ادبی تخلیق کاروں، ادباء، شعراء کی بے لوث خدمات کا اعتراف، زبان و ادب کے حوالے سے پاکستان اور بیرون ملک مقیم تخلیق کاروں کی پذیرائی، ادب کا فروغ اور معیاری ادبی تقریبات کا اہتمام ہے، یاد رہے کہ کہ اس ادبی تنظیم کا نام خالد شریف نے تجویز کیا تھا۔ ناز بٹ نے فرحت پروین کی فن و شخصیت کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ بہت اُجلی، پھولوں جیسی، خوشبو نجات شخصیت کہ جس نے اردو ادب میں اپنے کمالات سے، اپنے وجدانی اقتباسات سے اپنی قلبی و بصری اشارات سے وہ معنی وہ الفاظ، وہ رنگ، وہ فن دیا، جذبات کو ایسا تموج دیا کہ اسکی آبشاریں ہر طرف محسوس کی جا سکتی ہیں۔ فرحت پروین اپنے افسانوں میں جاندار کرداروں سے زندگی کے حقائق کو زمین سے نکال کر منظرِ شہود پر لائیں

ہیں۔فرحت پروین خوبصورت شاعرہ کی حیثیت سے بھی جلوہ افروز ہوئی ہیں۔ جبکہ فلاحی کاموں میں انکی گراں قدر خدمات کی فہرست بہت طویل ہے۔ مجھے فرحت کے لفظ و معنی سے بہت پیار ہے خدا تعالی انہیں صحت،زندگی اور انکے فن کو تازگی ، قلم میں اور زیادہ وسعت عطا فرمائے تاکہ وہ اسی طرح اپنے قارئین کو مسحور کرتی رہیں اور انکا سحر سر چڑھ کر بولے۔

شاہدہ شاہ نے اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ فرحت پروین سے احساسات و پیار کا رشتہ ہے ، یہ ایسی فرحت بخش شخصیت ہیں کہ انکے واسطے سے بہت سے لوگ دوست بن جاتے ہیں انکی موجودگی سے محفل گل و گلزار بن جاتی ہے رخسانہ نور نے اپنے خیالات کے اظہار میں کہا کہ فرحت دھیمی اور اپنے آپ میں رہنے والی خوشبو بکھیرتی شخصیت ہیں انکی آنکھوں سے محبت کرنے والیں کرنیں حاصل ہوتیں ہیں،اللہ کرے کہ یہ ہمیشہ، مسکراتی رہیں۔ حمیدہ شاہین کا کہنا تھا کہ فرحت جتنا اچھا افسانہ لکھتی ہیں اتنے اچھے اشعار بھی کہتی ہیں ، یہ محبت سے بنی ہوئی شخصیت ہیں ،انسے مل کر ہمیشہ اپنائیت کا احساس ہوتا ہے۔اللہ تعالی ان جیسی قوتِ عمل ہمیں بھی عطا کرے۔ نیلم احمد بشیر نے فرحت پروین کی فن و شخصیت پر اپنی آراء کا اظہار کرتے ہوئے انہیں ہر پہلو سے ہمہ جہت شخصیت قرار دیا۔ غافر شہزاد نے کہا کہ فرحت کی لوگوں پر اور انکے رویوں پر بہت گہری نظر ہے۔انکے افسانوں کے علاوہ انکی شاعری میں بھی زندگی موجود ہے،انہوں نے

دونوں سے مکمل انصاف کیا ہے، ہمارے لئے مشعلِ راہ ہیں۔ عتیق الرحمٰن اور جواد شیخ نے بھی فرحت پروین کو انکی قلمی خدمات کے اعتراف میں تحسینی کلمات سے نوازتے ہوئے کہا کہ انکے قلم کی سحر آفرینی اور کلام کی روانی قاری کو اپنا گرویدہ کر لیتی ہیں۔ وسیم عباس کے خیال میں فرحت پروین کی فطری طور پر زبان و بیان اور اسلوب پر بڑی گرفت نظر آتی ہے،انکی خوش رنگی و خوش بیانی سبھی کو اپنی جانب کھینچتی ہیں۔ انھوں نے سالگرہ کے حوالے اپنے چند اشعار سماعتوں کی نذر کئے تو حاضرین نے دل کھول کے داد و تحسین پیش کی۔ آپ بھی اِن کے اشعار سے لطف اندوز ہوئیے۔

اے مری دوست میرے دل کی دعا۔۔۔۔۔ ہو مبارک تجھے یہ سالگرہ
چھو نہ پائے تمہیں یہ گرم ہوا۔۔۔۔۔ ہو مبارک تجھے یہ سالگرہ
نقش تیرا ہو منزلوں کا پتہ۔۔۔۔۔ ہو مبارک تجھے یہ سالگرہ
صدقے واری ہو تجھ پہ بادِ صبا۔۔۔۔۔ ہو مبارک تجھے یہ سالگرہ

صوفیہ بیدار نے اپنی آراء کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ فرحت پروین افسانہ نگاری اور شاعری میں جو ہنر دیکھائے ہیں بلاشبہ ایک مثال قائم کی ہے،ہم انکی لمبی زندگی کے لئے تہہ دل سے دعاگوہ ہیں۔ اقبال قمر نے بھی فرحت پروین کو انکے ادبی و سماجی خدمات پر خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا کہ زمانے کی بے مروتیوں کے دوران جو بھی دل کے محسوسات بنے اس کی جھلک انکے افسانے میں

خوب دیکھی جا سکتی ہے۔اس موقع پر انہوں اپنی تازہ غزل کے چند اشعار بھی پیش کئے اور خوب داد بٹوری۔ قمر رضا شہزاد کا کہنا تھا کہ احمد ندیم قاسمی کے بعد فرحت پروین نے معیاری کہانیوں کا سلسلہ برقرار رکھا ہے انہوں نے جس طرح افسانوں میں اپنے قلمی جوہر دیکھائے ہیں ایسے ہی شاعری میں بھی اپنی شہرت کے جھنڈے گاڑھنے میں کامیاب ہوئی ہیں،انہوں نے اپنی دلفریب شاعری سے بھی سامعتوں کو خوب تسکین بخشی ۔۔یہ دلفریب اشعار پیشِ خدمت ہیں۔۔۔

اب ہمیں کون بھول سکتا ہے
ہم تیرے تذکرے میں آ گئے ہیں
تیری چوپال بڑھتی جاتی ہے
جب سے ہم واقعے میں آ گئے ہیں

خالد شریف نے بھی فرحت پروین کی ادبی و سماجی خدمات کو خوب سراہاتے ہوئے کہا کہ یہ منفرد اور بہت ہی دلنواز اسلوب کی موجد ہیں ۔زندگی کے ہر پہلو کو انہوں نے بڑی دلیری کے ساتھ اپنے افسانوں میں سپردِ قرطاس کیا ہے۔فرحت پروین نے خوبصورت تقریب کے انعقاد پر لاہور رائٹرز کلب سے اظہار تشکر کیا اور تعریفی کلمات سے نوازنے پر مقررین کا بھی شکریہ ادا کیا،انہوں نے چند اشعار سامعتوں کی نذر بھی کئے جسے بے حد پسند کیا گیا ،وہ کچھ اسطرح ہیں۔۔۔۔

قرض ہے زیست کے بہت
بوجھ کو کچھ تو کم کریں
ہوتے ہیں منفعل بہت
غور کبھی جو ہم کریں

اپنے صدارتی کلمات میں امجد اسلام امجد نے لاہور رائٹرز کلب کے حوالے سے اپنی گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے کہا کہ ادب اور قاری میں فاصلہ تو تھا ہی مگر لکھنے والوں کے مابین بھی رابطے کا فقدان بہت بڑھ چکا ہے۔ جو رابطے ہیں ان میں ادب کم اور شخصی رجحانات بہت زیادہ بڑھ چکے ہیں۔ ایسے میں یہ فورم اِس حوالے سے قابلِ تعریف ہے جو روایتی گرد سے بالکل پاک ہے۔ ادبی دوستوں کا آپس میں مل بیٹھ کر، وقت گزارنے کے اِس سلسلہ نے پاک ٹی ہاؤس کے ادبی ماحول کی یاد تازہ کر دی ہے، دعا گوہ ہیں کہ یہ سلسلہ جاری و ساری رہے۔ انہوں نے فرحت پروین کی ادبی و سماجی خدمات کے حوالے سے اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ فرحت ہمیشہ خودپسندی اور تعریفوں کے جال سے دور رہنے کی کوشش کرتی ہے جبکہ تعریف انکا حق ہے، تعریف سے تقویت ملتی ہے اور انساں کبھی اکیلا محسوس نہیں کرتا۔ یہ نوے کی دہائی سے لکھ رہی ہیں، انکا مزاج ایک خاص ذوق، نہج اور نظریہ کا پرورزش یافتہ ہے۔ انکے فکر و فن اور زبان و بیان کی خوبیوں کی اصل وجہ تجربات کو باریک بینی سے مشاہدہ ہے۔ مقررین نے فرحت پروین کو انکی سالگرہ پر

مبارکباد پیش کی اور ادبی تنظیم لاہور رائٹرز کلب کے زیر اہتمام پہلی اور کامیاب تقریب کے انعقاد پر نازبٹ کو بھی مبارکباد پیش کی اور نیک تمناؤں کا اظہار بھی کیا۔ مہمانان نے فرحت پروین کو پھولوں کے گلدستے بھی پیش کئے۔انکی سالگرہ کے کیک کٹائی کی رسم بھی عمل بھی لائی گئی اور تقریب کے اختتام پر شرکاء روایتی ذائقے دار کھانے سے بھی خوب لطف اندوز ہوئے۔

سپہ سالارامن۔حضرت محمد ﷺ"۔۔۔ایک خوشبو کا سفر"

پاک ٹی ہاوس میں کئی صحافی دوستوں سے خوبصورت ملاقات کا شرف حاصل ہوا، مگران میں نسیم الحق زاہدی سے میری یہ پہلی ملاقات تھی ،گپ شپ کا سلسلہ چلا اور چائے کے آخری گھونٹ سے قبل ہی پہلی ملاقات اِنکی خوش کلامی، خوش اخلاقی، ملنساری کے باعث پُرانی دوستی میں بدل گئی ۔انہوں نے اپنے منتخب کالموں کے پہلے مجموعے ''سپہ سالارامن۔۔۔حضرت محمد ﷺ''کے اول صفحہ پر ''مکرمی جناب حسیب اعجاز عاشرؔ صاحب کی خدمت عالیہ میں انتہائی ادب واحترام کے ساتھ ۔۔ذوقِ مطالعہ اور تبصرہ کے لئے'' لکھ کر اپنے اُردو دستخط کے ساتھ بے تکلفانہ انداز میں یہ کہتے ہوئے کہ ''تبصرہ ضرور کیجئے گا'' مجھے تھما دی۔دیدہ زیب سرورق، عمدہ کاغذ اور دلکش کتابت، مطالعہ میں تاخیر ممکن تھی مگر تبصرے کی شرط نے فوراًمطالعہ پر آمادہ کر دیا، ویسے میں کوئی تبصرہ نگاریا نقاد تو نہیں بس انکے لاجواب مقدس مجموعہ کالم کے سرسری مطالعہ سے نسیم الحق زاہدی کے قلب وذہن میں اتر کر انکی سوچ و فکر کو پرکھ کر جو تاثرات فی البدیع قائم ہوئے، پیش کرنے کی جسارت کر رہا ہوں ۔ حقیقت تو یہ ہے کہ نسیم الحق زاہدی کی شخصیت اور قلمی ہنر مندیاں ''سپہ سالارامن۔۔۔حضرت محمد ﷺ''کے مطالعہ کے بعد ہی مجھ پر منکشف ہوئیں ہیں ۔اور میں یہ بات اب ڈنکے کی چوٹ پر کہہ سکتا ہوں کہ یہ ایک اُجلا

مسلمان، نکھرا پاکستانی، دردِ دل رکھنے والا شفاف و نفیس انسان اور ایک ایسا سچا اور کھرا لکھاری ہے کہ جسے نہ نام کی حوس ہے نہ دام کی لالچ، جس کی ایمانی قوت اسے اپنے مقصد سے کبھی ہٹنے نہیں دیتی۔ نسیم الحق زاہدی کا تعلق شہر لاہور ہے اور اپنی قلمی خدمات کے اعتراف میں گولڈ میڈلسٹ.برائے امن ۲۰۱۲، امن ایوارڈ ۲۰۱۲ اور مادر ملت محترم فاطمہ جناح ایوارڈ ۲۰۰۳ بھی حاصل کر چکے ہیں،بقول نسیم کے انکی بہت کم لوگوں سے طبیعت ملتی ہے اسی واسطے حلقہ یاراں کم اور انجمن رقیباں زیادہ رکھتے ہیں،انکے لکھنے کا مقصد کوئی ایوارڈ وصول کرنا نہیں بلکہ دنیا کفر کو یہ پیغام دینا ہے جو اسلام کو جبر کا دین اور پیغمبر امن پر انگلیاں اٹھاتے ہیں۔ کہ اسلام امن و انسانی حقوق کا علمبردار مذہب ہے اور سپہ سالار امن حضرت محمد ﷺ اس کے بانی و پاسبان ہیں۔اللہ تعالی نے نسیم کو نہ صرف منفی روایات کو مسمار کرنے کے فن سے نوازا ہے بلکہ مثبت روایات کو قائم کرنے کی صفتِ عالیہ سے بھی آراستہ کیا ہے انکی غیر جانبدار تحریریں انقلاب و بغاوت کے ایسی روشن کرنوں میں لپٹی محسوس ہوئی ہیں جو یہاں رائج فرسودہ سوچ و نظام کو چیرتی ہوئیں چھوٹنے کو بیتاب ہیں۔

نسیم الحق زاہدی کی یہ نادر کتاب عرصہ قلیل میں مقبولیت کی بلندیوں کو چھونے لگی ہے اور ایسا کیونکر نہ ہو، جس ایمان افروز کتاب کا ٹائٹل ہی ''سپہ سالار امن۔۔۔ حضرت محمد ﷺ'' ہو، تو یہ کیسے ممکن ہے وہ بابرکت نہ ہو۔مزید یہ کہ

۔۔۔ ''سپہ سالارِ امن ۔۔ حضرت محمد ﷺ '' کو نسیم الحق زاہدی نے جس عظیم ایمانی انداز و بیان میں دنیا کی عظیم تر ہستیوں کے نام کیا ہے اُس سے خود ہی اپنی نگاہوں کو ٹھنڈا کیجئے ''رحمت دو عالم حضرت محمد ﷺ کے بعد دنیا میں سب سے زیادہ عدل و انصاف اور امن قائم کرنے والے مرادِ نبی خلیفہ دوئم حضرت عمر فاروقؓ اور حضرت عمر بن العزیزؒ کے نام'' جس پر زبان پہ جاری بے ساختہ سبحان اللہ سبحان اللہ کے علاوہ ایک لفظ بھی تبصرے میں لکھنے کو نہیں ۔ جبکہ ماں کی دعائیں اور اپنوں کی چاہت نے بھی انہیں، انکی سوچ ،ان کے الفاظ اور اندازِ تحریر کو معتبر بنادیا ہے جس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ اگلے ہی صفحہ پر انھوں نے قدم بہ قدم حوصلہ افزائی پر اپنی پیاری ماں جو آج انکے ساتھ نہیں ہیں مگر ہمیشہ انکے ساتھ ہیں ۔ لختِ جگر صباحت نسیم شیخ، شریک حیات بشریٰ نسیم شیخ سے اظہارِ تشکر بھی کیا ہے ۔ایسے میں رضاالہیٰ سے اس کتاب کی مقبولیت میں کیونکر اضافہ نہ ہو۔اس کتاب کے مرتبین نامور لکھاری خانزادہ محمد فرخ اشفاق، عرفان سعید انور اور علی رضا شاف کا ذکر بھی لازم ہے جن کا خلوص اِس کارِ خیر میں شامل ہے۔

عصرِ حاضر کے معروف نوجوان لکھاری بھی اس کتاب ''سپہ سالار امن حضرت محمد ﷺ '' جسے ایک روشنی کا سفر بھی کہا جا سکتا ہے، پر اپنی خوبصورت آراء کا اظہار کر چکے ہیں، جس کے بعد مجھ جیسے کم علم کے پاس کچھ لکھنے کو بچا ہی نہیں

۔جیسے سید محمد قاسم اِس کتاب میں اپنے پیشِ لفظ میں لکھتے ہیں کہ نسیم الحق زاہدی کی تحریر میں علم بھی ہے اور ادب بھی جو نہ اتنا مقفی مسجع ہے کہ پڑھنے والے کے سر سے گزر جائے اور نہ ہی ایسی ارزاں تحریر کر مدعا بھی واضح نہ کر سکے اسکے قلم میں روانی پراثر، پرلطف اور دلپذیر ہے۔یہ ایک ایسا دردِ دل لکھنے والا نوجوان ہے جو اصلاح اور، بھلائی کے ہر سوتے کو پروان چڑھانے کیلئے بے تاب رہتا ہے اور اس عمل میں مصروف لوگوں پر تحسین و آفریں کے پھول برساتا ہے۔اس میں شک نہیں یہ قلم اور قلمکار ملک کا قیمتی سرمایا ہے جو یقینا آگے چل کر نہایت منافع بخش ثابت ہوگا۔سابق صدر پی ایف یو سی عبدالماجد ملک اپنے تبصرے بعنوان ''نسیم الحق زاہدی عصر حاضر کا خوبصورت لکھاری''میں لکھتے ہیں کہ ''سپہ سالار امن حضرت محمد ﷺ'' نسیم الحق زاہدی کی آقا مدنی ﷺ دے حد درجہ محبت کا ثبوت ہے ،یہ خوبصورت نوجوان من و عن بغیر کسی لگی لپٹی کے بیان کر دیتا ہے اس کی تحریروں میں انسانیت کا درد کوٹ کوٹ کا بھرا ہوا ہے وہ اپنی تحریروں میں امن کا پرچار کرتا بھی دکھائی دیتا ہے اور کہیں کہیں بین المذاہب ہم آہنگی کا درس دیتے ہوئے نظر آتا ہے۔صدر پی ایف یو سی فرخ شہباز وڑائچ ''زاہدی کون ہے؟'' میں لکھتے ہیں کہ نسیم الحق زاہدی کا قلم روانی سے ،سلیقے اور قرینے کے ساتھ پڑھنے والے کو میٹھی خوشبو عطا کرتا ہے۔زاہدی سچے عاشق رسول ﷺ ہیں انہوں نے کتاب کا ٹائٹل بھی آقا مہربانی حضرت محمد ﷺ سے منسوب کیا ہے۔اس کتاب کی اپنی عظمت ہے ،اس کی ناکامی اور کامیابی

کا فیصلہ کرنے والے آپ اور میں کون ہوتے ہیں؟۔امید ہے ان کی یہ محنت رنگ لائے گی۔ علی رضا شاف اس کتاب پر اپنے تبصرے میں لکھا کہ یہ خوبصورت کتاب ''سپہ سالار امن حضرت محمد ﷺ'' جس عظیم ہستی پر لکھی گئی ہے ان کی شان میں قلم اٹھانے کی جسارت اور توفیق انہی کو نصیب ہوتی ہے جن پر انکی خاص نظر کرم ہوتی ہے ۔مصنف نے بڑے خوبصورت انداز میں سیدی یا رسول اللہ ﷺ کو امن کا سپہ سالار اور امت مسلمہ کے ایک ایک فرد کو امن کا سرکردہ سپاہی قرار دیا ہے۔

بے شک نسیم الحق زاہدی کا قلم خوابیدہ ذہن کو بیدار کرنے کی طاقت رکھتا ہے۔بحثیت حساس صحافی کے انہوں نے حقیقت پسندانہ رویے میں مذہبی، معاشی، بدلتے ہوئے سیاسی اور سماجی منظر نامہ کو بہت خوب انداز میں زیر موضوع بنایا ہے۔ انکی تحریروں میں اگر اسلام سے حد درجہ محبت نظر آتی ہے، تو انسانیت سے ہمدردی اور قومی خدمات کا جذبہ بھی ڈھکا چھپا نہیں رہ سکا۔لرزہ خیز سانحات کے بیان میں بھی انہوں نے نہایت دردمندی سے کام لیا ہے۔ نسیم الحق زاہدی نے اس کتاب میں قلم کی آبرو پر کوہر آنچ سے بچاتے ہوئے ابن الوقت، مفاد پرست، مارِ آستین اور جو فروش گند نما عناصر کے تکلیف دہ رویے پر گرفت کو مضبوط کرنے کی کامیاب کوشش کی ہے، قابل تحسین ہے۔

زیرِ تبصرہ کتاب میں نسیم الحق زاہدی کے مضامین بعنوان ''سپہ سالارِ امن ۔۔ حضرت محمد ﷺ ''، ''پیغمبرِ امن ''، ''کی محمد ﷺ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں ''، انسان، امن، اسلام ''، ''تم کس مذہب کی بات کرتے ہو ''، ''اسلام امن پسند دین ہے ''، ''امن کا دشمن کون یہودی صلیبی یا مسلمان ؟ ''، بانی امن ﷺ ''، ''اسلام امن کا علمبردار مذہب ہے ''، اسلام میں بین المذاہب ہم آہنگی کا تصور ''کے علاوہ 'مقام شوہر ۔۔احادیث کی روشنی میں '' میں بھی اِن کی مالک دو جہان اور شہنشاہ کون و مکاں حضرت محمد ﷺ سے والہانہ عشق ، عظیم الشان محبت ، بے پناہ لگاؤ کا ایک پر عقیدت اظہار ہے ۔جس کے مطالعہ سے شعور سے اندھیرے ہٹتے ہیں چاندنی پھیلنے لگتی ہے۔ کہکشائیں جگمانے لگتی ہیں ، صبح کی روشن کرنیں تن بدن اُجالنے لگتی ہیں اور دل اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کی محبت میں محو ہو کر ہم جیسے بے ثمر راہوں میں عمریں برباد کرنے والوں کے ضمیر کو جھنجھورنے لگتی ہیں ۔انہوں نے کئی مواقع پر رب کائنات کی بھرپور حمد و ثناء اُس کی شانِ وحدت و بے نیازی ، یکتائی و کبریائی ، رحمت و مغفرت احسان و کرم ، عفوو درگزر اور بندوں کے ساتھ محبت و شفقت کا اعتراف و بیان بھی کیا، ہے۔ صفحہ نمبر ۳۲ پر ''کی محمد ﷺ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں ''میں لکھتے ہیں کہ '' آنے والے دور میں اس مسلمان قوم کو آزمایا جائے گا ہمیں بہت قربانیاں دینی پڑیں گی ۔آپ کو اپنے بچے، اپنا مال، اپنی عزت اپنی آبرو قربان کرنی پڑیں گی اور یہ اٹل قانون ہے جس میں کوئی بھی ترمیم نہیں کی جا سکتی ''۔جو اِس بات کا ثبوت

ہے کہ اللہ اور رسول ﷺ کے لئے مال، جان وقت سب قربان کردینے کو تیار ہیں اور اِسی کی ذہن سازی کے لئے قلمی جہاد کا آغاز کر چکے ہیں۔ اسلام پر کفار کی یلغار کو بھی انہوں نے بے نقاب کرنے کے ایک اچھی وپختا کاوش اپنے ایک کالم بعنوان اسلام کو بدنام کرنے کی یہودی سازش" میں کی ہے جو غیرت مند مسلمان کی رگوں" میں ایک عجب سی بے چینی پیدا کردیتا ہے اور خون کچھ کر گزرنے کو کھولنا لگتا ہے۔

اِس امت کی فکر میں نسیم الحق زاہدی کی بے چین روح کی ہچکیاں قرطاس پر ایک زبردست ارتعاش پیدا کر رہی ہیں۔ جیسا کہ صفحہ نمبر ۹۱ میں شائع ہونے والے اپنے کالم ۔"یہی ایک عیب ہے مجھ میں" میں کیا خوب لکھتے ہیں کہ آج ساری باطن قوتیں اکٹھی ہو چکی ہیں مگر افسوس کی بات تو یہ ہے کہ اس وقت جب کہ ہم مسلمانوں کو اتحاد کی اور ایک ہی جھنڈے تلے اکٹھے ہونے کی سخت ضرورت ہے۔ نسیم الحق زاہدی کے شب و روز اگر اسلام و مسلم کی فکر میں بے چین گزر رہے ہیں تو وہ وطنِ عزیز کی محبت سے بھی لمحہ بھر بے پروا نہیں، جس کی تڑپ اُن کے کالموں بعنوان "سوہنی دھرتی اللہ رکھے قدم قدم آباد تجھے"، "حکمران کب سوچیں گے؟"، "کیا ہم آزاد ہیں"، "میں باغی ہوں" میں باخوبی محسوس کی جاسکتی ہے۔ جبکہ "مزدور کو مرنے کی جلدی یوں بھی ہے محسن"، محکمہ بہبود آبادی۔۔یا فروغ فحاشی"، جیسے کالموں میں بھی بصارت اور بصیرت نے"

حیاتِ

معاشرت میں بے انصافیوں، طبقاتی تناؤ، تضادات، فسادات، حیات کے نشیب و فراز، استحصال پر گہری نظر رکھی ہے
وقت نے کچھ ایسی کروٹ بدلی ہے کہ سچ لکھنا ناممکن ہے، یا پھر سچ کو اپنے صحیح وقت پر لکھا نہیں جاتا، اُس وقت زیرِ قلم اور زیرِ لب آتا ہے جب سچ اپنی افادیت کھو بیٹھتا ہے مگر نسیم الحق زاہدی اصلاحِ معاشرے کا عزم لئے بڑی دیانتداری سے اپنی آوازِ ضمیر پر سچ لکھنے اور سچ کو صحیح وقت پر لکھنے کے لئے اپنے قلم و قرطاس سے پورا انصاف کر رہے ہیں، جیسا صفحہ نمبر ۶۳ میں اپنے کالم بعنوان ''مجھے سچ لکھنا ہے''میں خود لکھتے ہیں کہ عصر حاضر میں سچ زہر پینے اور حیوان تیاگ دینے کا نام ہے خود اپنے ہاتھوں سے زہر کا پیالہ پینے کا مرحلہ قیس اور سقراط سے بھی آگے کا ہے اور مجھے اس سنگلاخ مرحلہ کو سر کرنا ہے۔ہماری دعا ہے اللہ تعالی انہیں اپنی امان میں رکھے، نیک مقاصد میں کامیاب و کامران کرے، قلم میں بھرپور طاقت اور الفاظ میں مزید تاثیر عطا فرمائے۔آمین۔
نوٹ فرمالیں کہ اگست ۲۰۱۵ میں منظر عام پر آنے والی ۱۱۲ صفحات کی یہ کتاب جو ۲۸ نادر کالموں پر مشتمل ہے ۲۰۰ روپے قیمت پر حاصل کرنے کے لئے، یااِس کتاب پر اپنی قیمتی اظہارِ رائے کیلئے اِس ای میل آئی ڈی پر صاحبِ کتاب سے

رابطہ کیا جا سکتا ہے۔

naseemulhaqnuhz@gmail.com

سبز خوشبو - زاہد شمسی کے مجموعہ نعتیہ کلام ''سبز خوشبو'' کی تقریب پذیرائی

بیانِ وصف کو نعت کہا جاتا ہے اور ''نعت ، نعت خوانی یا نعت گوئی'' حضرت محمد ﷺ کے اوصاف و کمالات، حسن و جمال بیان ،مدحت، تعریف و توصیف بیان کرنے کے لئے مخصوص ہیں۔اللہ تعالی فرماتے ہیں (مفہوم) میں آپ ﷺ پر درود بھیجتا ہوں تم بھی درود بھیجو اور قرآن کریم میں بھی کئی مقامات پر اپنے محبوب ﷺ کی تعریف وتوصیف بیان کی ہے۔''ورفعنا لک ذکرک''، ''وللاخرۃ خیر لک من الاولی''، ''انا اعطینٰک الکوثر''، ''عسی ان یبعثک ربک مقاما محمودا''سمیت کئی اور مقامات پر بھی آپ ﷺ کی صفات اور عظمت کا ذکر ہے۔عظمتِ نعت کا ہی خاصہ تھا کہ حضرت حسان بن ثابتؓ نے نعتیہ اشعار آپ ﷺ کے خدمت میں پیش کئے تو آپ ﷺ نے انہیں اپنے ممبر پر بیٹھا دیا۔آپ ﷺ نے مدینہ میں قدم رکھا تو بچیوں نے ''طلع البدر علینا'' پڑھ کر آپ کا والہانہ استقبال کیا۔حضرت حسان بن ثابتؓ، حضرت کعب بن زہیرؓ، عامر بن اکوعؓ، عباس بن عبدالمطلبؓ، نابغہ جعدیؓ اور حضرت عبداللہ ابن رواحہؓ کا شمار جلیل القدر نعت گو صحابہ اکرام میں ہوتا ہے۔جد علماء کرام میں امام ابو حنیفہؒ، مولانہ رومؒ،امام بوصیریؒ، شیخ سعدی سمیت شیخ سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ ، سلطان باہوؒ، امیر خسروؒ، پیر مہر علی شاہؒ، بابا بھلے شاہؒ، بابا فرید الدین گنج شکرؒ جیسی برگزیدہ ہستیوں نے بھی نعت گوئی میں طبع آزمائی کی ہے۔میرا ایمان

ہے کہ اللہ تعالی نعت خوانی و نعت گوئی جیسے عظیم نیک عمل کیلئے انہیں کا انتخاب کرتا ہے جن کے دل میں ایمان کی کرنیں روشن ہوں۔

نامور شاعر، ادیب اور دانشور محترم زاہد شمسی بھی انہیں برگزیدہ ہستیوں کی صف میں شامل ہو چکے ہیں جنہیں اللہ تعالی نے حمد و نعت گوئی کے لئے منتخب کر لیا ہے، گزشتہ دنوں زاہد شمسی کے پہلے مجموعِ نعتیہ کلام ''سبز خوشبو'' کی فاؤنٹین ہاؤس میں تقریب پذیرائی کا انعقاد ہوا۔زاہد شمسی نے خوبصورت نعتیہ کلام سے آپ ﷺ کی ذات اقدس سے اپنے والہانہ عشق و عقیدت کا اظہار کیا ہے۔زاہد شمسی حلقہ شعر و ادب میں اپنا منفرد و خاص مقام رکھتے ہیں۔ان کی تیرہ کتب بھی ادبی حلقوں میں بہت پسندیدگی کی سند حاصل کر چکی ہیں، جن میں ''درد اک روشنی اک راستہ''، ''ابِ دریا''، منسوب کرتا ہوں''، بولتے پتھر''، مہمان نظر''، ''رات، ہوا اور میں''، ''پیاس''، ہدف کی تلاش نثر)''، دستِ چراغ''، ''بارشوں کے ساتھ ساتھ''، ''پاکستان مری پہچان''شام) شامل ہیں۔یاد رہے کہ ''سبز خوشبو'' کا شاہکار، پر کشش، ایمانی تجلّیوں سے سرشار سرورق یاسمین بخاری نے تیار کیا ہے، جسے بڑی پذیرائی حاصل ہوئی ہے۔معروف مصور جناب اسلم کمال کی زیرِ صدارت اس نہایت تزک و احتشام سے منعقدہ تقریب میں جناب شاہد علی خان، محترمہ یاسمین بخاری، محترم ارشد محمود، جناب توقیر اکبر نے مہمانانِ خصوصی کی حثیت سے شرکت کی، جبکہ معروف عہد ساز آرٹسٹ محترمہ روحی بانو بھی پہلی

بار کسی ادبی تقریب میں شریک ہوئیں۔ادارہ خیال و فن کے روح رواں محمد ممتاز راشد لاہوری نے نظامت کے فرائض باحسن خوبی سرانجام دیئے۔معاونین میں فاؤنٹین ہاؤس، اخوت اور آرٹ اینڈ لائف شامل تھے۔تمام ادبی تنظیموں کی بھرپور نمائندگی دیکھنے کو ملی۔

تلاوت کی سعادت قاری محمد عثمان کے حصے میں آئی۔زاہد شمسی کا نعتیہ کلام ''زندگی کا مزا اسکے جینے میں ہے'' بازبانِ نعت خواں محمد ہمایوں رانجھا کی پرسوز آواز میں پیش کیا گیا۔اس ایمان افروز تقریب پذیرائی میں انفرادیت قائم کی گئی اور ''سبز خوشبو'' کی رونمائی بھی عمل میں آئی۔لمحات قابلِ دید تھے کہ حاضرین نے تالیوں کی گونج میں صاحبِ کتاب کو مبارکبادیں پیش کی۔فراصت بخاری نے عقیدت کی مالا زاہد شمسی کو پہنائی اور اپنے اظہار خیال میں زاہد شمسی مبارکباد بھی پیش کرنے کے علاوہ ڈاکٹر ہارون رشید کی خدمات کو بھی سراہا، انہوں نے اپنے اُردو و پنجابی کلام سے بھی سامعین کو بہت لطف اندوز کیا،ملاحظہ فرمایئے '' سبز گنبد ہماری آرزو۔۔ہو زیارت، باسعادت باوضو''۔آفتاب جاوید نے گیان اور زاہد شمسی کی کتاب کے حوالے سے اپنا کلام ''سبز خوشبو غلافِ گنبد خضری ہے'' بھی پیش کرکے ایک خاص روحانی سرور بخشا۔زاہد شمسی کی ایک اور خوبصورت نعت '' کرم ہے اُنکی تجلّیوں کا''اور محمد عارف گل کے خوبصورت انداز و آواز نے دو آتشہ کردیااور

سامعین کو ایسا سحر میں جکڑا کہ وہ جھوم ہی اُٹھے اور ہال سبحان اللہ ، ماشاء اللہ، جزاک اللہ کی پر کیف صداؤں سے گونجتا رہا۔اختر ہاشمی نے بھی اپنے اظہار خیال میں زاہد شمسی کی ادبی خدمات کو خوب سراہا اور نعتیہ کلام کی اشاعت پر بھرپور مبارکباد پیش کی،اپنا کلام بھی پیش کرکے خوب داد و تحسین کے حقدار بنے۔اقبال راہی نے تو اپنا دلکش شعر

اِس میں شامل ہیں زاہد و عابد
یہ جو تقریب ہے کمال کی ہے

پیش کرکے سماں ہی باندھ دیا۔نامور ڈرامہ آرٹسٹ راشد محمود نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ زاہد شمسی ادب کا معتبر اور مستند نام ہیں انکا دوست ہونا میرے لئے باعثِ فخر ہے اور سبز خوشبو سے ہال باقاعدہ مہک رہا ہے انہوں نے اپنا ایک شعر بھی سنا کر حاضرین کو حیران کر دیا اور خوب داد حاصل کی۔سید زوار حسین نقوی نے بھی نعتیہ کلامِ زاہد پیش کرکے ساعتوں میں خوب رس گھولا۔

جامِ حیات دستِ کرم سے پیئے ہوئے
اِک عمر ہو گئی ، میرے آقا جیئے ہوئے

روحی بانو نے اپنے اظہار خیال میں زاہد شمسی کو انکی کتاب کی تقریب پذیرائی

پر مبارکباد پیش کی اور انکا حمدیہ کلام بھی پڑھا حاضرین خوب داد لٹا کر انہیں خوب حوصلے و تقویت سے نوازا۔یاسمین بخاری نے زاہد شمسی کی شخصیت و فن کے حوالے سے اپنی گفتگو میں کہا کہ انہیں ''آ میں آف سگنی فیکنس''قرار دیا اورانھوں نے سرورق کی تیاری کا پس نظر بھی سماعتوں کی نذر کیا۔اس موقع پر،برگیڈیئر (ر) سجاد بخاری، یاسمین بخاری، مسٹر اینڈ مسز محمد اکبر، پروفیسر عاشق انجم، پروفیسر ندیم اسلم، محمد زبیر، توقیر احمد شریفی، حکیم سلیم اختر، ثمینہ سید، مقصود چغتائی، ایم زیڈ کنول، مقصود چغتائی اور اختر ہاشمی نے اپنے ہر دلعزیز زاہد شمسی کے مہکتے پھولوں کے گلدستے بھی پیش کئے۔ان میں مسٹر اینڈ سجاد بخاری کا تقریب کی مناسبت سے پیش کیا گیا دلکش سبز پھولوں کا گلدستہ خوب مرکزِ نگاہ رہا۔زاہد شمسی نے صدرِ محفل کو بھی پھولوں کا گلدستہ پیش کیا ان مہکتے لمحات کو کیمروں کی آنکھیں برق رفتاری سے محفوظ کرتی رہیں۔ادبی تنظیم جگنو انٹر نیشنل کی نمائندگی کرتے ہوئے ایم زیڈ کنول صاحبہ نے صاحبِ کتاب کو مبارکباد پیش کی اور اپنے کلام سے بھی تقریب کی رعنائیوں میں اضافہ کیا۔

زمین زادوں کا سرمایہ ہوتی ہے سبز خوشبو
دل الفت کا دروزارہ ہوتی ہے سبز خوشبو

محفل اپنے اختتامیہ لمحات کی جانب بڑھ چکی تھی۔شاہد علی خان نے بھی منظوم

خراج تحسین پیش کیا اور ''سبز خوشبو'' سے کچھ منتخب نعتیہ اشعار بھی پیش کئے۔زاہد شمسی نے مہمانانِ خصوصی اور تمام احباب کی تقریب میں شرکت کا تہہ دل سے شکریہ ادا کیا انہوں ممتاز راشد کی نظامت اور تقریب کی عملی شکل دینے پر ممتاز راشد کی پُرخلوص کاوشوں کو سراہا،زاہد شمسی نے تحسینی کلمات سے نوازنے پر مقررین سے اظہارِ تشکر بھی کیاانہوں نے ''سبز خوشبو'' سے انتخاب بھی سامعتوں کی نذر کیا۔اشعار ادا ہوتے رہے اور قبولیت کے پروانے عطا ہوتے رہے۔نئے انداز، نئے زوایے، نئے استعاروں میں سجی نعت نے تو سماں ہی باندھ دیا۔ سامعتوں سے ٹکراکر دلوں میں ایسا گھر کرتے رہے کہ سامعین عجب کیفیت میں ایمان کی تازگی سے سرشار ہوتے رہے اور سبحان اللہ سبحان ،بہت خوب، کمال،جزاک اللہ کے الفاظ سے نوازتے رہے۔زاہد شمسی نے ''سبز خوشبو'' کے حوالے سے توقیر اکبر کا اظہار خیال بھی سامعتوں کی نذر کیا۔صدرِ محفل نے کہا ہم سب آج ایک ہی خوشبو میں یعنی سبز خوشبو میں شرابور ہیں۔زاہد شمسی خوش قسمت ہیں کہ اللہ تعالی انہیں مدحتِ رسول ﷺ کے لئے چن لیا ہے،یہ سعادت کم کم شاعروں کو حاصل ہے۔اسی طرح اگر ہم حبِ الٰہی اور عشق رسول ﷺ میں ڈھلتے چلے گئے تو انشاء اللہ تعالی ایسا معاشرہ پھر سے تشکیل ہوگا جس کی امامت ایک بار پھر ہمارے حصے میں آئے گی۔ ممتاز راشد کے اختتامیہ کلمات پر تقریب اختتام پذیر ہوئی۔شرکاء کے لئے بطور خاص چائے کی ضیافت کا بھی خوبصورت اہتمام کیا گیا تھا۔''سبز خوشبو'' سے منتخب نعتیہ اشعار ہدیہ عقیدت بحضور سرور کونین

ﷺ۔۔۔۔۔

کیفیت اشک بھری دل پہ مرے طاری ہو
اور پھر اسمِ محمد ﷺ کا سخن جاری ہو
کیسے ممکن ہے کہ آنکھیں ہوں ترے روضے پر
اور ہونٹوں پہ زمانے کی طرف داری ہو
میں ترے نام کے اِک حرف پہ قربان کروں
میرے ہاتھوں میں یہ دنیا بھی اگر ساری ہو

لاہوری ناشتہ اور ادبی بیٹھک حسینہ آپا کے ساتھ

اپنی ذات میں انجمن شخصیت۔۔ حسینہ آپا۔۔اصل نام حسینہ معین ۔۔بھارت کے شہر کانپور میں ۱۹۴۱ میں پیدا ہوئیں۔ کراچی یونیورسٹی سے ماسٹر کیا۔ قلمی سفر کا آغاز ریڈیو پاکستان سے کیا اور پھر ٹی وی کے لئے بھی بے شمار ڈرامے لکھے۔ان کے ڈرامے حقیقت نگاری سے وابستہ ہیں،انہوں نے عام انسانوں اور انسانی زندگی کے متعلقہ مسائل کو ہمیشہ اپنا موضوع بنایا۔تہذیب ، سماج، رسم و رواج اور تلخ حقیقتوں کو اپنے ڈراموں میں بڑی سادگی مگر منفرد انداز میں قلم بند کیا اورڈراموں کو نئی سمت عطا کی ۔ٹیلیوژن کے لئے انکے لکھے ہوئے ''کرن کہانی''، ''بندش، تنہایاں''، ''دھوپ کنارے''، '' زیر زبر پیش''، '' میرے درد''، '' کیسا یہ جنون''،'' تم سے مل کر''، '' دھندلے راستے''، ''آہٹ''، '' پڑوسی''، '' ان کہی''، '' انکل عرفی''،'' آنسو''، '' شہزوری'' اور'' دھند'' سمیت کئی مقبول ترین ڈرامے شامل ہیں۔سرحد پار بھی حسینہ معین کے ڈرامے ''دھوپ کنارے'' کی ایسی خوب دھوم مچی کہ بعدازاں اسکی کچھ تو لوگ کہیں گے'' کو نام سے دوبارہ پروڈیکشن ہوئی۔ دُور درشن کے لئے '' کشمکش'' تحریر کیا۔ فلم انڈسٹری میں طبع آزمائی کی اور '۱۹۹۸ میں 'کہیں پیار نہ ہو'' جائے'' لکھی جبکہ ''یہاں سے وہاں تک'' اور ''نزدیکیاں'' کے لئے ڈائیلاگ لکھے اور انڈین فلم حنا کے لئے بھی ڈائیلاگ تحریر کئے جو بے حد

پسند کئے گئے یاد رہے کہ حسینہ معین پہلی پاکستانی رائیٹر ہے جنھوں نے بولی وڈ کے لئے اپنی قلمی خدمات پیش کی۔بے شمار افسانے بھی قلم بند کئے۔انہیں انکی قلمی خدمات کے اعتراف میں حکومتِ پاکستان کی جانب سے تمغہ حسن کارکردگی سے بھی نوازا چکا ہے جبکہ ومن آف دی یئر ایوارڈ، لکس سٹائل ایوارڈ، پی ٹی وی ایوارڈ سمیت بے شماراعزازات انکا مقدر بنے ہیں۔

اِس مایہ نازادبی شخصیت حسینہ معین کی قلمی خدمات کو خراج تحسین پیش کرنے کے لئے یو ایم ٹی پریس فورم کے زیرِاہتمام یو ایم ٹی میں ''لاہوری ناشتہ اور ادبی بیٹھک''کے موقع پر ایک شاندار و پر تپاک تقریب ''حسینہ معین۔۔شخصیت و فن'' کاانعقاد کیا گیا۔سٹیج پر حسینہ معین کے ہمراہ جمال شاہ، منو بھائی، نعیم طاہر اور عمرانہ مشتاق جلوہ افروز تھے۔نظامت کے فرائض آمنہ مفتی نے منتخب خوشبودار الفاظ میں جکڑی گفتگو سے نہایت احسن انداز میں سرانجام دیئے کہ مہمانان بھی تعریف کئے بغیر نہ رہ سکے۔ادب و صحافت کے بڑی شخصیات کی شرکت تقریب کی زینت و وقار میں بھرپور اضافہ کر رہی تھی۔

تقریب کا باقاعدہ آغاز تلاوت قرآن پاک سے ہوا جسکی سعادت محمد عرفان کے حصہ میں آئی۔معروف گائیک طاہر پرونز مہدی نے اِس عقیدت مندانہ پرسوز آواز میں حمد ونعت پیش کی ،کہ سامعین حب الہی اور عشق محمد ﷺ کے سمندر میں ڈوب

گئے،زبانوں سے بے ساختہ وردِ سبحان اللہ طاری رہا۔اظہار خیال کا سلسلۂ آغاز یو ایم ٹی پریس فورم کے نگراں مرزا محمد الیاس سے ہوا،انہوں پاکستان کے پُرانے اور نئے ڈراموں کا موزانہ پیش کیا اور مستقبل میں اِس شعبے کو درپیش چیلنجز کا بھی ذکر کیا،انہوں پرانے پاکستانی ڈراموں کی کتابی شکل میں پبلیش کرنے کے عزم کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ ہمیں نئی روایات کو جنم دینا ہوگا تاکہ ادب محفوظ رہے اور نئی نسلیں بھی اس سے مستفید ہوں،اس موقع پر انہوں نے آمنہ اجمل ایڈوکیٹ، رفیع اللہ، سید بدر سعید وسیم عباس اور حسیب اعجاز سے تنظیمی معاملات پر تعاون پر اظہار تشکر بھی کیا۔ڈاکٹر، عمرانہ مشتاق کا کہنا تھا کہ ایسی تقریبات کا مقصد ادیبوں کے درمیان فاصلے کو کم کرنا ہے تاکہ جونیئرز اور سینئرز میں رابطے بڑھیں اور سیکھنے کے زیادہ سے زیادہ مواقع حاصل ہوسکیں۔انہوں نے حسینہ معین کی شخصیت و فن کے حوالے اپنی گفتگو میں کہا کہ انکا پہلا حوالہ ’’ڈرامہ‘‘ ہے انہوں نے اپنی تحریروں میں عورت کو ایک مضبوط کردار میں پیش کیا ہے،انہوں نے سوسائٹی میں عورت کو درپیش مسائل، سوشل ایشوز، دکھ، سکھ سمیت ہر موضوع کو ڈرامے کا حصہ بنایا ہے، کراچی کے حالات پر انکا ڈرامہ ’’چپ دریا‘‘ بھی ایک شاہکار رہا۔یہ محفل اس ہستی کے اعترافِ کمال میں ہے۔نعیم طاہر نے اظہارِ خیال کرتے ہوئے کہا کہ یو ایم ٹی میں اِس شاندرا تقریب میں شرکت میرے لئے قابلِ اعزاز ہے۔جاوید اقبال، انتظار حسین ، کمال احمد کے وصال پر غم و رنج کا اظہار کیا اور انکی خدمات

کو بھی خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا کہ جب تک انکے نام لیوا زندہ ہیں یہ بھی زندہ رہے ہیں انشاء اللہ تعالی۔حسینہ معین کی تحریروں کو اچھا اور شگفتہ قرار دیتے ہوئے کہا کہ انکے ڈرامے یادوں سے نہیں جاتے ،ہماری تہذیب کے عین مطابق انکے ڈراموں میں خاندان کی اکائی مرکز نگاہ رہتی ہے۔ہماری خواہش ہے کہ یہ اپنے شعبے میں واپس آئیں تاکہ انکے قلم سے ایک خوبصورت معاشرہ تشکیل پاسکے۔جمال شاہ نے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ انکے ہوتے ہوئے اپنا نامکل لگتا ہے،انکی صحبت میں گزرا وقت کسی اثاثوں سے بڑھ کر اثاثہ ہے۔انکا لکھا ہوا ہر لفظ معتبر ہے جو ہمیشہ یاد رہے گا۔انکے ڈرامے پاکستانی تہذیب کی حقیقی ترجمان ہیں ،انہوں نے خوبصورت تقریب کے انعقاد پر یو ایم ٹی اور انکی انتظامیہ کی کاوشوں کو خوب سراہا۔

تقریب کا رنگ بدلا اور طاہر پرویز مہدی نے شاہ حسین کا پنجابی کلام ''مائے نی کہینوں آکھاں،درد وچھوڑے دا حال۔۔وہواں دھکھے میرے مرشد والا، جاں پھولاں تاں لال''بڑے ترنم کے ساتھ پیش کرکے دلوں کو جیت لیا،حاضرین نے دل کھول کر داد لٹائی۔اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے منو بھائی نے کہا کہ حسینہ معین نے بہت خوبصورت اور منفرد انداز میں مشکل موضوعات پر لکھا ہے جو قابل قدر ہے۔پاکستانی فلم انڈسٹری سے زیادہ ڈرامے مقبول عام رہے جس میں حسینہ معین کا بہت اہم کردار ہے۔ایک وقت تھا کہ ادب سے وابستہ احباب نے

ٹیلی ویژن کے رخ کیا اور اپنے تہذیب کا دامن ہاتھ سے نہ چھٹنے دیا مگر آج کل ایسا دیکھنے کو نہیں مل رہا، بلکہ عورت کے تقدس کو پامال کیا جا رہا ہے، جبکہ میں اکثر کہتا ہوں کہ اس ملک میں عورت ہی تبدیلی کی ایک کرن باقی ہے۔ عورت ایک جسم ہی نہیں بلکہ ایک طاقت ہے، ایک سوچ ہے، انہیں انکا اصل مقام کو پہچاننے کی اشد ضرورت ہے۔ میری خواہش ہے کہ حسینہ معین دوبارہ لکھیں اور عورتوں کے معاشرے پر مثبت کردار کو پھر سے موضوع بنائیں۔ ناظم محفل آمنہ مفتی نے منو بھائی کی بے تکلفانہ گفتگو کو سراہاتے ہوئے کہا کہ انہوں نے میلہ ہی لوٹ لیا۔ حسینہ معین نے اظہار خیال کرتے ہوئے اپنے قلمی سفر کے ابتدائی دلچسپ واقعات کو سماعتوں کی نذر کیا انہوں نے کہا کام وہ اچھا ہوتا ہے جو دلجمعی اور خوشی سے کیا جائے اور مایوس نہ ہوا جائے۔ اب ہمیں وقت کی رفتار کے ساتھ چلنا ہوگا، سوچ میں تبدیلی لانی ہوگی لیکن اپنی تہذیب کا دامن نہیں چھوڑ سکتے۔ نئے موضوعات پر ڈرامے بننے چاہیے، حاضرین حسینہ معین کی پُر مغز اور سیر حاصل گفتگو سے بہت لطف اندوز ہوئے۔ آمنہ مفتی نے اختتامیہ کلمات میں تمام شرکاء کا تہہ دل سے شکریہ ادا کیا۔ اختتام تک شرکاء کی دلجمعی نے تقریب کی دلکشی کو برقرار رکھا۔ اس موقع پر حسینہ معین نے حاضرین کے تندو تیز بامقصد سوالات کے تحمل کے ساتھ بڑے مدلل جوابات بھی دیئے۔

مثالِ سبزہ، مثالِ خوشبو۔۔ انتظار حسین

یہاں پہ اس سا نہیں ہے کوئی۔۔ادب کی دنیا میں وہ جدا تھا
زندہ قومیں اپنے ادیبوں کو نہیں بھولتیں اور آج کا یہ کھچا کھچ بھرا ہال بتا رہا ہے کہ ''اِس قوم کی نبض چل رہی ہے'' یہ خوبصوت الفاظ تھے یو ایم ٹی پریس فورم کے زیراہتمام تقریب ''انتظار حسین۔۔یادیں اور باتیں'' کی کمپیئر آمنہ مفتی کے۔اور یہی حقیقت ہے کہ ہماری قوم اپنے ادیبوں، اساتذہ، محسنوں، جانثاروں کو ہمیشہ یادرکھتی ہے۔ گزشتہ چھ ماہ سے پاکستان میں مقیم ہوں اور اس دوران مجھے دیگر ادبی تقریبات کی نسبت مرحوم ادبی شخصیات کی خدمات کو خراج تحسین پیش کرنے کے حوالے سے پرتپاک محافل کے دعوت نامے زیادہ موصول ہوئے ہیں۔
حالیہ منعقدہ ہونے والیں ایسی محافل میں بلاشبہ یو ایم ٹی پریس فورم کے زیراہتمام لاہوری ناشتہ اور ادبی بیٹھک کے موقع پر ''انتظار حسین۔۔یادیں اور باتیں'' سب سے زیادہ منفرد ،شاندار اور بھرپور تقریب رہی ہے جسے ادبی تاریخ میں سنہرے حروف سے لکھا جائے گا۔انتظار حسینِ ادب و صحافت کا ایک ایسا

باب ہے جو کل بھی روشن تھا اور کل بھی پورے آب وتاب کے ساتھ روشن رہے گا،جس سے اہل قلم روشنائی حاصل کرتے رہے گے۔انتظار حسین نے اپنے موضوعات میں سماجی معاشی اور سیاسی زندگی کے ہر زاویہ پر کڑی نظر رکھی ہے جس میں حقیقت نگاری کا رجحان بہت غالب ہے۔انکے مشاہدے کی دنیا بہت وسیع تر ہے مگر ماضی سے انکی وابستگی کی بازگشت افسانوں میں سنائی ضرور دیتی ہے۔انتظار حسین کے قلمی سفر کا موضوع اتنا وسیع ہے کہ اِسے چند پیراگراف میں سمیٹنا مشکل نہیں بلکہ ناممکن ہے۔انتظار حسین ہندوستان کے شہر میرٹھ میں دسمبر ۱۹۲۳ میں پیدا ہوئے،انکے والد محترم انہیں مذہبی سکالر کے روپ میں دیکھنا چاہتے تھے مگر اسکے برعکس بڑی بہن کی کاوشوں سے اسکول میں ایڈمشن دلوا دیا گیا، ابتدائی تعلیم اپنے آبائی شہر سے ہی حاصل کی ،۱۹۴۷ میں حسن عسکری کی خواہش پر ہجرت کی اور پاکستان کے زندہ دلان شہر لاہور میں قیام پذیر ہوئے ۔پنجاب یونیورسٹی سے اُردو اور انگلش میں ماسٹر کیا اور قلمی میدان میں قدم رکھا،آزاد نظموں میں طبع آزمائی کی مگر قلمی سفر کا رخ بدلا اور یوں پھر تحقیق تنقید یا کالم نگاری ہو،افسانہ نگاری ہو یا ناول نگاری انہوں ہر میدان میں اپنے ہنرمندیوں کا لوہا خوب منوایا ہے۔مقامی اخبار میں تسلسل سے پبلش ہونے والا انکا کالم بعنوان لاہور نامہ مقبول عام تھا۔روزنامہ امروز، روزنامہ آفاق، روزنامہ مشرق روزنامہ سول اینڈ ملٹری گزٹ، روزنامہ فرنٹیئر پوسٹ، روزنامہ ڈان سے بھی وابستہ رہے۔"چراغوں کا دھواں" اور" دلی تھا جس

کا نام'' انکے سوانح عمری کے حوالے سے کتب نے اہل حلقہ علم و ادب میں بہت شہرت حاصل کی جبکہ ''جل گرجے'' اور نظریئے سے آگے نے بھی اپنی مقبولیت کے جھنڈے گارے۔ ناول ''آگے سمندر ہے''، ''چاند گہن''، ''دن''، ''بستی'' جبکہ افسانے ''شہر افسوس''، ''کچھوے''، ''خیمے سے دور''، ''خالی پنجرہ''، ''گلی کوچے''، ''آخری آدمی'' اور ''گلی کوچے'' انکی اُردو ادب کی گرانقدر خدمات کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ انکی صحافتی اور ادبی خدمات کے اعتراف میں انہیں حکومت پاکستان کی جانب سے ستارہ امتیاز، کمال فن ایوارڈ اکادمی ادبیات پاکستان، حکومت فرانس کی جانب سے ستمبر ۲۰۱۴ کو آفیسر آف دی آرڈر آف آرٹس اینڈ لیٹرز ایوارڈ سمیت بے شمار قومی اور بین الاقوامی اعزازت سے نوازا گیا۔

انتظار کی کہانی اور پاکستان کا سفر ساتھ ساتھ چلتے ہیں، ان منظوم تاثرات کا اظہار کر رہے تھے تقریب کے مہمانِ خصوصی اصغر ندیم سید، انہوں نے مزید کہا کہ پاکستان اور بدلتے حالات ان کے افسانوں میں تبدیل ہوئے۔ انہوں نے تہذیبی مکالموں کی روایت کا آغاز کیا اور سماجی مصروفیات کی گھن گھرج میں بہت سلیقے اور دھیمے سروں میں داخل ہونا بھی انتظار کی ایک بڑی بامعنی بات ہے۔ انتظار حسین سیاسی شعور رکھنے والے مذاہمتی ادیب تھے انہوں نے تھر کے حالتِ زار پر سب سے پہلے آواز بلند کیا اور اس حوالے سے ''مور نامہ'' لکھ کر انسانیت کو نئی فکر دی۔ لہٰذہ روایتی لاہوری ناشتے کے بعد ادبی بیٹھک کا

آغاز ہوا اور قرآن پاک کی تلاوت باسعادت شعیب مرزا نے حاصل کی جبکہ طاہر پرویز مہدی نے حمد باری تعالٰی ''کوئی تو ہے جو نظامِ ہستی چلا رہا ہے'' پیش کی اور دلوں کو حبِ الٰہی سے منور کر دیا۔ نظامت کے فرائض محترمہ آمنہ مفتی نے اپنے منفرد روایتی انداز و بیان میں بڑی خوش اسلوبی سے سرانجام دیتے ہوئے کہا کہ آج خوشی کا دن بھی ہے اور دکھ کا احساس بھی ہے کیونکہ اتنی خوبصورت محفل جس خوبصورت ادبی شخصیت کیلئے سجائی گئی ہے وہ ہم میں نہیں۔ یو ایم ٹی پریس فورم کے روح رواں محترم مرزا محمد الیاس نے اپنی گفتگو کا آغاز اپنے فورم کے اغراض و مقاصد کے تذکرے سے

کیا، انہوں نے ادب کے حوالے سے اپنے خیالات کے اظہار میں کہا کہ اپنی پسند ناپسند کے پیش نظر ادب میں موجود حد بندیوں کی بدولت قاری کا مطالعہ محدود ہو کر رہ گیا ہے جس کے باعث سوچنے سمجھنے کا انداز بھی محدود ہو گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اِس سماج میں، افراد میں حائل فاصلوں میں اضافہ ہو رہا ہے۔ تہذیبوں میں مابین مقابلہ تبھی ممکن ہے جب افراد میں مقابلہ ہو گا مگر ہم ایک دوسرے کی رائے کو برادشت کرنے کو تیار نہیں۔ ہماری کوشش ہے کہ افراد کو قریب لایا جائے اور معاشرے میں مثبت سوچ و فکر کو پروان چڑھا سکیں۔ محترمہ عمرانہ مشتاق نے انتظار حسین کی ادبی خدمات کو منظوم خراج تحسین پیش کرنے کیلئے اپنی ایک دلکش کلام سماعتوں کی نذر کیا اور داد و تحسین کی حقدار بنی۔ خوبصورت کلام پیشِ خدمت ہے۔۔

کھلا نہیں ہے کہ جانے کیا تھا

وہ آدمی تھا کہ اک دیا تھا
ادب کی گلیوں کو روشنی دی
اسے بکھرنا تھا وہ ضیا تھا
یہاں پہ اس سا نہیں ہے کوئی
ادب کی دنیا میں وہ جدا تھا
مثالِ سبزہ، مثالِ خوشبو
یہیں کہیں وہ تو رہ رہا تھا
ادیب بھی وہ عظیم تھا اور
وہ آدمی بھی بہت بڑا تھا
ابھی وہ کل تو مجھے ملا تھا

مقررین جن میں ڈاکٹر محمد قاسم، حسن پرویز مراد صاحب، محترمہ نیلوفر، نذیر قیصر، حسن جعفری زیدی، مسعود آشعر، شعیب مرزا، الطاف حسن قریشی، فراصت بخاری شامل تھے نے انتظار حسین کی شخصیت اور فن کے حوالے سے اپنے گفتگو میں کہ انکے جانے ایسا، احساس ہوا ہے کہ شجر سایہ دار سر پر نہیں رہا اور سر پر کڑی دھوپ ہے۔ تہذیب بہت بڑے فقدان کا شکار ہو گئی ہے۔ انہوں نے اپنی تحریریں میں سوچ و فکر کی کھڑکیاں ماضی کی طرف کھول رکھی تھی اور مستقبل کے حالات واقعات سے بھی بے خبر اور بے فکر نہیں تھے۔ کشادہ دل و دماغ کے مالک تھے۔ مردہ

الفاظ کو چھو کر زندہ کر دینے کا ہنر خوب جانتے تھے ، وہ ادب میں ترقی پسندی کے خلاف نہیں تھے بلکہ نظریات میں جبریت کے خلاف تھے۔اپنے عہد کے تمام مسائل کے ساتھ بہت مربوط تھے۔انکی تحریروں میں استعارے،علامتیں اور جدیدیت نمایاں تھی وہ حالات کے ساتھ چلنے کے عادی تھے۔انہوں نے نثری ادب کی تمام اصناف پر بڑی ہنرمندی سے اپنا یا نام منوایا ہے۔انہوں نے تہذیبی تاریخی زبان میں اپنے افسانوں کو لکھ کر قاری کو خوب متاثر کیا ہے۔مگر افسوس انہیں جتنا لکھا گیا اتنا پڑھا بھی نہیں جا سکا۔اِس موقع پر صدرِ محفل ڈاکٹر محمد قاسم نے انتظار حسین کی خدمات کے اعتراف میں انکے نام سے منسوب سالانہ تین ایوارڈز کی تقسیم کا بھی اعلان کیا۔ تقریب میں حافظ مظہر محسن، سید بدر سعید، وسیم عباس، اختر سردار چوہدری، ظہیر بدر، اسلام اعظمی، نورالہدی، حافظ محمد زاہد، اسد نقوی، عبدالماجد مالک، مسٹر اینڈ مسز شہزاد اسلم راجہ، ملک قمر عباس،احمد خیال، مقصود چغتائی سمیت ادبی حلقے کی نامور شخصیات شریک ہوئیں۔

پاکستان کے یہ واحد ادیب جنہوں نے پوری تہذیب کو اپنے تحریروں میں ضم کیا ہے۔جنہوں نے زمانے، حالات تاریخ کی لہروں کے ساتھ اپنے آپ کو وابستہ رکھا اور اپنی تحریروں سے تہذیبوں کے درمیان رشتہ استوار کیا آخر ۹۲ سال کی عمر میں ۲ فروری کو لاہور کے ایک ہسپتال میں انتقال فرما گئے اور ادبی دنیا کو ویران کر گئے ۲۰۱۶

مثالِ سبزہ، مثالِ خوشبو۔۔۔ یہیں کہیں وہ تو رہ رہا تھا

حرفِ رقصاں" میں حروف رقصاں"

زاہد شمسی صاحب کا دعوت نامہ تھا اور معروف شاعرہ، مصورہ، ٹی وی اینکر محترمہ یاسمین بخاری کی دوسری کتاب "حروفِ رقصاں" کی تقریبِ رونمائی، تو ایسے میں انکار کیسے ممکن تھا۔ مقررہ وقت پر ہال میں پہنچ چکا تھا۔ مہمانانِ کے پر تپاک استقبال کے لئے اخلاص و محبت کی خوشبوؤں سے مہکتی شخصیات میزبانِ محفل زاہد شمسی اور یاسمین بخاری مسکراتے چہروں کے ساتھ ہال کے داخلی راستے پر موجود تھیں۔ سٹیج پر۔۔ سفید اور گلابی پھولوں سے سجے میز پر دیدہ ذیب پیکنگ میں حرفِ رقصاں کے ٹائٹل کے سوینئیرز، دونوں اطراف سفید پھولوں سے خوشبوئیں بکھیرتے بڑے گلدان، سبز ململ سے ڈھکی ٹیبل پر "حرفِ رقصاں" کے ٹائٹل کی شاہکار پینٹنگ، نہایت اہتمام کیساتھ رکھے گئے گلابی، سفید، جامنی، پیلے اور سرخ پھولوں کے درجن سے زاید گلدستے، کا منظر قابل دید تھا۔۔۔ پھولوں میں ملبوس اِس سٹیج پر گلستانِ ادب کے سدابہار پھول اسلم کمال، ڈاکٹر سید جمال بخاری، کیپٹن (ر) عطا محمد خان، پروفیسر ہمایوں احسان، زاہد شمسی اور اعجاز کنور راجہ بھی یاسمین بخاری کے ہمراہ ادبی فضا کو مزید خوشبودار کر رہے تھے۔

حرفِ رقصاں" کی تخلیق کار یاسمین بخاری کے خاندان کا شمار پاکستان کے "

معتبر ترین ونامور خاندانوں کے صفِ اول میں ہوتا ہے، ان کے والد محترم ڈاکٹر ریاض علی شاہ (مرحوم) بانیِ پاکستان قائدِاعظم محمد علی جناح کے معالج تھے۔انکے شریکِ حیات بریگیڈیر (ر) سجاد بخاری ۱۹۶۵ اور ۱۹۷۱ کے غازی ہیں۔انکے بیٹے ڈاکٹر سید احمد جمال کی علمی خدمات کا اعتراف بین الاقوامی سطح پر بھی کیا جاتا ہے جبکہ انکی بیٹیوں نے بھی تعلیمی میدان میں بہت جوہر دیکھائے ہیں۔اور اِسی طرح خوش گو، پر مغز اور اعتبارِ فکر تعمیر پسند تخلیق کار اور اعتبارِ ذوق فطری شاعرہ یاسمین بخاری کی ہنر مندیوں کر ذکر کیا جائے تو انھوں نے حمد و نعت میں بڑی عقیدت و احترام سے شانِ وحدت بے نیازی، یکتائی و کبریائی، رحمت و برکت، احسان و کرم کو بڑے ایمان افروز انداز میں بیان کیا ہے۔انھوں نے اپنے جدت پسندانہ کلام سے میدان ادب میں ایک ایسا ارتعاش پیدا کیا ہے کہ اہلِ ذوق حضرات انکے کلام کے بہت معترف ہوئے ہیں۔انکے کلام میں سلاست، زبان کی روانی، سادگی کیساتھ ساتھ اخلاق، گہرائی اور محبت رچی بسی ہے اور انکی تخلیق کی علمی، عرفانی اور وجدانی سطح بہت بلند ہے۔انکی نظمیں بعنوان وصیت''، ''سچی باتیں ''شاعرانہ فطرف کی پوری طرح آئینہ دار ہے۔زندگی کے ہر پہلو'' پر انکی ڈائنامک آپروچ ہے۔کلام میں زمانے کی نیرنگیوں کے مختلف جھلکیاں صاف دکھائی دیتی ہیں۔یہ شاعرانہ اظہار بھی قابل توجہ ہے

جدھر یہ حسن والے جا رہے ہیں
اسی جانب اجالے جا رہے ہیں

مرے اس عہد کے انسان سارے
عجب سانچے میں ڈھالے جارہے ہیں

اِن اشعار کی چاشنی ،حلاوات، شگفتگی اور سوز و ساز سے آپ بھی لطف اندوز ہوئیے

حسرتوں کے غبار میں مرادل
بجھ گیا انتظار میں مرادل
رات دن بین کرتا رہتا ہے
حسرت بے قرار میں مرادل

حسن عسکری کاظمی انکے مجموعہ کلام ''حرفِ رقصاں'' کے حوالے سے اپنے تاثرات میں لکھتے ہیں کہ اس شعری گلدستے میں حرف و صوف، موسیقی اور مصوری کے بے مثال نمونے یکجا دکھائی دیتے ہیں، بھانت بھانت کے پھول، رنگوں کی بہار، اور بساط لالہ و گل پر تتلیوں کی اڑانیں اور کومل غزلوں میں رقص مجنونانہ اور موسیقی کی جل ترنگ، مختصر یہ کہ فنونِ لطیفہ اپنے معراج کمال پر نظر آتے ہیں۔

نامور مصور و سماجی شخصیت اسلم کمال کی زیرِ صدارت ''حرفِ رقصاں'' کی تقریبِ رونمائی کو الحمرا آرٹس کونسل اور پریذیڈنٹ آرٹ اینڈ لائف انٹرنیشنل

سوسائٹی کی معاونت سے منعقد کیا گیا تھا۔ اہل ادب و صحافت کی اہم شخصیات کی شرکت بھی تقریب کے وقار کو خوب بلند کر رہی تھیں۔ نظامت کے فرائض بہت نفاست سے شعر و ادب کی معتبر شخصیت جناب زاہد شمسی نے سنبھالے اور اپنے استقبالیہ کلمات پیش کرتے ہوئے کہا کہ موسمِ بہار کے پہلو میں بیٹھے ہیں، نئی کونپلیں کھِل کھلا رہیں ہیں، فضائیں گنگنا رہیں ہیں، ہوائیں جھوم رہیں ہیں اور یوں احساس ہو رہا ہے کہ آج موسمِ بہار کا یہ منظر الحمرہ ہال میں سمٹ گیا ہو۔ یہ رشتوں کی شگفتی ہی ہے کہ ادب کی نمایاں شخصیات تخلیق اور تخلیق کار سے اپنی محبت و رشتوں کا اظہار کرنے، خوشیوں میں شریک ہونے کیلئے یہاں موجود ہیں۔اس عزت افزائی پر تمام شرکاء کا تہہ دل سے ممنون ہوں ۔ عبدالحکیم چشتی نے اپنی پر سوز آواز میں تلاوتِ قرآن پاک پیش کرکے محفل کے بابرکت آغاز کی سعادت حاصل کی۔زاہد شمسی نے ان نعتیہ اشعار ''پہلے درود پڑھ کر ستارے سے بات کی ۔۔ پھر اس کے بعد میں مدینے میں رات کی'' کے ساتھ محمد ہمایوں رانجھا کو نعت رسول مقبول ﷺ پیش کرنے کی دعوت دی ۔فرماتے ہیں

آقا میری جانب بھی رحمت کی نظر ٹھہرے
کچھ نخلِ تمنا کی شاخوں پہ ثمر ٹھہرے

فراصت بخاری منظوم خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہتے ہیں۔۔

حرفِ رقصاں کی لکھاری یاسمین بخاری
شخصیت بہار و بہاری یاسمین بخاری

آفتاب جاوید نے اپنے گیان ''محمد ﷺ کہنے سے ۔۔اگر ہونٹ مل سکتے ہیں۔۔تو دل کیوں نہیں'' سے دلوں کو جیت لیا، تین گیان مزید سماعتوں کی نذر کئے اور خوب داد وصول کی۔خوش لحن شاعرشاہین بھٹی کے کلام سے بھی سامعین بہت محظوظ ہوئے ،کہتے ہیں

زمین کا حسن ہے آرائشِ گلستان ہیں
غمِ زماں کا جو کرتے قلم سے درماں ہیں

محمد عارف گل نے یاسمین بخاری کا نعتیہ کلامِ اپنی دھیمی سحرانگیزآواز میں پیش کیا اور سماعتوں کو راحت بخشی ۔ملاحظہ فرمایئے۔۔

کچھ ایسے اندر کہ ظلمتوں کے نشاں تیرا مٹا رہا ہوں
میں سبز گنبد کی روشنی سے چراغ دل کا جلا رہا ہوں

علی رضا کاظمی اوراقبال راہی نے بھی یاسمین بخاری کی قلمی و سماجی خدمات کو منظوم خراج تحسین پیش کیا جبکہ سید زوار حسین نے بھی یاسمین بخاری کا لکھا ہوا حمدیہ کلام

میرے سوزِ دل کی ہے پہچان تو''
''میری ڈھرکنوں کا ہے آرمان تو

ایسے پُر عقیدت انداز میں پڑھا کہ شرکاء حبِ الٰہی کے سمندر میں ڈوب گئے۔ محترم زاہد شمسی نے یاسمین بخاری کی شخصیت و فن کے شایانِ شان موتیوں میں پروئے حرف ''حرف لفظ لفظ سے چمکتا دمکتا اپنا منفرد کلام بعنوان '' دعا کو دیکھا ہے

میں نے چلتی پھرتی وفا کو دیکھا ہے

تم نے سنا ہے میں نے دعا کو دیکھا ہے

لہجہ جیسے اُوس گری ہو پھولوں پر

لفظ کے جیسے مرہم رکھیں زخموں پر

سماعتوں کی نذر کیا تو حاضرین نے دل کھول کر داد و تحسین لٹائی، دل موہ اور قابل رشک کلامِ شمسی سے یاسمین بخاری ایسی متاثر ہوئیں کہ اظہار تشکر کے لئے فوراً مائیک کی جانب بڑھیں۔ادبی محفل میں دھنوں کا رنگ بھرنے کے لئے معروف موسیقار انجم شیرازی ہمراہ طبلہ نواز کو سٹیج پر مدوح کیا گیا، بعد ازاں تقریب کے مہمانِ خصوصی جناب عطا محمد خان نے اپنے اظہار خیال میں کہا خواب وہ نہیں جو سوتے ہوئے آئے بلکہ خواب تو وہ ہوتے ہیں جو سونے نہیں دیتے، حقیقتوں میں جینے کے لئے بڑے حوصلے کی ضرورت ہے اور یہی یاسمین کی شاعری ہے۔انکا پیغامِ شاعری بہت معتبر اور اول و آخر واضح ہے کہ ضرب

کھا کر سہنے کی بات کرنی ہے، دھوپ سہہ کر چھاؤں کی بات کرنی ہے، ہار میں امید کو محور بنا کر زندگی کی بات کرنی ہے۔ تقریب میں تمام نامور احباب کی شرکت انکی حسین شاعری کی شہادت ہے۔ تقریب کا ردھم پھر بدلا اور سجاد طافو نے اپنے فن سے حاضرین کے دلوں پے خوب راج کرتے نظر آئے۔ اظہارِ خیال کرتے ہوئے تقریب کے مہمانِ خصوصی پروفیسر ہمایوں احسان نے کہا کہ پہلی بار اتنے خوبصورت سامعین سے مخاطب ہوں۔ یاسمین نے اپنی شاعری میں تصویروں کی نمائش، پینٹنگ، ڈیزائنگ، درویشانہ انداز میں سادگی اور جدت کو ملا کر گردش میں رکھا ہے "ٹو مینی تھنگز اِن وَن پرسن"، انکا مقصدِ شاعری "نیشن بلڈنگ اور سوسائٹی بلڈنگ" ہے۔ انہوں نے کہا کہ جو زور، دھونس اور دولت کی طاقت سے اپنی تہذیب مسلط کرتے ہیں معاشرے کے دشمن ہیں، ہمیں معاشرے کو حساس بنانا ہے تو ہمیں درس وتدریس میں قدم اُٹھانے، ہاتھ ملانے اور نظر اُٹھانے کا طریقہ سکھانا ہوگا اور یہ سب یاسمین بخاری کی کتاب "حرفِ رقصاں" میں موجود ہے نرم کتاب میں جبر بھی ہے جو قطرہ قطرہ خوشبو خوشبو سے قاری میں حساسیت پیدا کرتی ہے۔ یاسمین بخاری کی صاحبزادیوں شاہ زادے بخاری اور عائشہ برلاس نے اپنے جذباتی تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ ہماری ماں نے ہمیں سب کچھ دیا، سوچ دی، فکر دی، ہمیں انکی بیٹی ہونے پر فخر ہے، ہم کہتے ہیں سبھی اپنی ماں سے حد درجہ محبت کریں کیوں کہ ماں کو دیکھ کر ہی اللہ تعالی نے صفا مروہ کو حج کا رکن بنا دیا۔ ہماری ماں نے اپنے پر پھیلائے اور آج اپنے خوابوں کی

تعبیر کی دنیا میں پہنچ گئیں۔ہم انہیں ان کی دوسری کتاب کی اشاعت پر دلی مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

اعجاز کنور راجہ نے خصوصی گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ اللہ تعالی نے یاسمین بخاری کو خصوصی طور پر نوازا ہے، فن شخصیت کو بناتا ہے اور ہر فن باندھی کیطرح اِن کے سامنے حاضر ہے۔''حرفِ رقصاں'' کھولیں تو ''حروف رقصاں'' ملیں گے۔ہر شعر لاجواب ہے ۔جو غزل بھی پڑھ لی جائے خوب لطف دے گی۔انکی ساٹھ میں سے چھتیس غزلوں میں چھوٹی بحر کا استعمال بہت خوبصورت انداز میں کیا ہے۔جبکہ چودہ نظموں میں بھی چھوٹی بحر اور غزلیہ انداز غالب ہے جو انکے باطنی آہنگ کی بھرپور عکاس ہے۔انہوں نے اِس موقع پر حرفِ رقصاں سے منتخب اشعار بھی پیش کرکے محفل کو کشتِ زعفران بنا دیا ۔صغری صدف نے کہا کہ یاسمین کی شعاری سن کر میں بہت سرشار ہوئی ہوں۔۔ یاسمین بخاری شائستگی اور خوبصورتی کا مجسم ہیں۔وہ محفل باکمال محفل ہوتی ہے جسکی صدارت اسلم کمال کر رہے ہو۔مہمانِ خصوصی ڈاکٹر سید احمد جمال نے اپنے منظوم خیالات کا اظہار انگلش میں کرتے ہوئے کہا مجھے پاکستانی ہونے پر فخر ہے اور مجھے فخر کہ میں اُس ماں کا بیٹا ہوں جو اپنے قلم اور عمل سے معاشرے کی اصلاح کیلئے نئی نئی راہیں تلاش کرنے میں سرگرداں رہتی ہیں۔۔

یاسمین بخاری کا کہنا تھا کہ اپنے اللہ تعالی کی شکر گزار ہوں جسکی رحمت سے یہاں ہوں، والدین کی شکر گزار ہوں جن کی دعائیں یہ مقام یہ حاصل کیا، اپنے شریک حیات کی شکر گزار ہوں جنھوں نے حوصلہ دیا، دوستوں کی شکر گزار ہوں جنھوں نے مجھے ہمت دی، زاہد شمسی کی شکر گزار ہوں جن سے مجھے بہت کچھ سیکھنے کو ملا۔انھوں نے اپنے مجموعہ کلام ''حرفِ رقصاں'' سے منتخب غزلیں پیش کی تو سامعین نے دل کھول کر داد دی ۔ایک منتخب شعر اہلِ ذوق قارئین کی نذر۔۔

عجب سا روز منظر دیکھتی ہوں
میں قطرے میں سمندر دیکھتی ہوں

چمکتا ہے وہ بن کر ماہِ تاباں
جسے میں دل کے اندر دیکھتی ہوں

لطافت اس میں کتنی یاسمیں ہے
گلوں کو اس سے کم تر دیکھتی ہوں

زاہد شمسی نے ان کلمات کے ساتھ مسکراہٹیں بانٹنے اور زندگیاں بکھیرنے والی شخصیت صدرِ محفل کو اظہار خیال کے لئے مدوح کیا کہ اقبال اور فیض آج اسلم کمال کی'' صورت میں ہمارے درمیان ہیں ،اسلم کمال نے جس انداز میں انکی شاعری میں رنگ بھرا ہے اپنی مثال آپ ہے۔اسلم کمال نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے ''حرفِ رقصاں'' کے ٹائٹل کی فنی خوبیوں ،انفرادیت ،جاذبیت کا ذکر کیا

اور اس کے پسِ منظر میں رقصِ درویشاں سے حرفِ رقصاں کے باہمی بندھن پر اپنی دلچسپ اور معلوماتی آراء سے تمام حاضرین کو خوب محظوظ کیا۔ تقریب کے اختتام پر پر تکلف عشائیہ کا اہتمام بھی کیا گیا تھا۔

دوست ہوتا نہیں ہر ہاتھ ملانے والا

ماں باپ ، میاں بیوی، بہن بھائی جیسے لازوال رشتوں کی قدر و منزلت سے کسے انکار ہے؟ مگر دوستی جیسے مقدس رشتہ کا بھی اپنا ایک خاص مقام ہے۔دو طرفہ احساسِ محبوبیت کو دوست کہا جاتا ہے۔ دوست بنانا اور دوستی نبھانا ایک فطری عمل ہے مگر دوستی وہی مضبوط بنیادوں پر دیرپا قائم رہتی ہے جو بے لوث ،بے غرض پُرخلوص ہو اور باہمی عادات، خیالات اور کردار میں قدرے بھی اختلاف نہ ہو، عداوت، شکوک، بدگمانی، بغض، حسد سے پاک صاف ہو۔ کیونکہ دوستی تو بلاشبہ اپنی زندگی کے بہت سے انفرادی واجتماعی اور داخلی و خارجی پہلوؤں پر اثرانداز ہوتی ہے،اسلئے اس رشتے کو ہر رشتے میں تلاش کیا جاتا ہے۔ہمارے معاشرے میں تعلیم کی کمی ، تربیت کے فقدان اور والدین کی لاپرواہی کے باعث اچھے دوست اور بہترین دوستی کا تعین قدرے مشکل ہو چکا ہے۔ یہ خیال عام ہے کہ جن کے ساتھ کھیلوں میں مصروف ہیں ، گلیوں بازاروں میں ملے گُلے کئے جارہے ہی، جو ہماری غلط حرکات میں قدم باقدم ساتھ بھی ہیں اور خاموش بھی ، گھر سے ڈانٹ ڈپٹ سے بچانے کے لئے ہمارے عیبوں پر پردے ڈال رہے ہیں وہی ہمارے جگری اور پکے دوست ہیں ۔جو کہ سراسر غلط ہے۔۔ٹائم کلرز کو ہم اپنا دوست سمجھ بیٹھے ہیں ۔دوستی کے حوالے سے سب سے پہلے یہ یقین کامل ہونا چاہیے کہ ہمارا پہلا دوست صرف اللہ ہی ہے وہ خوشیوں

سے نوازتا ہے اور وہی مصائب میں ہمارا مددگار ہے۔۔۔

اللہ سے دوستی اور اہمیت۔۔۔۔

قرآن میں ہے کہ " تمہارا دوست اللہ ہے اور وہ بہترین مددگار ہے (آل عمران ۱۵۵) ۔۔۔حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ " حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص اپنی معلومات دینیہ پر عمل کرتا ہے وہ بے شک اللہ کا دوست ہے، جس درجہ کا عمل ہوگا، اسی مرتبہ کی دوستی ہوگی"۔اور جو اللہ کو اپنا حقیقی دوست مان لے اُس کے لئے واصف علی واصفؒ نے فرمایا۔"اللہ کے دوست نیت کی پاکیزگی کے بغیر کوئی عمل نہیں کرتے ان کے اعمال اچھی نیت کی وجہ سے درست ہیں"۔۔دوستی کی اہمیت کیلئے صرف اتنا کہنا ہی کافی ہے اللہ تعالیٰ بھی دوست رکھتا ہے اور دوستی کو پسند کرتا ہے ۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ "اے ایمان والو، دوڑ کر چلو مغفرت کے طرف جو تمہارے رب کی طرف سے ہے اور اس جنت کی طرف جس کی وسعت زمین اور آسمانوں جیسی ہے، اور وہ صرف (اللہ ڈرنے والے) پرہیزگار لوگوں کیلئے تیار کی گئی ہے، یہ وہ لوگ ہیں جو خواہ بدحال ہوں یا خوش حال، ہر حال میں اپنے مال خرچ کرتے ہیں اور غصے کو ضبط کرتے ہیں اور دوسروں کے قصور معاف کر دیتے ہیں ایسے نیک (اور احسان کرنے والے) لوگوں کو اللہ دوست رکھتا ہے (سورۃ آل عمران "

قرآنِ پاک میں ہے کہ ”بے شک اللہ نیکی کرنے والے کو دوست رکھتا ہے (البقرة ۱۹۵) ”۔۔بے شک اللہ توبہ کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے (البقرة۲۲۲) ”۔۔بے شک اللہ پرہیزگاروں کو دوست رکھتا ہے (آل عمران ۷۶) ”۔۔اور اللہ ثابت قدم رہنے والوں کو دوست رکھتا ہے (آل عمران ۱۴۶) ”۔۔بے شک اللہ انصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے (المائدة ۴۲) ‘۔۔بے شک اللہ خیانت کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا (انفال ۸۷)۔۔تو جسے اللہ کی دوستی نصیب ہو جائے تو اِسے کسی دوسرے دوست کی طلب نہیں رہتی۔پھر بھی اللہ کی رضا کے لئے اچھے دوست بنانا دنیا و آخرت میں فلاح کیلئے بہت اہمیت کے حامل ہیں۔

اچھے دوست کی اہمیت۔۔۔

اچھے دوست ایسے ستاروں کی مانند ہے جو نظروں سے اوجھل بھی ہو جائیں مگر دل کی کہکشاں میں جگمگاتے رہتے ہیں۔دوست کا مزاج کردار گفتار اپنی شخصیت میں بہت نمایاں ہوتا ہے۔ایک بڑی مشہور انگریزی کہاوت ہے کہ A man in known by the company he keeps کہ آدمی اپنی کمپنی ہی سے پہچانا جاتا ہے۔ایک انگریزی دانشور بھوبیبول آڈلیاڈ یج کا کہنا ہے کہ A good person can make another person good گویا ہر سوسائٹی میں دوست اور اچھے دوست کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔۔حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا” (قیامت کے روز) تو اسی کے ساتھ ہو گا جس سے تو نے محبت کی (صحیح مسلم“

حضرت ابوالدا ؓ فرماتے ہیں کہ دوست کی تعریف یہ ہے کہ مرنے کے بعد ورثاء تو ورثہ بانٹنے میں مشغول ہوں اور دوست دعائے مغفرت کر رہا ہو اور فکر مند ہو کہ مرنے والے کے ساتھ اللہ تعالیٰ کیا معاملہ کرتا ہے۔ حدیث میں ہے کہ زندہ لوگوں کی دعا مرنے والوں کی قبر میں نور کا پہاڑ بن کر پہنچتی ہے۔ مردہ کو بتایا جاتا ہے کہ دعا کا یہ ہدیہ فلاں شخص نے بھیجا ہے اور مردہ اس ہدیہ سے شاداں و فرحاں ہوتا ہے۔
حضرت علیؓ کا قول ہے کہ ''اچھا دوست ''ہاتھ اور آنکھ'' کی طرح ہوتا ہے جب ہاتھ کو درد ہوتی ہے تو آنکھ روتی ہے اور جب آنکھ روتی ہے تو ہاتھ آنسوں صاف کرتا ہے''۔۔۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ '' اچھا دوست چاہے کتنا برا بن جائے کبھی اس سے دوستی مت توڑو کیوں کہ پانی چاہے کتنا بھی گندہ ہو جائے آگ بجھانے کے کام آتا ہے''۔اسلئے تقاضا ہے کہ اپنے دوست کے چھوٹی چھوٹی خامیوں پر قطع تعلق نہیں کرنا چاہیے بلکہ اصلاح کی کوشش میں رہنا چاہیے۔ دوست کی دل آزاری نہ ہو،ہمارے قول و فعل سے وہ کہیں ہم سے بدذن نہ ہو جائے کیونکہ یہ رشتہ جتنا چٹان سے زیادہ مضبوط ہے تو دھاگے سے بھی زیادہ نازک بھی جیسا کہ کسی نے حضرت علیؓ سے پوچھا کہ دوست اور بھائی میں کیا فرق ہے؟ آپؓ نے فرمایا کہ بھائی سونا ہے اور دوست ہیرا ہے۔ پوچھا گیا کہ آپؓ نے بھائی کی

قیمت اور دوست کو قیمتی چیز سے کیوں تشبیہ دی؟ آپؐ نے فرمایا کہ " سونے میں اگر دراڑ آ جائے تو اس کو پگھلا کر بلکل پہلے جیسے بنایا جا سکتا ہے جب کہ ہیرے میں کوئی دراڑ آ جائے تو وہ کبھی بھی پہلے جیسے نہیں بن سکتا"۔ چلیئے کرتے ہیں۔۔۔

اچھے دوست کا انتخاب۔۔۔

دوستی عام ہے لیکن اے دوست

دوست ملتا ہے بڑی مشکل سے

اِس میں کوئی دو رائے نہیں کہ دوستی اور دشمنی صرف اللہ تعالی کے لئے ہی ہونی چاہیے۔ اور دوست کا انتخاب تقوی و پرہیزگاری کی بنیادوں پر ہی قائم کی جائے جیسا کہ صیح بخاری کی ایک حدیث نبوی ﷺ کے مطابق " اللہ تعالی اپنے سائے میں رکھے گا ان دو اشخاص کو جو باہم صرف اللہ کے لئے دوستی کریں"۔ قرآن میں ہے "تمہارے دوست اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانے والے ہیں۔ (مائدہ ۵۵ "

حضرت ابوہریرہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فریا "آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے لہٰذا ہر آدمی کو دیکھنا چاہیے کہ وہ کسے اپنا دوست بنا رہا ہے ترمذی)"۔۔۔۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا "انسان اپنے محبوب دوست کے دین پر ہوتا) ہے تو تمہیں چاہے کہ غور کرو کس سے دوستی کر رہے ہو (سنن

(ابو داؤد

حضرت علیؓ نے فرمایا کہ ''دوست اُس وقت تک دوست نہیں سمجھا جا سکتا جب تک وہ اپنے بھائی کی تین موقعوں پر نگہداشت نہ کرے ا۔ مصیبت کے موقع پر، ۲۔اس کے پس پشت، ۳۔اِسکے مرنے کے بعد''۔۔حضرت علیؓ کا قول ہے کہ ''دوست تین قسم کے ہوتے ہیں تمہارا دوست، تمہارے دوست کا دوست اور تمہارے دشمن کا دشمن''۔حضرت علیؓ نے فرمایا'' بدترین دوست وہ ہے جس سے معذرت کرنے اور تکلف.برتنے کی ضرورت پڑے''۔۔۔۔۔امام غزالیؒ نے دوست کے انتخاب کرتے ہوئے ''پانچ خصلتیں کو دیکھنے کا کہا ہے ،ا۔ عقل، ۲۔ حسن خلق، ۳۔ خیر کی صلاحیت، ۴۔ سخاوت، ۵ ۔سچائی''۔۔

اچھی دوستی وہ ہے جو وقت کے گزرنے کے ساتھ ساتھ مزید پختہ ہوتی چلی جاتی ہے فاصلے کتنے بھی ہوں دل قریب رہتے ہیں۔۔۔جسے دیکھنا تمہیں خدا کی یاد میں مصروف کردے، جس کا عمل آخرت کی یاد دلائے، تمہیں نیکی کی تقلین اور بُرائی سے روکے، جو شخص تمہارا غصہ بھی.برداشت کرلے اور تعلق بھی.برقرار رکھے، محفل میں غلطیاں چھپائے اور تنہائی میں سمجھائے، جس کی گفتگو تمہارے علم میں اضافہ کردے، غیروں کی محفل میں تمہاری عزت اور مقام کی حفاظت کرے، تمہارے راز کو راز رکھے، بات کو ،امانت سمجھے، مصیبت میں پہلو تہی نہ کرے

وہی بہترین دوست ہے۔۔ کیونکہ دوست عقل مند، ذہین، دُور اندیشن، مخلص اور ہمدرد ہوتا ہے۔بڑی مشہور کہاوت ہے کہ A friend in need is a friend indeed

دوست وہی جو مشکل میں کام آئے۔تو پھر۔۔۔۔

کون دوست نہیں۔۔۔؟

تم تکلف کو بھی اخلاص سمجھتے ہو فرازؔ

دوست ہوتا نہیں ہر ہاتھ ملانے والا

اچھے دوست کے انتخاب میں دین نے بڑے سلیقے سے مفاد پرستوں کو بے نقاب کر دیا ہے پھر بھی یاد رہے کہ غیر مسلم چاہے جتنا بھی بااخلاق اور دردمند لگتا ہو کسی صورت بھی ہمارا دوست نہیں ہو سکتا وہ زندگی کسی موڑ پر دھوکا ضرور دے سکتا ہے ۔۔قرآن میں ہے کہ: اے ایمان والو! ''ان لوگوں سے دوستی مت رکھو جن پر اللہ نے غضب نازل کیا'' سورۃ نساء میں ہے ''اے ایمان والو! مومنوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست مت بناؤ''۔۔حضرت علیؑ کے قول کے مطابق تین طرح کے لوگ دوست نہیں ہو سکتے ''۱۔ تمہارا دشمن، ۲۔ تمہارے دوست کا دشمن، ۳۔ تمہارے دشمن کا دوست''

امام جعفر صادق فرماتے ہیں کہ اُنکے والد محترم امام باقرؑ نے انہیں پانچ قسم کے لوگوں''، جھوٹے، بخیل، فاجر و فاسق، فاسق اور قطع رحمی کرنے والے سے

دوستی کرنے سے منع فرمایا"۔۔حضرت شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں "ایسے دوست سے ہاتھ دھو لینا بہتر ہے جو تیرے دشمنوں کے ساتھ بیٹھتا ہو"۔۔۔شیخ سعدیؒ کا قول ہے "مجھے ایسے دوست کی دوستی پسند نہیں جو میری بُری عادتوں کا اچھا کہے میرے عیب کو ہنر جانے اور میرے کانٹوں کو گلاب و یاسمین کا نام دے"۔۔امام غزالیؒ کا ارشاد ہے کہ جو دوست مشکل وقت میں کام نہ آئے اس سے بچو کیوں کہ وہ تمہارا سب سے بڑا" دشمن ہے"۔۔۔اس بات میں کوئی حقیقت نہیں کہ۔۔۔۔۔

آج کل دوست نایاب ہیں؟؟

جیساکہ " حضرت جنید بغدادیؒ سے کسی نے شکایت کی کہ حضرت دوست نایاب ہوتے جاتے ہیں، حضرت جنید بغدادیؒ نے جواب دیا تمہیں ایسے دوست کی تلاش ہے جو تمہاری خدمت و غمخواری کرے یا ایسا دوست چاہتے ہو جس کی تم خدمت و غمخواری کرو"۔۔۔اچھے دوست کے متلاشی کے لئے ضروری ہے خود میں وہ اوصاف پیدا کرے جو ایک اچھے دوست میں دیکھنے کا خواہاں ہے کیونکہ آپکے دوست کو بھی کسی اچھے دوست کی تلاش ہے۔۔

''روبینہ فیصل کی'' خواب سے لپٹی کہانیاں

معروف ادبی شخصیت محمد ظہیر بدر کی میزبانی میں کینیڈا سے تشریف لائیں نامور ادیبہ روبینہ فیصل کے پہلے افسانوں کے مجموعہ ''خواب سے لپٹی کہانیاں'' کی تقریب رونمائی کے حوالے سے ایک خوبصورت ادبی نشست کاانعقاد کیا گیا، میدانِ ادب کی نمایاں شخصیات زاہد مسعود، رضیہ اسماعیل، سلمی اعوان، نیلم بشیر، راجہ نیئر، ڈاکٹر ناصر بلوچ، ڈاکٹر ظہیر بابر، وقاص عزیز، منیزہ عزیز، اسلام اعظمی، حسین مجروح، طارق ساغر، ناصر بشیر، ڈاکٹر مدیحہ ظہیر، سعیدہ نورلس ظہیراور رشنہ ظہیر نے شرکت کرکے اِس نشست کے ادبی وقار کو خوب بلند کیا۔

روبینہ فیصل خوش خلقی کی مظہر، دردمند، مخلص، مسائل آشنااور اسلوب شناس اور پاکستان و انسانیت سے پیار کرنے والی قابلِ قدر شخصیت ہیں۔روبینہ فیصل آباد میں پیدا ہوئی جبکہ زندگی کا طویل عرصہ زندہ دلانِ شہر لاہور میں گزرا،ہیلے کالج سے بی کام اور ایف سی کالج سے انگلش میں ماسٹر کیا، شعبہ بنکاری سے وابستہ رہیں۔اور گزشتہ سولہ سال سے کینیڈا میں مقیم ہیں جہاں انہیں ادبی سفر کے لئے ایک سازگار ماحول میسر ہوا۔''دستک'' کے عنوان سے مقامی چینل میں

ٹاک شو بھی کمیونٹی میں مقبول عام ہے۔افسانہ نگاری ہو یا کالم نگاری، کامیابیوں نے ہر قدم پر انکا پرتپاک استقبال کیا ہے۔ انکا کالموں کا مجموعہ ''روٹی کھاتی مُورتیاں'' بھی صحافتی حلقوں سے پسندیدگی کی سند وصول کر چکا ہے۔دیارِ غیر میں رہنے کے باوجود انکی سوچ و فکر کا محور پاکستان ہے۔انکی تحریروں میں رچی بسی اِسی پاکستانیت کی خوشبو انہیں دیگر میں ممتاز کرتی ہے۔انہوں نے بلاشبہ انسانیت کے زخم کی گہرائیوں میں جھانکا اور اس خوب بھانپا ہے جو قاری کے احساس و ضمیر کو خوب مرتعش کرتا ہے۔روبینہ کی کہانیاں گل و بلبل کی کہانیاں نہیں ہیں بلکہ ان میں تخلیق کی علمی عرفانی وجدانی سطح بہت بلند ہے اور معاشرتی ، سماجی، سیاسی شعور بالیدہ۔انہوں نے اپنی زندگی سے وابستہ بہار و خزاں، روح فرسا لمحات ،انسانی وجود کے ذہنی و فکری بحران اور انتشار واختلال، عورتوں کی بے نوائی اور بے بسی، رومانی جذبوں اور اور ان جذبوں میں شدت کے رجحانات کو کہیں شگفتہ انداز، کہیں تیزی، تندی اور کہیں شوخی و طنزیہ انداز میں قلم بند کیا ہے جبکہ مذہبی اور دنیاوی معاملات میں اعتدال پسندی انکی تحریروں کی خوبی ہے جو قاری کے درِ دل پر بالواسطہ دستک دیتے ہیں

خالد شریف ''خواب سے لپٹی کہانیاں'' پر اپنے تاثرات میں لکھتے ہیں کہ ''روبینہ فیصل کی کہانیاں میں پاکستان کے دیہات کی سوندھی مٹی کی خوشبو اور

کینیڈا کی برفانی رُت کی بوقلمونیاں ایک ساتھ جلوہ افروز ہیں۔وہ رہتی وہاں ہیں مگران کی روح یہیں کہیں کسی پنگھٹ، کسی سرسوں کے کھیت یا کچی پکی پگڈنڈیوں کے ارد گرد محوِخرام ہے۔ان تمام کہانیوں میں دونوں معاشرتوں کے تقابلی مطالعے نے ایسی کیفیت پیدا کر دی ہے کہ روبینہ کی فنی مہارت کی داد دیے بنا نہیں رہا جا سکتا“۔۔۔اور پروفیسر ڈاکٹر محمد کامران کے خیال میں روبینہ فیصل کی کہانیاں ایک حساس اور باشعور خاتون کی داخلی خود کلامی کی آئینہ دار ہیں، حساسیت اور شعور کا امتزاج دکھ کا نہ ختم ہونے والا سفر ہے،ان کہانیاں میں شکستہ خوابوں کی وہ کرچیاں ہیں جو آنکھوں کو لہو رنگ کر دیتی ہیں۔
اب ہو جائے احوالِ تقریب ۔۔آغاز اپنے مقررہ وقت پر ہوا۔اس غیر رسمی ،بے تکلفانہ محفل کے میزبانِ محترم محمد ظہیر بدر نے مسندِ صدارت پر معروف شاعرہ وادیبہ نیلم احمد بشیر کو مدوح کیا۔ محمد ظہیر بدر نے مہمانِ خصوصی روبینہ فیصل کے تعارف سمیت انکی فنی وفکری ہنر مندیاں پیش کرتے ہوئے کہا کہ انکا پہلا تعارف ”دستک“ کے زیرِ عنوان کالم ہے جس میں دو باتیں نمایاں ہیں ،پاکستان اور انسان۔انکی تحریروں میں درد ضمیروں کو جھنجھوڑ دیتا ہے۔عورتوں کو معاشرے میں درپیش چیلنجز اور مسائل کو انہوں نے خوبصورتی، عام فہم انداز میں بڑی خوش اسلوبی سے قلم بند کیا ہے۔

روبینہ فیصل نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ اِس محفل میں نمایاں ادبی شخصیات سے ملاقات میرے لئے باعثِ اعزاز و مسرت ہے۔اپنے قلمی سفر کے حوالے سے کہا کہ میں نے جو دیکھا جو محسوس کیا جسے برداشت کیا، وہی لکھا ہے، درحقیقت یہ انسان کی اندر کی کہانیاں ہیں ۔پاکستان اور کینیڈا میں بکھری اپنے ہی لوگوں کی کہانیاں اکٹھی کیں اور اس سفر میں میری اپنی ذات کو درپیش سفر بھی شامل ہے۔ان کہانیوں میں محبت ہے،ڈھیروں خواب ہیں، جدائی ہے، بے وفائی ہے اور وقت کی ستم ظریفی ہے ۔میں نے بغیر ڈرے بغیر دبے بولڈ موضوعات کو چنا ہے ۔میں نے کینیڈا کے سوشل ایشوز کو ہائی لائیٹ کیا ہے۔پاکستان نے اقوامِ عالم میں دیگر ممالک کے برعکس اپنے تشخص کو بلند کرنے کے لئے کوئی خاطر خواہ اقدامات نہیں کئے۔اسی لئے ہمیں خود ہی اپنا سفیر بن کر پاکستان کے مفادات کا تحفظ کرنا ہےاِس کے روشن پہلو کو اجاگر کرنا ہے۔انہوں نے مزید کہا ہے کہ زندگی کی آنکھوں میں آنکھوں ڈال کر بہادری سے جینے کا ہنر مجھ میں میری امی کی طرف سے آیا ہے۔

گفتگو کا سلسلہ بڑھا تو ڈاکٹر رضیہ اسماعیل نے کہا کہ عورت جہاں بھی ہو اسکے مسائل اور دکھ ایک ہی ہیں ،معاشرے میں عورت اپنا خاص مقام رکھتی ہے ۔بہن کے روپ میں گھر کا سکون ہے ۔بیوی کے روپ میں گھر جنت ہے اور ماں کے کردار پر

تو فرشتے بھی سجدہ ریز ہیں۔ عورت ہر روپ میں ہر مقام پر بے مثال ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ عورت کو تو خود عورت بھی صحیح جانچ نہیں پائی۔ انہوں نے بچوں کی اچھی تربیت کے حوالے سے بھی عورت کے کردار پر روشنی ڈالی۔ انہوں نے کہا کہ روبینہ نے اپنے افسانوں میں کرداروں، مکالموں سے پورا انصاف کیا ہے۔ انہوں نے معاشرے میں عورت کے کردار اور اِس کے حقوق و فرائض بارے اپنی رائے کا اظہار بھی کیا۔ سلمی اعوان نے بھی روبینہ فیصل کو اُنکے پہلے افسانوں کے مجموعہ کی اشاعت پر مبارکباد پیش کی اور محمد ظہیر بدر کی ادبی خدمات کو بھی سراہا۔

وقاص عزیز نے روبینہ فیصل کے افسانے "ہیپی پرنسز" سے اقتباسات سامعتوں کے نذر کرتے ہوئے اِنکی سماج، تہذیب، رسم و رواج اور تلخ حقیقتوں پر کڑی نظر کو سراہا اور مصنفہ کو جذبہ حب الوطنی کے ساتھ لکھنے پر خراج تحسین بھی پیش کیا اور افسانے کی فرمائش بھی کی۔ مسز منیزہ وقاص نے روبینہ فیصل کے افسانوں کو حقیقت نگاری سے وابستہ قرار دیا ور کہا کہ یہ سماجی، معاشرتی، معاشی اور سیاسی زندگیوں کے ہر پہلو سے آشنا ہیں، مگر اِس موقع پر انہوں نے عورتوں کے حقوق و فرائض کے حوالے سے روبینہ اور ڈاکٹر رضیہ اسماعیل کے نقطہ نظر سے قدرے اختلاف کرتے ہوئے کہا کہ اگر اسلام کے مقرر کردہ حدود میں رہا جائے تو عورت مسائل سے دوچار نہیں ہوتی۔ راجہ نیرّ کا کہنا تھا کہ

روبینہ نے عظمت رفتہ کا احساس، امید و یقین کی تخم ریزی، قلم سے آدم گری کا مقدس کام بڑے احسن انداز میں نبھایا ہے۔

محمد ظہیر بدر نے بھی اِس موقع پر'' عورت اور اسلام'' کے حوالے سے پر مغز گفتگو بھی کی ۔ڈی جی پنجاب لائبریری ڈاکٹر ظہیر بابر نے روبینہ فیصل کی قلمی خدمات کو خوب سراہاتے ہوئے قائد اعظم لائبریری کے زیر اہتمام بھی انکے اعزاز میں تقریب کے انعقاد کی پیش کش کی تاکہ اہل ذوق حضرات کی کثیر تعداد انکی سیر حاصل گفتگو سے مستفید ہو ں۔ صدرِ محفل نیلم احمد بشیر نے اپنے اظہار خیال میں کہاکہ روبینہ اپنی ذات میں گم نہیں ہیں بلکہ گرد و پیش پہ ان کی گہری نظر ہے اور انکی تمام باتیں میرے دل کی باتیں ہیں ۔انہوں نے عورتوں کے مسائل پر جس انداز میں لکھا ہے یقینا خراج تحسین کی مستحق ہیں۔۔ میزبان محفل محمد ظہیر بدر کے اختتامیہ کلمات اور گروپ تصویری سیشن کے ساتھ یہ خوبصورت نشست شام ڈھلنے سے قبل اپنے اختتام کو پہنچی، مہمانان کے لئے پر تپاک و پر تکلف چائے کی ضیافت کا اہتمام بھی کیا گیا تھا۔

میرے کاندھے پر ہے جگنو کی ردا

علمی ادبی سماجی و ثقافتی روایات کی امین تنظیم جگنو انٹر نیشنل گزشتہ دو سالوں سے اردو زبان و ادب کی ترویج و اشاعت اور تخلیق کاروں کی حوصلہ افزائی، نمایاں ادبی شخصیات کی ادبی خدمات کے اعتراف، مہمان ادبی شخصیات کے اعزاز میں تقریبات، کتابوں کی رونمائی و پذیرائی، ادبی مذاکرے و سیمینار، نشستیں و مشاعروں سمیت سماجی و ثقافتی کے حوالے سے بھی اپنی پُرخلوص و بے لوث خدمات پیش کرنے بہت فعال کردار ادا کر رہی ہے جسے ہر سطح پر سراہا جا رہا ہے۔ جگنو انٹر نیشنل کی دوسری سالانہ تقریب ایوارڈ و مشاعرہ بیادِ راؤ قاسم علی شہزاد (جگنو) بھی اِسی سلسلے کی ایک کڑی ہے جو بمقام الحمرآرٹس کونسل ہال نمبر ۳ میں ڈاکٹر عبدالغفار عزم (بانی و صدر اُردو تحریک عالمی یوکے) کی زیرِ صدارت منعقد کی گئی جس میں کیپٹن (ر) عطا محمد خان (ایگزیکٹو ڈائریکٹر الحمرا آرٹس کونسل لاہور) بحثیت مہمان خصوصی کے شرکت کی۔ استقبالیہ کلمات پیش کرتے ہوئے محترمہ شگفتہ غزل ہاشمی نے جگنو انٹر نیشنل کا تعارف اور اِسکی ادبی خدمات کے حوالے سے اظہارِ خیال کیا۔ سٹیج پہ صدرِ محفل ڈاکٹر عبدالغفار عزم اور عطا محمد خان کے ہمراہ ایم زیڈ کنول، ڈاکٹر سعادت سعید، بشریٰ فرخ (پشاور)، ڈاکٹر آصف مغل (میانوالی)، سید انور جاوید ہاشمی (رسالپور) ، سجاد ہاشمی (کراچی)، اختر

ہاشمی اور اعجاز شاقب (النور ٹی وی) محفل کے ادبی رنگ کو مزید پُر کشش کر بنا رہے تھے۔ تقریب تین حصوں بالترتیب، تقسیم ایوارڈ، ڈاکٹر عبدالغفار عزم کی کتاب ''نقشِ اول'' کی رونمائی اور یادگار مشاعرے پر مشتمل تھی۔ تقریب کا ہر مہکتا حصہ اپنے ہر کھلکھلاتے پہلو سے مثالی و شاندار لمحات کے انمول موتیوں میں پُرویا ہوا تھا۔ جسے ادبی تاریخ میں خوبصورت الفاظ میں ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔

نظامت کے فرائض ایم زیڈ کنول نے اپنے روایتی و منفرد انداز میں بڑی خوش اسلوبی سے سرانجام دیتے ہوئے اپنی دلفریب گفتگو کی چاشنی سے سماعتوں میں رس گھولتی رہیں اِس انداز وبیان کے سبھی بہت مداح ہوئے۔ انہوں نے شرکاء محفل سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا کہ خواب وہ نہیں جو سوئی آنکھوں سے دیکھے جاتے ہیں خواب تو وہ ہیں جاگتی آنکھوں سے دیکھے جاتے ہیں جس کی تعبیریں آپ سب ہیں۔ صدرِ محفل، مہمانِ خصوصی اور مہمانانِ اعزازی کو جگنو انٹر نیشنل کی جانب سے پھولوں کے گلدستے بھی پیش کئے گئے۔۔ تقریب کا باقاعدہ آغاز ہوا تو احمد ہاشمی (گولڈ میڈلسٹ) نے روح پرور آواز میں خوبصورت تلاوت پیش کرکے اِس ادبی محفل کی ایمان افروز فضا پیدا کر دی۔ ایم زیڈ کنول نے عطا محمد خان کا پُر عقیدت نعتیہ کلام سماعتوں کی نذر کیا اور بنتِ شگفتہ نے بھی آپ ﷺ کے حضور پُر سوز آواز میں نعت کا ہدیہ عقیدت پیش کیا۔

مہمان خصوصی کیپٹن (ر) عطا محمد خان نے اپنے اظہار خیال میں کہا کہ جگنو ایک روشنی کا استعارہ ہے، جگنو انٹر نیشنل اندھیروں کو چیر کر اِس میں نور بھرنے سے باخوبی واقف ہے۔ جس خلوص سے شخصیات کی پذیرائی کی جارہی ہے، ادب و ثقافت کی اس سے بڑی خدمت ناممکن ہے۔ فروغِ ادب میں نئی مہارتیں متعارف کروانے پر ڈاکٹر عبدالغفار عزم بھی مبارکباد کے مستحق ہیں۔ عطا محمد خان نے اِس موقع پر اپنی دلنشین شاعری بھی پیش کی اور داد و تحسین سے دامن بھر لیا۔ اندازِ سخن ملاحظہ ہو۔۔۔

افسری اپنی جگہ یہ بھی بجا ہے لیکن
شعر کہنے سے ہوئی شہر میں عزت میری

تقسیم ایوارڈ کے سلسلے کا آغاز ہوا تو سب سے پہلے اُردو و پنجابی کی معروف ادبی شخصیت محترمہ نزہت زہرا گردیزی (اسلام آباد) کو ادبی خدمات کے اعتراف میں ایوارڈ سے نوازا گیا۔ حسیب اعجاز عاشر (یو اے ای) کو سوشل میڈیا ایوارڈ، فروغِ سیاحت ایوارڈ سے مقصود چغتائی، ادب میں تحقیق ایوارڈ سے ڈاکٹر فہیم چشتی الکاظمی (بہاولپور)، نعتیہ مجموعہ کلام ''ورفعنا لک ذکرک'' کی خالق بشریٰ فرخ کو، شعری مجموعہ ''خواب خواب زندگی'' کی اشاعت پر فرزانہ فرحت (یوکے) کو، رابعہ بتول کو مجموعہ کلام ''سحر تک دیپ جلنا'' کی اشاعت پر اور احمد خیال

کو دوسرے مجموعہ کلام ''ستاروں سے بھرے باغات'' کی اشاعت پر '' نشانِ اعزاز سے نوازا گیا۔ ڈاکٹر محمد آصف مغل اینڈ مسز لبنیٰ آصف (میانوالی) ، مظہر جعفری اینڈ'' مسز شگفتہ غزل ہاشمی (لاہور) کو ''ادبی ستارے'' ایوارڈز پیش کیے گئے۔ اختر ہاشمی کو بھی سفیرِ ادب و اخترِ ادب کے خطاب کے ساتھ ایوارڈ سے نوازا گیا۔ ادب و ثقافت کے فروغ کے حوالے سے گراں قدر خدمات پیش کرنے کے اعتراف میں الحمرا آرٹس کونسل کے ایگزیکٹو ڈائریکٹر عطاء محمد خان کو ''فروغِ ادب و ثقافت ایوارڈ'' بدستِ ڈاکٹر عبدالغفار عزم پیش کیا گیا۔ ڈاکٹر عبدالغفار عزم کو بھی عطاء محمد خان نے اعزازی شیلڈ و سند سے نوازا۔ عماد گریوال، شگفتہ غزل ہاشمی ، سید صداقت نقوی کو نومیشن ایوارڈ بھی پیش کئے گئے۔ اعزازی شیلڈ و سند حاصل کرنے والوں میں وسیم بدایونی (کراچی) ، سجاد ہاشمی (کراچی) ، ڈاکٹر شان بی بی (کھڑیانوالی) ، ندیم بخاری (میانوالی) ، تسنیم کوثر لاہور) ، ڈاکٹر حامد محمود (اسلام آباد) ، اختر ہاشمی (ماریشس) ، انور جاوید ہاشمی) رسالپور) ، سید صداقت علی نقوی (میانوالی) ، نزہت زہرہ، شان بی بی ، ندیم بخاری کے) نام نمایاں ہیں۔

تقریب کے دوسرے حصہ میں ڈاکٹر عبدالغفار عز کی کتاب ''نقشِ اول'' کی رونمائی عمل میں لائی گئی تو ہال تالیوں سے گونج اُٹھا۔ بعدازاں۔۔ محترمہ ایم زیڈ کنول صاحبہ نے ڈاکٹر عبدالغفار کو انکی ادبی خدمات کے اعتراف میں خراج

تحسین پیش کرتے ہوئے اِنکی فن و شخصیت کے حوالے سے کہا کہ ڈاکٹر عبد الغفار عزم کی شاعری نئے امکانات اور رجحانات سے آراستہ نئے طرزِ فکر اور منفرد اسلوب کے جوبن پر ہے۔جہاں فکری تقاضے بھی ہیں اور فنی امور کی پاسداری بھی۔وہ اپنے جذبات و احساسات اور دلی کیفیات پورے فنی رچاؤ کے ساتھ قاری تک منتقل کرنے کے ہنر سے نہ صرف آشنا ہیں بلکہ اپنی آنکھ کی پتلی پر کہکشاں ،سانسوں میں مہکتا ہوا دبستان، ہاتھوں میں اجالے کا چیستان لئے ہوئے ہیں۔ڈاکٹر عبدالغفار عزم نے کئی عشروں سے اردو تحریک عالمی کے نام سے ادبی دنیا کی ایک مقبول اور جانی پہچانی انجمن کے بانی کی حیثیت سے اس کی خشتِ اول سے لے کر تزئین تک ، خود ایک معمار کی طرح عرق ریزی کی ہے ۔ان کے جذبوں کی سچائیوں نے انہیں محبتوں اور ریاضتوں کا تاج محل بنا دیا ہے۔

پردیس میں بھی کر نہ سکا دُور زمانہ
اردو ہے ہماری تو ہیں ہم اردو کی پہچان

آپ کی شاعری میں سماجی کرب کے ساتھ ساتھ معاشی و مشرقی استحصال ، جبر و انا کے ساتھ ساتھ انسانیت ، رواداری اور محبت کے موضوعات اپنی تمام تر موضوعیت کے ساتھ اپنے وجود کا احساس دِلاتے ہیں۔ ڈاکٹر عبد الغفار عزم ایک شاعر ہی نہیں، اپنی ذات میں ایک انجمن ہیں اور دبستانِ دہلی و علیگڑھ کی روایتوں کے امین ہی نہیں علمبردار بھی ہیں ۔آپ کی شاعری بھی انہی روایتوں کی

ترجمان ہے، جہاں جمالیات بھی ہے، کلاسیکیت بھی، محبت بھی اور انسانیت بھی۔آپ کا تخلص ہی عزم نہیں بلکہ یہ تو آپ کے جنون کا استعارہ ہے۔جس نے نقشِ اول اور حرفِ آخر کی بھی تمیز روا نہ رکھی۔

نقشِ اول بھی وہ ہوا نہ ہو

حرفِ آخر جسے لکھا ہوگا

آپ انسانیت کے علمبردار ہوتے ہوئے انسانیت کی عظمت کے مداح ہیں۔آپ ہم آہنگی، محبت، حسنِ سلوک، انسانیت، اور آدمیت کو توقیر اس طرح دیتے دکھائی دیتے ہیں کہ تمام رشتوں کو الف سے ی تک کی زنجیر میں مربوط کرکے موتیوں کی مالا میں پرو کر عظمتِ انسانی اور اس سے وابستہ قدروں کو دوام بخشتے ہیں۔ محترمہ ایم زیڈ کنول نے اپنے اظہار خیال کا اختتام کرتے ہوئے کہا کہ ڈاکٹر صاحب کو کمال سے صاحبِ کمال ہونے تک کا سفر آپکو مبارک ہو۔ ان کا یہ سفر جاری و ساری رہے اور ان کے خوابوں کا نگر آباد رہے۔آمین!

صدر جگنو انٹرنیشنل محترمہ شگفتہ غزل ہاشمی نے ڈاکٹر عبدالغفار عزم کے فروغِ اردو ادب کی خدمات کو خوب سراہاتے ہوئے اپنے مضمون میں کہا کہ ڈاکٹر عبدالغفار کا نام ہی عزم نہیں بلکہ وہ حقیقت میں عزم و ہمت جرات و بہادری کے پیکر ہیں اور مضبوط قوت ارادی کے مالک ہیں۔ دیارِ غیر میں اُردو زبان کی

ترویج و ترقی کے فروغ کے لئے ان کی خدمات قابلِ تحسین ہیں۔اگر شاعری کی بات کی جائے تو وہ ایسے سیدھی دل میں اتر جانے والی ہے کہ قاری داد دیئے بغیر رہ ہی نہیں سکتا۔چہرے پر علمی سنجیدگی رکھنے والے انتہائی خوش مزاج ڈاکٹر صاحب علم کا وہ خزانہ ہیں جو مدتوں بعد اکٹھا ہوتا ہے اور اُس سے ایک عالم فیضیاب ہوتا ہے۔ڈاکٹر صاحب بلاشبہ سلیقے سے بات کرنے والے پختگی اور معیار سمیٹے ہوئے ہیں وہ صاف گو،نڈر، بے باک اور زندگی کا مشاہدہ رکھنے والے تخلیق کار ہیں۔ہم انکی لمبی زندگی کے تہہ دل سے دعا گوہ ہیں۔ محترم اختر ہاشمی اور عاشق راحیل نے بھی ڈاکٹر عبدالغفار عزم کی ادبی خدمات کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا کہ یہ عظیم شاعر اور عظیم انسان ہیں اور فروغِ ادب کے حوالے سے ان کی خدمات بھی عظیم ہیں انکی یہاں موجودگی ہمارے لئے کسی اعزاز سے کم نہیں۔

تقریب کے تیسرے حصے ''مشاعرے'' کا آغاز ہوا جسکی نظامت احمد خیال نے باحسن خوبی سنبھالی۔شعراء کرام اپنے اپنے منفرد لب و لہجے اور خوبصورت کلام سے مشاعرے کو لمحہ بہ لمحہ بامِ عروج بخشتے رہے،سامعین خوب لطف اندوز ہوتے رہے اور دل کھول کر داد لوٹاتے رہے۔کلام پیش کرنے والے شعراء میں میاں صالح الدین، ڈاکٹر فاخرہ شجاع، ڈاکٹر فرخ صاحبہ، ندا سرگودھوی، زیڈ اے ذلفی، شان بی بی، عمرانہ انعم، روبیہ ،گیلانی، زاہد ہما شاہ، ارشد منظور

پروفیسر نذر بھنڈر، عمران حفیظ، ندیم عباس بخاری، اعجاز فیروز اعجاز، ممتاز راشد، نثار منیر نثار، ایم عثمان محمود، مظہر جعفری، ڈاکٹر آصف مغل، اسد علی باقی، اعجاز اللہ ناز، ڈاکٹر ایم ابرار، اعجاز ثاقب، شگفتہ غزل ہاشمی، اختر ہاشمی، سلیم شہزاد، سہیل یار، بشیر ناطق، نزاکت علی عظیم، سلیم صابر، سلمان رسول، ڈاکٹر امبرین، بشریٰ فرخ، لیاقت عیش، صفیہ اسحاق، انور جاوید ہاشمی، سید سجاد ہاشمی، عاشق راحیل، ڈاکٹر سعادت سعید، منصور فیض اور ایم زیڈ کنول شامل تھے۔

حاضرینِ محفل نے جگنو انٹر نیشنل کی خدمات کو سراہا اور ایم زیڈ کنول (چیف ایگزیکٹو جگنو انٹر نیشنل)، شگفتہ غزل ہاشمی (صدر جگنو انٹر نیشنل)، ضماد گریوال (کنوینر جگنو انٹر نیشنل) احمد خیال (جنرل سیکرٹری جگنو انٹر نیشنل) اور ڈاکٹر ثروت زہرا سنبل (فنانس سیکرٹری، جگنو انٹر نیشنل) کو یادگار تقریب کے انعقاد پر مبارکبادیں بھی پیش کی۔

نیا زمانہ، نئی آواز، نئی شاعری

جب تک نئے شعراء کرام کی حوصلہ افزائی و پذیرائی نہیں کیجائے گی ، ادب شناس اہل ذوق کے لئے نیا اندازِ فکر، نئی سوچ، نئے اسلوب کی رنگینی بحر ،نئے خیالات کی ندرت ،نئے ترنمِ آفرینی ، نئی مہارت کیساتھ نئے تخلیقی رنگ و آہنگ ،نئے ردیف و قافیے کی شگفتگی سے بُنی نئی شاعری کی نئی شادابی کسی صورت بھی میسر نہیں آسکتی ۔اِس حوالے سے ادبی تنظیم ''ادارہ نئی شاعری'' خراج تحسین کی مستحق ہے کہ جس نے ان نئے شعراء کی آواز کو سن بھی رہی ہے اور انکی آواز بن رہی ہے اوراِن کوایسا مستقل پلیٹ فورم مہیا کرنے میں مکمل کامیاب ہوئی کہ جہاں نوجوان شعراء مکمل اعتماد وجذبے اور ذوق و شوق کے ساتھ اپنے جدت پسندانہ تازہ دم کلام میں زبان کی شوخی وشیرینی سے معصومانہ سچائی اور کھرے پن کا اظہار کر سکتے ہیں ۔

ادارہ نئی شاعری''کے زیرِ اہتمام الحمرا کلچرل کمپلیکس،قذافی اسٹیڈیم لاہور میں ڈاکٹر'' صباحت عاصم واسطی (ابوظہبی) کی زیرِ صدارت پہلے کُل پاکستان نسلِ نو مشاعرہ کا انعقاداِس سلسلے کا با قاعدہ آغاز ہے۔اِس تقریب کے مہمانانِ خصوصی میں آسمانِ ادب کے درخشندہ ستارے عباس تابش ، تیمور حسن

تیمور، احمد رضا راجہ، ناصر ملک، ڈاکٹر قاسم شاہ اور ڈاکٹر بدر منیر سٹیج پہ جلوہ آفروز تھے، جبکہ مہمانانِ اعزازی کی حثیت سے زعیم رشید، نوید صادق، سبطین رضا، زاہد حسین، ارشد مرزا، نعیم اللہ انمول، محمد ظہیر بدر اور ظہیر مشتاق رانا (کویت) کی شرکت محفل کے ادبی رونق کو چار چاند لگا رہے تھے۔ نظامت کے فرائض وقاص عزیز کے ذمے تھے جو بڑی خوش اسلوبی سے نبھائے گئے۔

ادارہ نئی شاعری کے روح رواں وقاص عزیز نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ حلقہ شعر وادب میں موجود روایتی گروہ بندیوں اور حد بندیوں سے نوجوان شاعر کو اپنے شعری سفر کو مشکلات کا سامنا ہے۔ نوے کی دہائی کے بعد غزل کو ئی نقاد نظر نہیں آیا، کوئی قابل ذکر تازہ کار اُبھر کر شاعر سامنے نہیں آیا، چند شخصیات کی لابی کے باعث جمود طاری ہے۔ اس پلیٹ فورم کا بنیادی مقصد یہ کہ ان شخصیات کی اجارہ داری ختم کی جائے، سنئیرز کی جانب سے جونیئرز کی حوصلہ شکنی کو روکا جائے تاکہ نئے چہرے نئے کلام کے ساتھ سامنے آئیں۔ مجھے قوی امید ہے کہ یہ پلیٹ فورم نوجوان شاعروں میں جذبے اور ہمت کی نئی روح پھونکے گا اور اچھی سے اچھی شاعری تخلیق پائے گی اور اِس تقریب سے دنیائے ادب میں نسل نو مشاعروں کا آغاز بھی ہو گا۔

اس ''پہلا کُل پاکستان نسلِ نو مشاعرہ'' میں نوجوان شعراء کی ایک کہکشاں

موجود تھی جن میں ضیاء افروز، تہذیب حسین، اوصاف باسط، خیال ثناء، شبیر احرام، عمار اقبال، اسامہ امیر، ساحل بخاری، کاشف کاظمی، نبیل حسین نبیل، سید علی سلمان، اسد بٹ، زبیر فاروق، محمود ناصر، عزیز طارق، تنزیل الرحمان، افتخار اشعر، عدنان محسن، محمد عامر، ریحان بشیر، حسن ظہیر راجہ، عقیل عباس، فیاض اسود، اختر منیر، ڈاکٹر وقار خان، ارشد عباس زکی، منیر سیف، شاہجہاں سالف، عدنان سرمد، عادل بادشاہ، اسد علی باقی، آغر ندیم سحر، زبیر عباس، نادر صدیقی، حمزہ ہاشمی، تیمور علی، قمر عباس، ساجد رضا، حارث جاوید، سعید شارق، شاکر خان، خاور اسد علی، وقار شیخ، انعام کبیر، خرم آفاق، نادر عباسی، عدنان آصف بھٹہ، فیضان ہاشمی، عقیل ملک، مشتاق احمد، ہمایوں خان، احسن شہزادہ، احسن شہزاد، سید عقیل شاہ، کمیل عباس اشتر، ہمایوں خان، مبشر علی، سمعیہ نذیر، زیب النسا واثق، وسیم تاشف عادل حسین، تجدید قیصر شامل تھے۔

نوجوان شاعروں نے اپنے اپنے مزاج کے خاص ذوق، نہج اور نظریے کی خوب ترجمانی کی۔ کسی شاعر کے لب و لہجے میں تلخی تھی تو کسی کے نرمی بھی کسی کے لہجے میں گھن گھرج تھی تو کسی کا لہجہ دھیمہ بھی کسی آواز میں حلاوت تھی تو کسی میں کرواہٹ بھی، کسی میں روانی تو کسی میں سلاست بھی اور بے ساختگی بھی۔۔۔ دوسرے پہلو سے دیکھا جائے تو کسی میں میر کا سوز، کسی میں مظہر کی زبان آوری، کسی میں حالی کی لطافت، کسی میں اقبال کی گہرائی، کسی میں جگر کی روانی، کسی میں

فراز کی دلربائی، کسی میں حسرت کی عام فہمی، کسی میں جالب کا انقلاب اور کسی میں داغ کی وسعت باذوق سامعین کو حیرت زدہ کر رہی تھی۔ کلام میں پختگی اور جدت پسندی فروغِ شعروادب کے روشن مستقبل کی نوید سنا رہی تھیں، سامعین نوجوان شاعروں کے چونکا دینے والے معیاری کلام میں بے خودی، نشاط کی لطافت، مشاہدہ مجاہدہ، تہذیب، ثقافتی تغیرات، خوش رنگی، خوش بیانی، زینتِ زنداں، نظارہِ عہد، رسم، زندگی، برگِ آوارہ، لطف و معنویت، کمالِ دلربائی سن کر عش عش کر اُٹھے اور تالیوں کی گونج اور بے ساختہ ''واہ، واہ''، ''سبحان اللہ'' سے پسندیدگی کی سند پیش کرتے رہے۔

مقررین نے اپنے اظہار خیال میں کہا امید ہے کہ ایسے مشاعروں کا سلسلہ برقرار رہے گا تاکہ نسلِ نو میں ترویجِ ادب کا رجحان فروغ پاسکے اور یہ معاشرے کی تعمیر اور ثقافت کے تحفظ، اخلاقی قدروں کی پاسداری، اصلاح سماج میں پوری ذمہ داری کیساتھ اپنے اپنے دائرہ کار میں شعروادب کے ذریعے اپناپُرخلوص حصہ ڈال سکیں۔اس موقع پر نوجوان شعراء کی تازہ دم نئی تخلیقات کی سماعت کے بعد صدرِ محفل جناب صباحت عاصم واسطی نے فراخ دلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے شعر ''عاصم خیال ایک سے لہجے ملے جلے شہر سخن میں اس لئے بیزار میں ہوا'' کو اپنی بیاض سے نکال دینے کا اعلان بھی کیا۔ تقریب کے اختتام پر ادارہ نئی شاعری کے روح رواں وقاص عزیز نے کچھ اعلانات بھی کئے۔۔ کہ

دوسرا نسلِ نو مشاعرہ اگلے ماہ اسلام آباد کے قرب میں ہوگا۔ نئے شعراء کی منتخب غزلوں پر مشتمل کی کتاب بھی جلد منظر عام پر آ جائیگی۔ ایوارڈ کے حوالے سے تیس سال تک کی عمر کے شعراء کے چھپنے والی کتب کے جائزے کے بعد ایک لاکھ روپے نقد رقم اور دیگر کو تحائف سے بھی نوازا جائیگا۔ سہ ماہی نئی شاعری کا پہلا شمارہ کی اگست میں ان شاء اللہ تعالی اشاعت ہو جائیگی۔

مشاعرہ نسلِ نو سے قبل منفرد لب و لہجے اور نئی نسل کے نمائندہ شاعر احمد خیال کے دوسرے شعری مجموعہ ''ستاروں سے بھرے باغات'' کی تقریب پذیرائی کا انعقاد بھی ہوا۔ ''ستاروں سے بھرے باغات'' کے مطالعے سے احمد خیال کی فنی ہنر مندیوں کے کئی چھپے ہوئے انداز و پہلو بے نقاب ہوتے ہیں۔ احمد خیال ایک خاص سرچشمے سے کسبِ فیض کرتے ہیں اور اسی سرچشمہ کو مستقبل کی شاعری اور ادب کا آدرش سمجھتے ہیں۔ کم عمری ہی میں ان میں خیال اور تجربے کی گہرائی قاری کو بے حد متاثر کرتی ہے۔ زندگی کے ہر پہلو اور اس کی حقیقتوں پر انکی گہری نظر ہے۔ ان میں جستجو، لگن اور سیکھنے کی خواہش بہت واضح اور متاثر کن ہے۔ خیال کے ہاں احساسات کا ظہور ہی ان کے جذبہ و احساس کی وسعتوں کی روشن بشارت ہے۔ انکی غزلیں ایمائیت سے عبارت ہیں۔ انکے کلام میں گہرے احساس والے تخلیق کار کا تخلیقی بہاؤ بھی خوب ملتا ہے جس میں محبت کی سرسراہٹ اور روشنی کی آہٹ قارئین کو اپنے حصار میں جکڑ لیتی ہے۔

سعود عثمانی ''ستاروں سے بھرے باغات'' پر اپنے تاثرات میں لکھتے ہیں کہ احمد خیال اپنی ناشکیب نگاہ اور امیدوار دل کیساتھ خیال و خواب کی دنیا میں محو ہے اس دنیا کی نیرنگیاں اسے خود سے دور جانے ہی نہیں دیتی، کم عمری میں کئی ایسے شعر اور مصرعے ملے ہیں جو خوش بختی اور ریاضت کے باہمی ملاپ سے ملتے ہیں۔عطاء الحق قاسمی لکھتے ہیں احمد خیال کی شاعری میں تازگی اور نیا پن ہے وہ چمکتا ہوا مصرعہ کہتا ہے اور شعر کو شعر بنانے کے ہنر سے آشنا ہے احمد خیال کی غزل عام قاری کو ہی نہیں بلکہ ثقہ بند ادیبوں کو بھی اپنی گرفت میں لینے کی صلاحیت رکھتی ہے۔امجد اسلام امجد کچھ یوں لکھتے ہیں کہ احمد خیال کی غزل میں گزرے ہوئے کل کے استعاروں اور کنایوں کے ساتھ ساتھ عصرِ حاضر میں سوچنے اور محسوس کرنے والے دل و دماغ کے سوالات اور تاثرات بھی ہیں۔

غلام حسین ساجد کی زیرِ صدارت اس اِس تقریب میں نذیر قیصر نے بحثیت مہمانِ خصوصی اور حسین مجروع نے مہمان اعزازی کی حثیت سے شرکت کی۔اظہار خیال کرتے ہوئے غلام حسین ساجد، علی اصغر عباس، حسین مجروع، حسن عباسی، ڈاکٹر بدر منیر، نوید صادق اور احمد حماد نے احمد خیال کو ''ستاروں سے بھرے باغات'' کی اشاعت پر مبارکباد پیش کی، اور اسے شعر و ادب میں ایک حسین اضافہ بھی قرار

دیا۔ نظامت نیوز اینکر، نامور نوجوان شاعر و قاص عزیز نے باحسن خوبی سرانجام دیئے۔ شعر وادب کے پرستاروں کی کثیر تعداد سے ہال کچھا کھچ بھرا ہوا تھا جو شعراء کرام کے کلام کو بڑے انہماک سے سنتے رہے اور ہر اچھے شعر پر دل کھول کر داد و تحسین پیش کرتے رہے۔ احمد خیال کی مجموعہ کلام سے ایک منتخب غزل کے چند اشعار اہل ذوق قارئین کی نذر۔۔ کمال حسن تخلیل ملاحظہ کیجئے۔۔

دریا میں دشت، دشت میں دریا سراب ہے
اس پوری کائنات میں کتنا سراب ہے
روزانہ اک فقیر لگاتا ہے یہ صدا
دنیا سراب ہے ارے دنیا سراب ہے
موسیٰ نے ایک خواب حقیقت بنا دیا
ویسے تو گہرے پانی میں رستہ سراب ہے
کھلتا نہیں ہے ریت ہے پانی کہ اور کچھ
میری نظر کے سامنے پہلا سراب ہے

مجھے آزاد ہونا ہے"ایک ایمانی علامت"

درس وتدریس ہو، رپورٹنگ ہو، کالم نویسی ہو، تبصرہ نگاری ہو، تجزیہ کاری ہو یا پھر شاعری ہی کیوں نہ ہو کامران غنی صبؔا نے ہر میدان میں جدیدیت اور انفرادیت کے زیرِاثر رہتے ہوئے بھرپور قابلِ رشک دادِ آفرین حاصل کی ہے۔ میں کوئی تبصرہ نگار، نقاد یا کوئی تجزیہ کار تو نہیں اور شاعری کا شغف تو مجھے بس سننے یا پڑھنے کا ہی ہے مگر کامران کی شاعری کے حوالے سے صرف اتنا ضرور کہونگا کہ اِنکی شاعری میں گہری بصیرت، بالغ نظری، بے ساختگی، حسن خیال کی معنی آفرینی، احساس کی نزاکت، معنویت، شفافیت، حلاوت، بلند آہنگی، مسائل حیات کے احاطے، امیدوں کے روشن چراغ، درد مندی، انتہائی وسعت، رنج و مسرت کے علاوہ فلسفیانہ موشگافیوں، صوفیانہ رموز و نکات بھی ملتے ہیں۔ مگر انکی لاجواب ایک شاہکار نظم "مجھے آزاد ہونا ہے" کے مطالعے سے انکے پاکیزہ قلب و ذہن میں اتر کر انکی نکھرتی سوچ و فکر کو پرکھ کر جو انکے حوالے سے ایک نیا روپ نئے تاثرات مجھ پر منکشف ہوئے، فی البدیع بیان کر رہا ہوں ۔ کہا جاتا ہے کہ نظم زندگی کے حسن و قبح کا خوبصورت اندازِ اظہار ہے۔ عام فہم الفاظ کے چناؤ، باوقار مگر سادہ طرزِ بیان کی بدولت محبوب کو راغب کرنے کیلئے شاعروں کا تقریباً ہر دور میں نظم لکھنے کے لئے مرغوب ترین موضوع محبت، محبت اور صرف محبت ہی رہا ہے۔۔۔۔ مگر یہاں

ایسا سراسر کچھ نہیں بلکہ یہ نظم ''مجھے آزاد ہونا ہے'' ایک روایت شکن نظم ثابت ہوئی ہے جس نے بھرپور ایمانی جذبے کیساتھ ضمیروں کو جھنجھوڑ کر زندگی و موت کی حقیقت کا ایسا لطیف سا احساس اجاگر کیا ہے کہ عصر حاضر میں موجود سخن سنج اصحاب ششدر رہ گئے ہیں۔ اتنی کم عمری میں ہی اللہ تعالی نے کامران کو ولایت کی اعلی نعمت سے نواز کر اپنے برگزیدہ بندوں میں شامل کر لیا ہے۔۔۔ کیونکہ نظم کا عنوان ''مجھے آزاد ہونا ہے'' ہی در حقیقت ایمانی علامتوں میں سے ایک علامت ہے، جیسے حدیث کا مفہوم ہے کہ دنیا مومن کے لئے قید خانہ ہے۔ تو اِس ایمانی کیفیت میں کہ ''جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے'' اب کامران کو آزاد ہونا ہے اِس دنیا میں نام ومقام کی قیدِ فکر سے۔۔۔۔

نظم چار حصوں مشتمل ہے (۱) موت اٹل حقیقت ہے (۲) یہاں سب فانی ہے (۳) کئی نامور بے نام ہو چکے (۴) تو اب بس آزاد ہونا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔

کہاں تک بھاگ پاؤ گے؟

کہاں کس کو پکارو گے؟

کل نفس ذائقۃ الموت: ہر جاندار کو موت کا مزا چکھنا ہے (الانبیاء ۳۵) ۔ موت سے کوئی فرار ممکن ہے کوئی بچاؤ ممکن نہیں، کہیں چھپنا ممکن نہیں۔۔ قرآن میں ہے: ''آپ کہہ دیں، جس موت سے تم بھاگتے ہو وہ تمہیں ضرور ملے گی (الجمعہ ۸

سید وارث شاہؒ لکھتے ہیں ”جو کوئی جمیا مرے گا سب کوئی گھجی واہ سب دیہن گے“ وے“مگر صد افسوس کہ ہم اپنی تمام تر استطاعت دھوکے کے گھر اِس دنیا میں لگا رہے ہیں جسے کسی بھی لمحہ خیر آباد کہہ جانا ہے۔آج کل مسلمان خرافاتِ دنیا میں اتنا مگن ہے کہ موت کی اٹل حقیقت کو بلکل ہی بھلائے بیٹھا ہے۔۔۔۔ نظم کے اگلے مصرعے پیش خدمت ہیں۔۔۔۔

یہ عزت اور شہرت، علم و حکمت
مال و دولت کی فراوانی
یہیں رہ جائے گی اک دن
بہت ہوگا تو بس اتنا
کہ کچھ دن کچھ مہینوں تک
تمہارے نام کا چرچا رہے گا
کسی اخبار میں، جلسے میں، محفل میں
بہت ہوگا تو چلئے مان لیتے ہیں
کہیں کوئی
تمہارے نام کو تحقیق کی بھٹی میں ڈالے گا
کوئی کندن بنائے گا، کوئی شہرت کمائے گا
تمہیں اس سے ملے گا کیا؟
کبھی سوچا ہے تم نے؟

غلغلہ جتنا اٹھے، جب تک اٹھے
آخر بھلا ڈالیں گے سب تم کو

کامران کے اِن مصرعوں میں ایک درد ہے ایک کرب ہے ایک چبھن ہے وہ جان چکا ہے کہ موت سب سے بڑی حقیقت ہے اور زندگی سب سے بڑا دھوکا ہے۔ کبھی سوچا ہے کہ روپ رنگ، باغ و بہار، حسن و شباب، شان و شوکت، رشتے ناطے کچھ بھی سدا نہیں رہیں گے نام لیوا بھی بے نام ہو جائیں گے۔ میاں محمد بخشؒ نے بھی اِس منظر کو بڑی خوبصورتی سے اپنے صوفیانہ کلام میں قلم بند کیا ہے۔

سدا نہ روپ گلاباں اُتے سدا نہ باغ بہاراں
سدا نہ جھج جھج پھیرے کرسن طوطے بھور ہزراں
چار دیہاڑے حسن جوانی مان کیا دلداراں
سکدے اسیں محمد بخشا کیوں پرواہ نہ یاراں

وقت کی برق رفتاری کون روک پاتا ہے بقول امجد اسلام امجد کے ''وقت سے کون کہے یار ذرا آہستہ۔۔۔۔۔!''۔ کروٹ بدلتے، آنکھیں جھپکتے سب بھول جائیں گے بقول پروین شاکر کہ ''ابھی ابھی وہ ملا تھا ہزار باتیں کیں۔۔ابھی ابھی وہ گیا مگر زمانہ ہوا''۔ نظم کا لفظ لفظ تیر بن کر ہمارے دلوں میں پیوست ہو رہا ہے، وہ ہر زاویے سے بتا ہے کہ بعد از موت دنیا تیرے لئے صفر ہے ایک بار پھر ہمیں یاد ر

دہانی کراتے ہوئے کہتا ہے کہ کیا۔۔۔۔۔۔۔

تمھیں معلوم ہے!

اس زندگی کے سارے شعبوں میں

سیاست میں، صحافت میں، ادب میں،

صوت و رنگ وچنگ میں،

دولت کمانے، سمیٹنے میں اور لٹانے میں

ہزاروں نام ایسے ہیں

کہ جن کے سامنے سورج دیے کی لو سا لگتا تھا

مگر کوئی کہاں باقی رہا، دائم رہا

سارے عدم کی راہ کے راہی

کسی ایسے جہانِ بے نشاں میں جا بسے

میرا نام و ناموس، میری دولت میری شہرت میرے عہدے سب آنکھ کا دھوکا ہیں، بابا بلھےؒ شاہ اِسے اپنے صوفیانہ کلام میں لکھتے ہیں کہ "نہ کر بندیا میری میری۔۔نہ تیری نہ میری۔۔چار دناں دا میلہ۔۔دنیا فیر مٹی دی ڈھیری"۔ سلطان باہوؒ فرماتے ہیں کہ "ہر کوئی آکھے میری میری، نہ میری نہ تیری ہو"۔

ملے خاک میں اہلِ شان کیسے کیسے

مکیں ہو گئے لامکاں کیسے کیسے

مگر افسوس ہم دنیاوی زندگی کی موت اور اخروی زندگی کی ابتدا سے بے فکر ہیں اور مقصدِ حیات سے بالکل لاپروا بھی ۔لیکن کامران پر اِس راز و حقیقت سے پردے ہٹ چکے ہیں کہ موت صرف فنا یا مرگ نہیں بلکہ لمحہ فکر تو یہ ہے کہ حیات انسان کی نئی شکل میں ایک دنیا سے دوسری دنیا میں منتقلی کا نام ہے،اِسی لئے وہ مقصدِ حیات سے باخوبی واقف بھی ہو چکا ہے وہ قلم کاروں میں ایک نمایاں مقام حاصل کرنے کے باوجود اپنی شہرت سے متاثر نہیں کیونکہ اُسے اب آخروی زندگی کی فکر نے جکڑ رکھا ہے۔کامران اپنے زیرِ تبصرہ نظم کے آخری مصرعوں میں کچھ بیان کیا ہے کہ ......

جانو، کسی کا نام تک کوئی نہیں ہوتا
یہی سب کچھ میں اکثر سوچتا ہوں
اور جب بھی سوچتا ہوں
تب مجھے یہ سب فقط کارِ عبث محسوس ہوتا ہے
مرا جی چاہتا ہے تیاگ کر سب کچھ
کسی گمنام بستی میں چلا جاؤں
جہاں میرے کسی پہچاننے والے
کسی بھی جاننے والے کے جانے کا

کوئی امکاں نہ ہو
اس گوشۂ عزلت میں، اس پاتال میں
گم نام ہو جاؤں
مجھے آزاد ہونا ہے
زمانے بھر کی ہر خواہش سے
ہر رعنائی سے، جھوٹی نمائش سے
مجھے آزاد ہونا ہے۔

سوچتے سوچتے ایک گہری سوچ میں کامران نے حقیقت کو بڑی ہی خوبصورتی سے بیت کے سانچے میں ڈھالتے ہوئے مان لیا ہے کہ جیسے بدصورتی کے تناظر میں حُسن حُسن ہے ایسے ہی موت کے تناظر میں ہی زندگی زندگی ہے۔۔

زندگی کیا ہے فقط طائرِ قفسِ روح
موت کیا ہے اسے زنداں سے گریزاں ہونا

بس۔۔۔۔تو کیوں نہ مختصر سی زندگی میں اِس دنیا کی رعنائیوں، چکا چوند آسائشوں، خواہشات، مراعات، مفادات کی غلامی سے آزادی حاصل کر لی جائے اور انکے حصول کے خلاف واضح اور واشگاف الفاظ میں بے زاری کا اعلان کر دیا جائے ۔اور ایسی گمنام بستی میں قیام پذیر ہو جایا جائے،جہاں میرا نام میرا کام پیچھا

نہ کریں۔ جہاں اللہ اور اُس ذکر کے سوا کوئی نہ ہو۔۔ دعا ہے کہ مسلم کے دل و دماغ میں ''مجھے آزاد ہونا ہے'' جیسی ایمانی علامت کا ظہور ہو جائے ،تا کہ قیدِ دنیا سے بیزاری اور آخرت کی تیاری کے سوا کوئی فکر لاحق نہ رہے ، وقت نزع کلمہ نصیب ہو جائے اور ہم کامیاب آخروی زندگی میں قدم رکھ سکیں ۔۔آمین ثم آمین

یہ زمین مقدس ہے ماں کے پیار کی صورت

ایک بار پھر پرچم لہرائے جائیں گے، عمارتوں پے شاندار جگ مگ کرتے برقی قمقموں کے سہرے، گھروں میں جھنڈیاں اور سینوں پر جھنڈے سجائے جائیں گے۔پریڈ ہو گی اور بوٹوں کی دھمک سے تن بدن میں ایک نیا ولولہ ہلچل مچائے گا۔مزار قائد پے عقیدت کے گلدستے نچھاور ہونگے۔سیاسی قائدین کے حب الوطنی سے سرشار پیغامات اخبارات و خبروں کی زینت بنے گے۔بچوں کے ''جیوے جیوے پاکستان''، ''ہم زندہ قوم ہیں''، ''یہ وطن تمہارا ہے'' جیسے گنگناتے خوبصورت ملی نغموں سے ہمارا سینا فخر سے تن جائے گا۔''پاکستان زندہ باد'' کے نعروں سے لکھے بینر اُٹھائے اہلیان وطن گزرگاہوں پر دھمال ڈالیں گے ۔ڈھول بجے گے۔توپیں چلیں گی۔آتش بازیوں سے آسمان چمک اُٹھے گا۔رنگ برنگی خصوصی نشریات سے ٹی وی چینیلز دن بھر وطن سے محبت کا دم بھرتے نظر آئیں گے۔سوشل میڈیا پے بھی دلکش ڈیزان کئے ہوئے انفرادی اور اجتماعی مبارکبادوں کے پیغامات کا بھرپور تبادلہ چلتا رہے گا۔دعوتیں اُڑائیں جائیں گی۔مساجد میں خصوصی دعائیں ہوں گی۔اخبارات، میگزین خصوصی شمارے پر نظر ڈورائیں تو فریضہِ حب الوطنی نبھانے کے لئے اہل قلم بھی میدان میں سب سے آگے ملیں گے، کسی کا موضوع ہو گا کہ ''ہم آزاد ہیں'' اور کسی کا ''کیا ہم آزاد ہیں؟؟''، کوئی اپنی تحریر میں قائد اعظم کی جرات کو سلام پیش کرے گا تو کوئی علامہ اقبال

کو خراج تحسین۔۔ گویا ہر کوئی وطن کی بقاء اور ترقی کے لئے ہمہ تن تیار نظر آ یگا۔
کہیں جلسہِ عام میں دھواں دھار تقریریں ہوں گی۔اور کہیں محفلِ خاص میں قائدِ اعظم محمد علی جناحؒ کے یہ فرمودات، جو اپنے آپ میں آئین کا درجہ رکھتے ہیں، سبق کی طرح دہرائیں جائیں گے کہ آپؒ نے فرمایا۔۔۔"اسلامی حکومت کے تصور کا یہ امتیاز پیش نظر رہنا چاہیے کہ اس میں اطاعت اور وفاکشی کا مرجع خدا کی ذات ہے، جس کی تعمیل کا عملی ذریعہ قرآن مجید کے احکام اور اصول ہیں۔اسلام میں اصلًا نہ کسی بادشاہ کی اطاعت ہے،نہ پارلیمنٹ کی،نہ کسی شخص اور ادارے کی"۔۔۔۔۔۔۔"قرآن مجید کے احکام ہی سیاست و معاشرت میں ہماری آزادی اور پابندی کی حدود متعین کر سکتے ہں۔دوسرے الفاظ میں اسلامی حکومت قرآن کے اصول و احکام کی حکومت ہے"۔۔۔۔۔۔"مجھ سے اکثر پوچھا جاتا ہے کہ پاکستان کا طرز حکومت کیا ہوگا؟ پاکستان کے طرز حکومت کا تعین کرنے والا میں کون ہوتا ہوں۔مسلمانوں کا طرز حکومت آج سے تیرہ سو سال قبل قرآن کریم نے وضاحت کے ساتھ بیان کر دیا تھا۔الحمداللہ قرآن مجید ہماری رہنمائی کے لئے موجود ہے اور قیامت تک موجود رہے گا"۔۔۔۔۔۔"مسلمان جھکنے کے لئے پیدا نہیں ہوا۔اگر اسے جھکانے کی کوشش کی گئی۔تو بابر بن جائیگا۔یہ ٹیپو سلطان کی صورت میں نمودار ہوگا۔یہ مر جائیگا۔لیکن محکومی قبول نہ کرے گا"۔۔۔۔۔۔"جدوجہد

صرف مسلمانوں ہی کے لئے مخصوص نہیں ہے۔ بلکہ اس کا دستر خوان ہر فرقہ کے لئے بچھا ہوا ہے اور وہ ہر فرقے کے حقوق کے تحفظ کو اپنا فرض اولین سمجھتی ہے"۔۔۔۔۔"میں آپ کو مصروف عمل ہونے کی تاکید کرتا ہوں کام کام اور بس کام۔ سکون کی خاطر، صبر و برداشت اور انکساری کے ساتھ اپنی قوم کی سچی خدمت کرتے جائیں" ۔۔۔۔"ہم جتنی زیادہ تکلیفیں سہنا اور قربانیاں دینا سیکھیں گے، اتنی ہی زیادہ پاکیزہ، خالص اور مضبوط قوم کی حثیت سے ابھریں گے جیسے سونا آگ میں تپ کر کندن بن جاتا ہے"۔۔۔۔۔"یہ تلوار جو آپ نے مجھے عنایت کی ہے صرف حفاظت کے لئے اٹھے گی۔ لیکن فی الحال جو سب سے ضروری امر ہے وہ تعلیم ہے۔ علم تلوار سے بھی زیادہ طاقتور ہوتا ہے جایئے اور علم حاصل کیجئے"۔۔۔۔"اگر ہم اس عظیم مملکت پاکستان کو خوش اور خوش حال بنانا چاہتے ہیں تو ہمیں اپنی پوری توجہ لوگوں بالخصوص غریب طبقے کی فلاح و بہبود پر مرکوز کرنی پڑے گی"۔۔۔۔"ہمیں کبھی بھی تہذیب و شرافت کو ہاتھ سے نہیں چھوڑنا چاہیے۔ جبکہ ایک موقع پر انہوں نے یہ بھی فرمایا کہ ہر مسلمان کو دیانتداری، خلوص اور بے غرضی سے پاکستان کی خدمت کرنی چاہیے"۔۔۔اور بہت کچھ۔۔۔۔

دن بھر خون کو گرما دینے والا ایسا خوشگوار احساس ملے گا کہ پاکستان ۱۴اگست ۱۹۴۷ کو نہیں بلکہ آج آزاد ہوا ہے اور ہم نے غلامی کی بیڑیاں توڑ کر آج ہی اِس پاک سرزمین پر اس عزم کے ساتھ قدم جمائے ہیں کہ محمد علی جناح کے

پاکستان کو حقیقی اسلامی، جمہوری، فلاحی ریاست بنائیں گے۔۔۔ کہیں۔۔۔ایسا نہ ہو کہ اِس بار بھی شام ڈھلتے ہی سب بدلنے لگے۔ قائد ملت کے فرمودات سے ماخوذ، اسلام، امید، ہمت، اتحاد، یقین، منظم، خود مختاری، دیانت داری، خلوص، بے غرضی، اخلاقیات، سچائی، انصاف، علم، عمل، تہذیب، شرافت، سادگی، اخوت، بھائی چارہ اور حقوق کے تحفظ کا دہرایا گیا درس رات کی اندھیری چادر میں گم ہونے لگے ۔۔ جھنڈے جھنڈیوں کے ساتھ ساتھ جانثاری کا خمار بھی اُترنے لگے ۔۔ ملی نغموں کا اثر مدھم ہوتے ہی غیر ملکی گیت کانوں میں رس گھولنے لگیں۔ حکمرانوں کے بلند و بانگ دعوے ہوا میں تحلیل ہونے لگے۔ سیاستدانوں کے تیور چڑھنے لگے۔ چینلز پر مغربی یلغار تلے تہذیب مرنے لگے۔ دو قومی نظریہ کا دم گھٹنے لگے۔ اہل قلم پھر موضوعِ وطن و جانثارِ وطن سے ہٹ کر وہی مخصوص موضوعات پر لکھنے لگے اور ٹی وی پروگرامز میں مایہ ناز تبصرہ نگار روایتی انداز میں ایک دوسروں کی پگڑیاں اُچھال کر اپنی ریٹنگ بڑھانے لگیں۔ عشقِ وطن میں دھمال ڈالنے والوں میں وہی نسلی، صوبائی، مسلکی اختلافات سربازار رقص کرنے لگے۔ کاش اِس جشن آزادی کے روز کا نظر آنے والا جذبہ و جنون ہر روز ہم پر طاری رہے تاکہ جن قسموں، وعدوں، ارادوں، دعووں کا اظہار کیا ہے حصولِ منزل کے لئے اُس پر عمل پیرا بھی نظر آئیں ۔۔ کیونکہ۔۔۔۔

یہ زمین مقدس ہے ماں کے پیار کی صورت
اس چمن میں تم سب ہو برگ و بار کی صورت

مگر یہ تبھی ممکن ہے جب ہمیں آزادی کا صیح مفہوم اوراِس کی حقیقی قدر ہو گی اور دل میں وطن سے چاہت اپنے اصل رنگ میں رچ بس جائے گی۔۔۔بغیر کسی لمبی تمہید الفاظ کے پیچ وخم اور جملوں کے بناؤ سنگھار کے ۔۔چند اختتامیہ سطروں پر ہی اکتفاء کرونگا کہ دوسرے پر انگلی اُٹھانے سے بہتر ہے اپنے گریبان میں جھانکیں۔۔اور یاد رکھیئے کہ جس دن سے ہم نے اپنے گھر کے باہر سے دوسرے کا کچرا بھی اُٹھانا شروع کر دیا سمجھ لیں کہ ہمارے اندر وطن سے محبت کا پہلا دیپ جل گیا اور جس دن چوراہے کی لال بتی نے ہمیں روک لیا تو یقین جانیئے کہ ہمارے جذبات میں وطن عزیز کے قوانین کی قدر کا دیا بھی روشن ہو گیا ہے۔ہمیں عہد کرنا ہے کہ۔۔۔

نفرتوں کے دروازے خود پہ بند ہی رکھنا
اس وطن کے پرچم کو سربلند ہی رکھنا

اگست۔۔۔بے شمار و بے مثال قربانیوں کا مہینہ

ماہِ محرم اسلام کی سربلندی کے لئے عظیم قربانیوں کی یاد دلاتا ہے جبکہ ماہِ اگست میں بھی اس کرہ عرض پر اسلام کے نام پر لی گئی دوسری سلطنت خداداد پاکستان کے حصول اور بقاء و سلامتی کی خاطر بے مثال قربانیوں کی داستانیں دلوں کو گرما دینے والی ہیں۔ایک طرف چاہے ہم اگست میں آزادی کا جشن جتنے بھی جوش و خروش ،جذبہ و جنون سے منالیں مگراِس آزادی کے حصول میں دی گئی لاکھوں قربانیوں کو کبھی بھی بھولایانہیں جاسکتا، ہجرت کی داستانیں اتنی دلخراش اور طویل ہیں کہ انہیں قرطاس و قلم کی زینت بنانا اِس ناچیز کیلئے مشکل ہی نہیں ناممکن بھی ہے، جبکہ دوسری طرف اسی ماہ میں تحفظِ پاکستان کے خاطر نچھاور ہونے والیں محبانِ وطن کی جانیں یہ باور کراتیں ہیں کہ کوئی مائی کا لال اس وطن عزیز پر میلی آنکھ سے نہیں دیکھ سکتا۔

چلیئے تاریخ کے اوراق پلٹتے ہیں۔۔۲۰ اگست ۱۹۷۱ جب نوعمر راشد منہاس پائلٹ آفیسر بننے کے بعد تیسری تنہا پرواز کے لئے نکلے تو غدار انسٹرکٹر سیفٹی فلائٹ آفیسر مطیع الرحمان نے ریڈ سگنل دے کر اس ارادے سے کاک پٹ میں داخل ہو گئے کہ طیارے کا رخ بھارت کی جانب موڑا جایئگا۔مگر راشد منہاس نے بروقت

ماری پوٹر کنٹرول ٹاور سے رابطہ کر کے مذاحمت کی ہدایت حاصل کی۔پانچ منٹ کی کشمکش کے بعد راشد منہاس نے طیارے کا رخ زمین کی جانب کر کے شہادت کو گلے لگا کر دشمن کی سازش کو ناکام بنا دیا۔انہیں نشانِ حیدر سے نوازا گیا۔راشد منہاس نے اپنی شہادت سے چند روز قبل ہی اپنی ہمشیرہ سے اس تمنا کا اظہار کیا تھا کہ ''میں جنگی قیدی بننے سے مر جانا بہتر سمجھتا ہوں''۔انکی مرقد پر لکھا ہے۔

پرواز ہے دونوں کی اسی ایک فضا میں۔۔ مومن کا نشاں اور منافق کا نشاں اور

راشد کی شہادت پہ ہے اقبال کا یہ قول۔۔ کرگس کا جہاں اور ہے شاہین کا جہاں اور

۱۷اگست ۱۹۸۸ کو جنرل ضیاء الحق،آئی ایس آئی کی پوری ٹیم اور اعلی امریکی عہداروں سمیت ایک طیارہ حادثے میں شہید ہو گئے۔تادم مرگ وہ سپاہ سالار اور صدارت کے عہدوں پر فائز رہے۔دوسری جنگ عظیم کے علاوہ،اردن کا سیاہ ستمبر اور پاک بھارت ۱۹۶۵کی جنگ میں بھی شامل رہے۔انکی حکمت عملی سے سوویت یونین کو منہ کی کھانی پڑی اور گرم پانی تک رسائی کا خواب شرمندہ تعبیر نہ ہو سکا۔انکے دور حکومت میں اسلامی قوانین کے حوالے سے کئی اہم پیش رفت ہوئیں۔بغیر کسی بیرونی دباؤ کے ایٹمی پروگرام کا تسلسل جاری ہے۔کشمیر میں علیحدگی پسندی کی تحریک عروج پر رہیں جبکہ ہندوستان حکومت سکھوں کی علیحدہ

ریاست کی تحریک کے آگے گھٹنے ٹیکنے کے قریب پہنچ چکی تھی۔"مرد مومن۔ مرد حق" کا لقب انکے سر کا تاج بنا۔انکی پر اسرار موت ابھی تاریخ دانوں کے لئے ایک معمہ ہے۔فیصل مسجد کے باہر احاطے میں آسودہ خاک ہیں جہاں انکے کتبے پر نقش ہے کہ۔۔۔

یا خدا مدد فرما کہ عاجز یعقوب۔۔اپنے دل کے ارماں پورے کر کے
یہ عالم کل چمن کے پھولوں کو۔۔ضیاء الحق شہید کی مرقد پہ لا کے دھر کے

اختر عبدالرحمٰن بھی اسی حادثے میں اپنے خالق حقیقی سے جا ملے،انہیں ایک پالیسی میکر اور دانشور جنرل کی حثیت سے جانا گیا۔

اُن شہیدوں کی دیت اہل کلیسا سے نہ مانگ۔۔قدر و قیمت میں ہے خوں جن کا حرم سے بڑھ کر

گوریلا وار کے تمام ہنر سے خوب واقف تھے۔قیام پاکستان کے وقت سرحد پار سے آنے والے مہاجرین کی مدد کرنے کے حوالے سے انکا نام بہت نمایاں ہے۔۱۹۶۵اور ۱۹۷۱ کی جنگ میں پیش پیش رہے ،افغان جنگ میں روس کو شکست دینے میں انکی کامیاب منصوبہ بندی شامل تھی۔ان کی دفاعی خدمات کو ہر دفاعی سطح پر سراہا جاتا ہے انہیں ستارہ بسالت، ہلال امتیاز اور نشان امتیاز سے نوازا گیا۔انہیں یہ اعزاز حاصل ہے کہ ان پر کبھی کسی تجزیہ نگار، تاریخ دان نے تنقید نہیں

کی۔

لیفٹیننٹ جنرل (ر) حمید گل ۱۵اگست ۲۰۱۵ کو مری میں دماغ کی شریان پھٹ جانے سے انتقال کر گئے۔آئی ایس آئی کے ڈائریکٹر جنرل بھی رہے انکا شمار تادم مرگ بڑے متحرک، بااثر اور معروف پاکستانی فوجی آفسران میں ہوتا ہے۔پاک بھارت جنگ ۱۹۶۵،۹۷۱ کے علاوہ بیٹل آف جلال آباد، آپریشن راخشک اور سویت یونین کے خلاف افغان جہاد میں شامل رہے۔انہیں انکی خدمات کے اعتراف میں ستارہ بسالت اور ہلال امتیاز سے نوازا گیا۔دشمنان وطن اور اسلام دشمن سازشوں کو بے نقاب کرنے میں کبھی بھی نہیں ہچکچاتے تھے۔سول ہو یا عسکری ہر اُس شخص کو تنقید کا نشانہ بناتے جن کے اقدامات اور بیانات انکے نقطہ نظر میں پاکستان کے حق نمیں ہ ہوتے۔ٹی وی ٹاک شو پر انکی دفاعی تجزیہ نگاری کو بڑی اہمیت حاصل رہی ہے۔

کرنل (ر) شجاع خانزادہ ۱۶اگست ۲۰۱۵ کو ڈی ایس پی حضرو سید شوکت گیلانی سمیت انیس افراد کو خود کش حملے میں شہید کر دیا گیا، شجاع پیرزادہ ۱۹۸۳ میں سیاچن گلیشیرز سر کرنے والوں میں شامل تھے۔ گراں قدر خدمات کے اعتراف میں ۱۹۸۸ میں تمغہ بسالت حاصل کیا۔انہیں کے لئے شاعر نے لکھا ہے کہ

اپنی جاں نذر کروں اپنی وفا پیش کروں۔۔۔ قوم کے مرد مجاہد تجھے کیا پیش

۔کروں

انکا خاندان مثبت سیاست میں بہت فعال رہا ہے۔ تین بار پنجاب اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے۔وزیر ماحولیات کے بعد وزیر داخلہ کا قلمدان سنبھالتے ہی انہوں نے امن وامان کے حصول کے لئے دہشتگردوں کے طرف سے ملنے والی دھمکیوں کی پرواکئے بغیر انکے خلاف کھلے عام جنگ لڑی ۔ نیشنل ایکشن پلان کے لئے انہوں نے بڑی جرت مندی اور بہادری سے فرنٹ لائن پر اپنا کردار ادا کیا بھارتی ایجنسی را کی پاکستان میں کرکٹ رکوانے کے لئے کی جانے والی سازشوں کو بھی بے نقاب کیا۔۔

پاکستان کی امن و سلامتی کے لئے دہشت گردوں کے خلاف جنگ فیصلہ کن مراحلے میں داخل ہو چکی ہے مگر اس جنگ میں بھی ہم کئی ہزار جانوں کا نذرانہ پیش کر چکے ہیں ۔چند روز قبل ۸ اگست کو کوئٹہ میں قیامت خیز منظر ابھی بھی آنکھوں سے اوجھل ہونے کو نہیں، ٹارگٹ کلنگ کا نشانہ بننے والے صدر بلوچستان بار بلال انور کاسی کی میت سول ہسپتان پہنچنے پر بڑی تعداد میں انکے ساتھیوں کی موجودگی کے دوران خودکش دھماکہ میں متعدد وکلا سمیت ۷۰ سے زائد وکلا شہید سمیت ۱۲۵ سے زائد زخمی ہو گئے ۔ ۸ اگست ۲۰۱۳ میں بھی ایسی ہی نوعیت کا کی تخریب کاری کی گئی جب محیب اللہ کو ٹارگٹ کلنگ میں شہید کر دیا گیا اور

بعدازاں انہیں کی نمازِ جنازہ پر خود کش دھماکہ کر کے ۳۰ سے زائد پولیس اہلکاروں اور افسران کو شہید کر دیا گیا تھا۔۱۱ اگست ۲۰۱۶ کو کوئٹہ شہر زرغون روڈ پر سریاب فلائی اوور کے قریب بھی دھماکہ کیا گیا۔۔۔ جبکہ وکیپیڈیا کے مطابق اگر گزشتہ چند سال کے ماہِ اگست میں قربانیوں کا مختصر ترین جائزہ لیں تو ۱۵ اگست ۲۰۱۴ میں کوئٹہ ایئر بیس پے حملہ کیا گیا۔ ۱۲ اگست ۲۰۱۲ میں ریموٹ کنٹرولڈ بم حملے میں تین سپاہیوں نے شہادت حاصل کی۔ دو اگست ۲۰۰۸ میں منگورہ سوات میں کئی پولیس اہلکار ریمورٹ کنٹرولڈ بم کی زد میں آئے۔ نو اگست ۲۰۰۸ میں ملیٹنٹ حملے میں آٹھ پولیس اہلکار شہید ہوئے۔ بارہ اگست ۲۰۰۸ کو بنیر میں پاکستانی ایئر فورس بس کو ٹارگٹ کیا گیا۔ انیس اگست ۲۰۰۸ میں خود کش حملے میں ڈیرہ اسماعیل خان میں بتیس پولیس اہلکار شہید ہوئے۔ اکیس اگست ۲۰۰۸ کو خود کش حملے میں پاکستان آرڈیننس فیکٹری واہ کینٹ کے باہر ستر افراد شہید ہوئے۔ ۲۳ اگست ۲۰۰۸ کو خود کش حملے میں بیس افراد سوات میں شہید ہوئے۔ ۲۵ اگست ۲۰۰۸ کو راکٹ حملے میں سوات ہی میں دس افراد شہید ہوئے۔ اگست ۲۰۰۸ میں اسلام آباد کے علاقے ماڈل ٹاؤن کے ایک ریسٹورنٹ کے باہر ۲۶ بم پھٹنے سے ۸ افراد مارے گئے۔ ۲۶ اگست ۲۰۰۷ میں شانگلہ ڈسٹرکٹ کے مچار ایریا میں خود کش حملے میں چار پولیس اہلکار مارے گئے۔ ۴ اگست ۲۰۰۷ میں پارہ چنا قرم ایجنسی کے ایک بس اسٹیشن پر خود کش حملے میں نو افراد مارے گئے۔ ۱۷، ۱۸، ۲۱، ۲۳، ۲۷، ۲۸،۲۹،۳۰،۳۱ اگست ۲۰۱۲ کو بھی کئی حملوں میں پاکستانیوں نے جام

شہادت نوش کی۔ ۲۶ اگست ۲۰۰٦ میں امریکے ایک متنازعہ حکمت عملی کے تحت اکبر بگٹی کو مار کر بلوچستان کے حالات کو مزید کشیدہ کر دیا گیا۔ ۱۸ اگست ۲۰۰۴ میں ایک بم حملے میں جامعہ بنوریہ مدرسہ کراچی میں آٹھ افراد ہلاک ہو گئے۔ ۱۵ اور ۱۹ اگست ۲۰۰۲ میں ہونے والے بم حملے میں متعدد افراد ہلاک ہوئے جبکہ ان تمام حملوں میں زخمیوں کی تعداد شہدا سے کہیں زیادہ ہے اور ان قربانیوں کا سلسلہ بھی بہت طویل ہے۔

قربانیوں پہ قربانیوں کے باوجود ہماری یک جہتی دشمنانِ وطن کے منہ پر کسی زور دار طمانچے سے کم نہیں۔ پیغام ہے کہ ہم اپنے وطن پر جاں نثار ہوتے رہیں گے مگر ہماری ایمانی قوت ہمیں کبھی منتشر اور بارود سے خوف زدہ نہیں ہونے دے گی، انشاء اللہ تعالی۔ شہداء کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے ہم عہد کرتے ہیں کہ انکے خون کا ایک قطرہ بھی رائیگاں نہیں جانے دیں گے۔ پاک فوج کے شانہ بشانہ وطن کی بقاء اور قوم کی سلامتی کے لئے آج ہر محب وطن پاکستانی کا دل تن من دھن قربان کر دینے کے پختہ عزم کیساتھ کہہ رہا ہے کہ ۔۔

میرے محبوب وطن تجھ پہ اگر جاں ہو نثار ۔۔ میں یہ سمجھوں گا ٹھکانے لگا سرمایہ تن

شاعر ہیں ہر اک دور میں رخشندہ رہینگے

چودہ اگست تو گزر گئی مگر جشنِ آزادی کی رونقیں تاحال اپنے عروج پر ہیں، ہر سطح پر مختلف حلقوں میں طرح طرح کی رنگ۔برنگی دلکش، دلدار تقاریب کے انعقاد سے آزادی کی خوشیوں کو مزید دوبالا کردینے کا سلسلہ جاری ہے۔اسی حوالے سے علمی، ادبی، سماجی و ثقافتی روایات کی امین تنظیم ،جگنو انٹر نیشنل کے زیرِ اہتمام 20۔اگست 2016 ، الحمرا ادبی بیٹھک لاہور میں خلیجی ممالک میں اردو زبان کی ترویج میں سر گرمِ عمل ممتاز منفرد لب و لہجے کے شاعر،ادیب گوہرِ نایاب فیاض وردگ (کویت) کے اعزاز میں بھی شاندار'' آزادی مشاعرے'' کا انعقاد کیا جو اکرامِ مہمان کیساتھ ساتھ وطن سے والہانہ اظہار محبت کا ایک خوبصورت انداز تھا۔

ممتاز شاعرہ،ادیبہ ،ماہرِ تعلیم، چیف ایگزیکٹو جگنو انٹر نیشنل ،ایڈیٹر احساس ، جرمنی محترمہ ایم زیڈ کنولؔ نے دلکش نظامت کے خوب جوہر دیکھائے۔مسندِ صدارت پر استادشاعر، صحافی،ادیب، دانشور، سرفراز سید کو ادب و احترام کے ساتھ مدوح کیا گیا۔جبکہ اِن کے ہمراہ کوآرڈینیٹر، جگنو انٹر نیشنل ، موریشیس ، ممتاز شاعر،ادیب، چیئرمین نقش ہاشمی فاؤنڈیشن ،اختر ہاشمی، موج سخن کے بانی معروف ، شاعر، کوآرڈینیٹر، جگنو انٹر نیشنل، کراچی صحافی، نسیم شیخ

معروف صحافی ، شاعر، کالم نگامیڈیا کوآرڈینیٹر، جگنو انٹر نیشنل ، میانوالی ، سید صداقت نقوی اور صاحبِ تصوف شاعر، خرم خلیق بھی مہمانانِ خصوصی کی حیثیت سے سٹیج پر رونق افروز تھے۔ تقریب کا بابرکت آغاز حسبِ روایت تلاوتِ کلام پاک سے ہوا، جس کی سعادت مظہر جعفری کو حاصل ہوئی اور پروفیسر نذر بھنڈر نے انتہائی خوبصورت انداز میں نعتِ رسولِ مقبول ﷺ پیش کرکے روحوں کو تسکین بخشا۔ مقصود چغتائی میڈیا سیکرٹری جگنو انٹر نیشنل نے پروگرام کا باکمال تعارفی مضمون پیش کیا۔

مشاعرے کا آغاز ہوا۔اور حسین مجروح ، شگفتہ غزل ہاشمی ، ڈاکٹر افتخار بخاری، ڈاکٹر ناصر چوہدری ، ندا سرگودھوی ، جاوید قاسم ، اعجاز فیروز اعجاز، سیدہ فاطمہ رضوی، روبینہ راجپوت، سید فراست بخاری، میجر خالد نصر، ڈاکٹر عاصم بخاری، قیصر معراج منظر، یاسر شمعون، عمران حفیظ (میانوالی) ڈاکٹر ایم ابرار، غلام شبیر عاصم، ابرار احمد، شبیر ایثار، عالیہ بخاری، شاہد عمران شاہد (گجرات)، مصدق محمود، (گجرات) ، ممتاز راشد لاہوری ، میاں صلاح الدین ،اور دیگر نے اپنے دلفریب کلام سے محفل کو بامِ عروج تک پہنچا دیا۔ سامعین دل کھول کر شعر کی لطافتوں پر شعراء کرام کو داد و تحسین سے نوازتے رہے، اظہارِ پسندیدگی کا ایسا جادو اثر منتر ہوا کہ کئی شعراء نے اپنے منتخب اشعار کو کئی بار دہرایا اور بار بار داد بٹوری۔ مہمان خصوصی فیاض وردگ کو دعوت سخن

دیا گیا تو سامعین نے والہانہ استقبال کیا۔انہیں اپنے کلام میں بہار و خزاں، طویل عرصہ پر محیط تجربات و مشاہدات،زندگی کے تلخ حقائق، فلسفیانہ گہرائی، انفرادیت،روح فرسا لمحات،، انسانی وجود کے ذہنی و فکری بحران اور انتشار و اختلال، ندرت،رومانی جذبوں اور ان جذبوں میں شدت کے رجحانات کو شگفتہ انداز میں پیش کرکے ساعتوں میں رس گھول کر محافل کو لوٹ لینے کا ہنر خوب جانتے ہیں۔۔ سبھی ان کی فنی مہارت اور الفاظ کی روانی میں سجے سجائے شعریات کے ذائقوں سے محظوظ ہوتے رہے۔ شرکاء کی تالیوں کی گونج اور واہ واہ کی داد و تحسین کی دوش پر سوار ہو کر فیاض وردگ اپنا منفرد کلام کو خوبصورت انداز میں پیش کرکے خوب رنگ جماتے رہے۔انہیں کا خاصہ ہے کہ بڑی بے باکی اور عام فہم الفاظ میں اپنی دل کی دل میں نہیں رکھتے،آپ کے پختہ کلام کا کچھ نمونہ حاضرِ خدمت ہیں

حیرت ہے کہ انسان ہے انسان کا دشمن
کیا خلق و مروت کی لڑی ٹوٹ گئی ہے
دہشت کے دھماکوں سے عجب حال ہے دل کا
انسان کی سانسوں کی لڑی ٹوٹ گئی ہے

انکی شاعری میں مضمون کی گہرائی ، وسعت اور بالغ النظری انہیں دیگر شعراء سے ممتاز کرتی ہیں۔ تخلیق ملاحظہ فرمایئے

ہم مرکے بھی دنیا میں سدا زندہ رہینگے

شاعر ہیں ہر اک دور میں رخشندہ رہینگے
ہم لوگ خدا والے ہیں بیباک ہیں لیکن
جو ہم سے رکھے بغض وہ شرمندہ رہینگے
اپنی سادگی کو اپنے کلام میں چھپ چھپاکے نہیں رکھ سکتے۔ اشعار پیشِ خدمت ہیں۔۔
سب اُس کے حامی نظر آ رہے ہیں محفل میں
نہیں ہے ایسا جو شیدائیوں کا ساتھی ہو
کبھی تو سائے پہ اپنے گمان ہوتا ہے
کہیں یہ ان کی نہ پرچھائیوں کا ساتھی ہو

تقریب ''آزادی مشاعرہ'' میں مہر صفدر علی، نیلما ناہید دُرانی، تسنیم کوثر، رابعہ رحمٰن، اُمِّ لیلیٰ رانا، سید فردوس نقوی، خوجہ آصف، گل سلطان، قاضی منشا، رانا سلطان محمود، محمد سہیل، رفیق شہزاد، منظر خان، حاجی اِرشاد قادری، ریاض جسٹس سمیت شعروادب وثقافت اور سماج کی بڑی ہنر مند ہستیوں کی شرکت سے ہال جگ مگا رہا تھا۔ جگنو انٹر نیشنل سے وابستہ افراد میں شعروادب سے خاص لگاؤ ایک ایسا دریا بہتا ہے جسے شعراء کرام کے کلام سے محظوظ ہونے پر انکی چہروں سے چھلکتی شادابی سے خوب محسوس کیا جا سکتا تھا۔ شرکاء کرام نے جگنو انٹر نیشنل کی ٹیم خصوصاً ایم زیڈ کنول سے دل کی اتھاہ گہرائیوں سے

اظہار تشکر کیا جنھوں نے جشنِ آزادی کی انمول خوشیوں میں تزک و احتشام کیساتھ ایک یادگار محفل انعقاد پذیر کی اور مہمان شاعر فیاض وردگ سمیت دیگر شعراء کرام کے خوبصورت کلام سے لطف اندوز ہونے کا موقع فراہم کیا اور انھوں نے تقریب کے انتظام و انصرام کو بھی پسند کیا۔ صدرِ محفل اور مہمان خصوصی فیاض وردگ نے جگنو انٹر نیشنل کی ادبی خدمات کو خوب سراہا اور ایک تسلسل کیساتھ کامیاب تقریبات کے انعقاد پر مبارکباد بھی پیش کرتے ہوئے کہ جگنو انٹر نیشنل علم ،ادب، شعر، تہذیب، ثقافت اور معاشرے میں مثبت رویوں کو فروغ دینے کے ساتھ ساتھ ادبی تہذیب وتربیت بھی فراہم کر رہی ہے۔انھوں نے لاہور کے اہلِ قلم کو بھی خراج تحسین پیش کیا۔ تقریب کا ایک اور روشن پہلو یہ کہ۔۔۔۔ دوسری سالانہ تقریبِ ایوارڈ 2016 کے موقع پر جگنو انٹر نیشنل کے زیرِ اہتمام علمِ عروض پر مبنی نسیم شیخ (کراچی) کی شہرہ آفاق تصنیف ''موج سخن''کو ایوارڈ کے لئے منتخب کیا گیا تھا اور صداقت نقوی میانوالی)کے لئے بھی شیلڈ آف آنر کا اعلان کیا گیا تھا۔ان ادبی شخصیات کو اسی تقریب) میں شیلڈز سے نواز کر لمحات کو مزید رنگینیاں بخشی گئیں۔آخر میں مہمانوں کا بھی شکریہ ادا کرنے کی روایت نبھانے کے ساتھ ساتھ پُر تکلف تواضع کا اہتمام بھی کیا گیا اور ملک کی سلامتی کے لئے دعائیں مانگی گئیں۔۔۔۔۔

اختتام پر مہمانِ خصوصی فیاض وردک کی ایک اور تازہ و توانا سلجھی ہوئی، منفرد رنگ و آہنگ میں ڈوبی غزل سے منتخب چند اشعار قارئین کی نذر۔۔۔

مفت میں دل کو خوار کیجئے گا
بے وفا سے جو پیار کیجئے گا
جب مسیحا ہی قتل کرتا ہو
کسی پہ اب اعتبار کیجئے گا
کیا تکلف ہے دل ہدف ہے میرا
خنجر اب آر پار کیجئے گا
داغِ حسرت سے کیا کہوں فیاضؔ
اپنی ہستی بہار کیجئے گا

ایک شام ۔۔ غازیوں اور شہیدوں کے نام

چلتا ہے خنجر تو چلے میری رگوں پر
خودی بیچ کے اپنی میں کبھی جھک نہیں سکتا
مٹنے کو تو یہ دنیا بھی مٹ سکتی ہے لیکن
تاریخ کے اوراق سے میں مٹ نہیں سکتا

چھ ستمبر ۱۹۶۵ کو جذبہِ جہاد اور ایمانی قوت سے یک جان ہو کر وطنِ عزیز پاکستان کی سالمیت اور قوم کے تحفظ کے لئے عظیم قربانیاں دے کر ہماری نڈر سویلین اور بہادر بری، بحری و فضائی افواج نے طاقت کی ایک نئی قابلِ رشک جنگی تاریخ رقم کی تھی۔ہر کوئی انفرادی و اجتماعی حثیت میں وطن عزیز پر تن من دھن قربان کر دینے کیلئے ایک دوسرے پر فوقیت کی دوڑ میں تھا۔یہی وجہ تھی کہ ہتھیاروں اور عددی اعتبار سے ہم سے کئی گناہ بڑی طاقت کو ۱۷ دن تک جاری رہنے والی جنگ میں منہ توڑ شکست کا سامنا کرنا پڑا۔اِس دن کو جسے یومِ دفاع پاکستان کے نام دیا گیا،آج ملک بھر میں روایتی اور بھرپور قومی جوش وجذبے سے منایا جا رہا ہے تا کہ وطن عزیز کے خلاف برسرپیکار قوتوں کو ہم یک جہتی کی اعلی مثال پیش کرکے شرمندہ و خوف زدہ کر دیں۔پرچم کشائی، ملک بھر کی مساجد میں ملک و قوم کی سلامتی کے لئے خصوصی دعاؤں سمیت مزارِ قائد پر چاق وچوبند گارڈز کی تبدیلی کی تقریب کے انعقاد کے علاوہ شہیدانِ وطن کے

مزاروں پر دعائیہ تقاریب، مخصوص مقامات پر پاک فوج کے زیرِ استعمال اسلحے کی نمائش کی تقاریب، سول سوسائٹی کی جانب سے اظہار یک جہتی کے طور پر ریلیاں، اور مختلف تنظیموں کے زیرِ اہتمام جذبہ حب الوطنی سے بھرپور تقاریب کو انعقاد کرکے شہیدوں اور غازیوں کو خراج تحسین پیش کیا جا رہا ہے۔

ایسے میں چھ ستمبر یوم دفاع پاکستان کے حوالے سے ہی دو روز قبل پنجاب کمپلیکس قذافی سٹیڈیم لاہور میں ہیومن جسٹس فرنٹ پاکستان (رجسٹرڈ)، سوہنا پاکستان میڈیا گروپ رجسٹرڈ) اور رورنامہ پاکستان کے زیرِ اہتمام پنجاب انسٹیٹیوٹ آف لینگویج، آرٹ اینڈ) کلچر کے اشتراک سے ''ایک شام۔۔غازیوں اور شہیدوں کے نام'' تقریب کا انعقاد کی گیا۔ خوبصورت اور دلکش تقریب کے انعقاد پر منتظمین خصوصاً سید محمود الحسن گیلانی، فیصل مجیب شامی، تسنیم یوسف بٹ اور مہر جنید رشید کی کاوشوں کو خوب سراہا گیا۔ تقریب کا باقاعدہ آغاز اللہ تعالیٰ کے بابرکت نام سے ہوا۔۔ نظامت کے فرائض عزیز شیخ کے ہمراہ سدرہ نے حسب روایت اپنے مخصوص انداز میں سرانجام دے کر خوب پذیرائی حاصل کی۔ سنگرز نے اپنی گائیکی کے خوب جوہر دیکھائے اور اپنی سریلی اور من موہنی آوازوں سے سماعتوں میں رس گھولتے رہے۔ مقبول کامیڈین طارق جیکسن طارق محمود) نے اپنے فن سے محفل میں بھرپور رنگ جمایا شرکاء بہت لطف اندوز) ہوئے اور دل کھول کر تالیوں سے پسندیدگی کی سند پیش کرتے رہے۔ تقریب میں سماجی سیاسی، صحافتی،

اور ادبی خدمات کے اعتراف میں کچھ معروف شخصیات کو اچیومنٹ ایوارڈ ۲۰۱۶ سے بھی نوازا گیا جن میں کرنل (ر) یونس برولا، حسیب اعجاز، ارشد بٹ، منشاء قاضی، نصیر الحق ہاشمی، بابر سلیم، محمود الحسن گیلانی، جنید، تسنیم یوسف، حکیم آصف نذیر سمیت دیگر شامل تھے۔ چکوال سے تشریف لائیں نوجوان ادیبہ نمرہ ملک نے اپنی تصانیف کا تحفہ محمود الحسن گیلانی کو پیش انہوں نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ آج مسرت کا سماع ہے اور اِس تقریب میں شرکت میرے لئے باعث اعزاز ہے اللہ کرے یہ خوشیاں بڑھتی رہیں اور غنچے کھلتے رہیں۔

کس کی ہمت ہے ہماری پرواز میں لائے کمی

ہم پروازوں سے نہیں حوصلوں سے اُڑا کرتے ہیں

نامور ادیب شاعر کالم نگار منشاء قاضی کو تقریب کی مناسبت سے اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ ہم آج ۶ ستمبر ۱۹۶۵ کی جنگ کے غازیوں اور شہیدوں کو خراج تحسین پیش کرنے کیلئے اکٹھے ہوئے ہیں اِس دن ہمارے نوجوانوں نے قربانی کی لازوال داستانیں رقم کی ہیں۔ دشمن نے ناپاک عزائم کو خاک میں ملا کر ہمارے سپوتوں نے ثابت کر دیا کہ اپنی دھرتی ماں کی طرف اُٹھنے والی ہر انگلی کو توڑ دینے کی ہر صلاحیت رکھتے ہیں۔انہوں نے پاک افواج کا ترک افواج سے موازنہ کرتے ہوئے کہ ہماری جرات میں بڑی مماثلت ہے۔ ترک فوج نے روس کے

خلاف خار دار تاروں پر لیٹ کر اپنے گھوڑوں کے لئے راستے ہموار کر دیئے تھے اور پاک فوج کے جوان بھی دشمنوں کے ٹینکوں تلے لیٹ کر دشمنوں کے پر کھچے اُڑا رہے تھے۔انہوں نے بھی اپنے دشمن کے فرار کے راستے بند کر دیئے تھے اور ہم نے دشمن کو ناکوں چنے چبا ڈالے۔یہ داستانیں ہمیں شجاعت اور بہادری کا پیغام دیتیں ہیں۔حالات تقاضا کر رہے ہیں کہ ہمیں آج بھی اُسی جذبے،ہمت اور باہمی محبت ویک جہتی کی ضرورت ہے۔

تقریب کا رنگ بدلا اور فیصل آباد سے تعلق رکھنے والی سروں کی ننھی ملکہ فریحہ اکرم کو اپنی گائیکی سے محظوظ کر دینے کے لئے سٹیج پر مدوح کیا گیا ہمیشہ کی طرح اِس بار بھی فریحہ نے اپنی سریلی آواز کے جادو سے گائیکی کے متوالوں کے دلوں کو جیت لئے۔آغاز یوم دفاع کے حوالے سے نورجہاں کے گیت ''اے راہِ حق کے شہیدوں وفا کی تصویرو۔۔تمہیں وطن کی ہوائیں سلام کہتی ہیں'' سے ہوا، کئی سدا بہار ملی نغموں کا انتخاب پر کشش دھنوں کیساتھ پیش کرکے شرکاء کے خون کو گرما دیا۔شرکاء کی نعروں آنکھوں کی چمک اور چہرے کی شادابی عکاس تھی کہ سینے تنے ہیں اور سر فخر سے بلند، ہیں۔فریحہ نے صوفیانہ کلام پیش کیا تو شرکاء جھوم جھوم اُٹھے اور ہم زبان ہو کر ساتھ ساتھ گنگائے اور سماں ہی باندھ دیا۔وقت کی رفتار تھمنے کو نا تھی اختتامی گھڑیاں دستک دے چکی تھی مگر شرکاء کی تقریب میں دلچسپی جوں کی توں تھی اور وہ فریحہ کو

اُور سننے کے بے چین تھے۔ آخری کلام "دما دم مست قلندر" پیش کیا۔ تقریب کے اختتام پر تمام شرکاء سٹیج پر مہمانان کے ساتھ سٹیج پر سلفیوں اور فوٹو سیشن میں مصروف نظر آئے۔ تقریب میں مختلف شعبہ ہائے جات سے تعلق رکھنے والی نمایاں شخصیات نے اہل خانہ سمیت شرکت کی ۔اِس دعائیہ کلمات کے ساتھ اختتام پذیر کرتا ہوں کہ یا اللہ پاک سرزمین پاکستان کو اپنی حفاظت میں رکھنا اور اِسے رہتی دینا تک قائم دائم رکھنا۔ آمین

!!! حافظ محمد مظفر محسنؔ۔۔۔ گلستانِ ادب اطفال کا مہکتا پھول۔۔

بچوں کی پسند ناپسند، ذوق، مزاج ، مخصوص سوچ، تدریجی
ارتقاء، تقاضوں، نفسیات، جذبات، عادات و اطوار، احساسات، میلانات، ضروریات، فہم و ادراک ، فطری رجحانات، صلاحیتوں اور عمر کو مدِ نظر رکھتے ہوئے نثری و نظمی تخلیق کیے گئے ادب کو بچوں کا ادب (ادبِ اطفال) کہا جاتا ہے۔ اُردو ہو یا انگلش یا پھر کوئی بھی زبان ہو ادب کی اِس صنف کو مشکل ترین تصور کیا جاتا ہے اور اکثر قدآور ادیب و شاعر بھی اِس صنف میں طباع آزمائی کرنے سے ہچکچاتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ ایک اندازے کےمطابق پاکستان میں موجود چار کروڑ بچوں کی آبادی کے تناسب سے ادب کے صنف پر صرف ۲۵ فیصد کام ہوتا رہا جو کہ ایک قابلِ فکر اور قابلِ تشویش بات بھی ہے۔ ادبِ اطفال کی اہمیت سے وہی اہل قلم آشنا ہیں جن کے اندر آنے والیں نسلوں کے روشن مستقبل کی تڑپ ہے علامہ اقبال، کمال احمد رضوی، صوفی تبسم کے علاوہ، مجیب ظفر انوار حمیدی، شفیع الدین نیر، صالحہ عابد حسین، ڈاکٹر ذاکر حسین، محسن احسان، اشتیاق احمد، منشی پریم چند، مائل خیر آبادی، کرشن چندر، عبدالرشید فاروقی، محبوب الٰہی، خواجہ مظہر صدیقی، محمد مزمل صدیقی، مسعود احمد برکاتی، سید نظر زیدی، اختر عباس، غلام عباس، احمد ندیم قاسمی، خاطر غزنوی، خالد بزمی، اسماعیل میرٹھی،

عزیز اثری، شعیب مرزا، جاوید امتیازی، نذیر انبالوی سمیت دیگر کا شمار بھی ایسی ہی تڑپ کے ساتھ ادبِ اطفال کے حوالے سے گراں قدر خدمات پیش کرنے والیں عظیم شخصیات میں ہوتا ہے۔ میری رائے میں عصرِ حاضر میں انفرادی اور اجتماعی سطح پر کسی نا کسی صورت میں ادبِ اطفال کے فروغ کے رفتارِ مشن میں نت نئے تجربوں سے قدرے تیزی آئی ہے اور نئے لکھاری کی بھی آمد آمد ہے۔ احمد عدنان طارق، علی اکمل تصور، امان اللہ نئیر شوکت، مجید احمد جائی ملتانی، اختر سردار چوہدری کسووال، عبداللہ نظامی، نور محمد جمالی، فرخ شہباز وڑائچ، عرفات ظہور، شاہد حفیظ، ڈاکٹر افتخار کھوکھر، عاطف اسلم، علی عمران ممتاز، محمد صالح، عبدالصمد مظفر، محمد عرفان رامے، حافظ نعیم سیال، ڈاکٹر عمران مشتاق، حاجی محمد لطیف کھوکھر، محمد ندیم اختر، نوشاد عادل، محبوب الٰہی، اظہر عباس، شیخ فرید، رانا محمد شاہد، محمد زبیر ارشد، محمد وسیم کھوکھر، غلام محی الدین ترک، محمد سراج جتوئی، ڈاکٹر طارق ریاض، ساجد محمود ساجد، خرم درانی، محمد وقاص اسلم، محمد ناصر زیدی اور دیگر نام بھی انہیں کی فہرست میں شامل ہوا جاتا ہے جو ادب اطفال کی اہمیت، ضرورت اور افادیت بارے باخوبی واقف ہیں اور بچوں میں مہد سے لحد تک تعلیمی رجحانات کو فروغ دینے میں اپنا حصہ ڈال رہے ہیں۔

عصرِ حاضر کی ایک بڑی قدآور ادبی شخصیت۔۔ حافظ محمد مظفر محسنؔ۔۔ کسی تعارف کے

محتاج نہیں۔۔۔بڑی ہی پہلو دار شخصیت ہیں۔ صرف نام کے ہی نہیں بلکہ حقیقتاً محسنِ ادب ہیں۔ بچوں کے ادب کے حوالے سے اِنکی بے لوث اور بھرپور خدمات کے اعتراف میں انہیں ہر سطح پر پذیرائی حاصل ہے جبکہ شاعری ہو، طنزومزاح نگاری ہو، کہانی نگاری ہو یا کالم نگاری ہی کیوں نہ ہو رہر صنف میں بھی اپنے نام کا لوہا خوب منوایا ہے۔آپ اپنی دل آویز شخصیت کی بدولت دنیائے ادب میں اپنا خاص مقام رکھتے ہیں، حافظ صاحب کی محفل ہو اور ہنسی مذاق، قہقے، گپ شپ، ملے گلے نہ ہوں یہ تو ممکن ہی نہیں، دوست احباب انکے ساتھ وقت گزارنے کو بے تاب رہتے ہیں۔انکا اخلاق، اخلاص، خوش مزاجی، خوش کلامی ان سے ایک بار ملاقات کر لینے والے کو انہی کا بنا دیتی ہیں۔۔۔۔

حافظ محمد مظفر محسن نے سیاسیات اور تاریخ میں ماسٹر کیا، اپنے قلمی سفر کا آغاز ۱۹۷۶ میں ادبِ اطفال سے کیااور ماہنامہ ''کھلونا'' میں پہلی تحریر شائع ہوئی، انکی بچوں کیلیے نظموں کے حوالے سے کتاب ''جاگو ہوا سویرا'' کو۱۹۸۵رائیٹرز گلڈ ادبی انعام سے نوازا جاچکا ہے، انکی دوسری کاوش بچوں کیلیے کہانیوں کی کتاب ''روشن آنکھیں'' کو بھی نیشنل بک فاؤنڈیشن نے ایوارڈ سے نوازا ہے، انکی تیسری قلمی کاوش بچوں کے لئے لکھی گئیں مزاحیہ تحریروں کا مجموعہ ''سکندر خان کی واپسی'' بھی مقبول عام ہے۔ بچوں کے لئے مجموعہ نظم ''نظمیں'' اور ''جگمگ میرا دیس'' ہیں۔۔اور ''نظمیں'' نئی صدی ہجری ایوارڈ

بھی حاصل کر چکی ہے۔انکی دیگر طنزیہ ،مزاحیہ اور سنجیدہ تحریروں کے مجموعہ میں ''بوٹا مائی فرینڈ''، ''ستارے اپنی اپنی قسمت کے''، ''ھلمٹ، لفافہ اور سیاسی آلودگی''، ''سفر و حج وعمرہ و مع فتاوی''، ''آلویز ویلکم''، ''بوٹا نہیں بے وقوف''، ''آدھ کھلا گلاب''، نیا دور۔۔جدید ہتھیار''، ''پل بھاگڑ کا آدم خور''، ''محبت کے بھیگتے پل'' ترتیب)''۔گیارہ کتابوں کے تراجم بھی کر چکے ہیں۔ مجموعہ شاعری ''جب بھی دیکھا، اُداس ہی دیکھا'' ۔حافظ صاحب کی تحریریں نوائے وقت، سنڈے میگزین، فیملی میگزین، پھول میگزین، نئی بات، ارژنگ، بیاض، معاصر اور ادبیات کے علاوہ کئی اخبارات اور جریدوں میں تواتر سے شائع ہوتے رہتے ہیں ۔ ۲۰۰۴ اور ۲۰۰۶ میں ماہنامہ پھول کی جانب سے بہترین ادیب ایوارڈ سے نوازا گیا اور ۲۰۰۹ اور ۲۰۱۰ میں ماہنامہ ''گو گو'' کراچی نے بھی انہیں بہترین ادیب کے ایوارڈ سے نوازا۔

انکے قلمی سفر کے حوالے سے عہد کی نامور ادبی شخصیات اپنے خوبصورت تاثرات میں انہیں بھرپور خراج تحسین پیش کرتیں رہتی ہیں۔انکے مجموعہ نظم کے حوالے امجد اسلام امجد اپنے تاثرات میں لکھتے ہیں کہ چھوٹی چھوٹی، روزمرہ کی اور سامنے کی باتیں، سیدھے سادے الفاظ اور مفہوم بالکل واضح ہیں اس لئے یہ نظمیں ہر اعتبار سے حوصلہ افزائی اور تعریف کی مستحق ہیں۔سید ضمیر جعفری کا کہنا ہے کہ حافظ مظفر محسن کی نظمیں جذبے کے لحاظ سے توجہ اور قدر کے لائق ہیں

۔مجھے امید ہے کہ ان کی روشنی ترتیبِ کردار کے لئے مفید ثابت ہو گی۔عطاء الحق قاسمی کا بھی کہنا ہے کہ ''مجھے یہ شخص پسند ہے کیونکہ وہ ایک سچا اور مخلص انسان ہی نہیں بلکہ ایک شگفتہ اور جینوئن مزاح نگار بھی ہے''۔مزاح لکھنا جان جوکھوں کا کام ہے لکھنے بیٹھو تو دانت تلے پسینہ آ جاتا ہے اور اگر کسی جملے کا وار صیح نہ پڑے توپڑھنے والا دانت کچکچانے لگتا ہے چنانچہ طنزومزاح لکھنے والے نہ ہوں توجریدے کہاں سے نکلیں؟۔۔انکی فنی وفکری ہنر مندیوں اور شخصیت کے روشن پہلوؤں کے حوالے سے اُردو زبان میں اپنی نوعیت کا واحد طنزیہ ومزاحیہ میگزین ''مزاح، کراچی'' بھی ۱۱۲ صفحات پر مشتمل ''نمبری ادیب۔حافظ مظفر محسن'' بھی شائع ہوچکا ہے،جس میں عصر حاضر کے نامور ادیب، صحافی، شاعروں کے دلچسپ مضامین شامل ہیں۔اِسی کتاب میں شائع ہونے والے اپنے سوفٹ انٹرویو میں اظہار خیال کرتے ہوئے ان کا کہنا ہے کہ وہ اپنی زندگی سے مطمئن ہیں ۔احمد فراز کی شاعری پسند ہے، مگر مرزا غالبؔ اور علامہ اقبالؔ کو اپنا استاد مانتے ہیں، رات کی اُداسی میں شاعری لکھتے ہیں۔میدانِ ادب میں شوکت نواز پیرزادہ، محمد صفدر راجہ، امتیاز جاوید، چوہدری محمد اقبال کو اپنا استاد تسلیم کرتے ہیں۔جبکہ مجید نظامی اور فرحت عباس شاہ انکی پسندیدہ شخصیات میں شامل ہیں۔اور اپنے دوستوں کی فہرست بارے پوچھے گئے سوال بارے انکا کہنا ہے کہ مسعود مفتی، محمد شعیب مرزا، نذیر انبالوی، عابد کمالوی، فہیم انور چغتائی، محمد اویس غوری، شیخ اصغر، خالد بھٹہ، خواجہ

نجیب اللہ، طارق فاروق، ملک ظفر اقبال اعوان، مرزا ارشد، چوہدری علی احمد، امجد گجر، اعظم وڑائچ، علی نواز شاہ سمیت سیکڑوں شامل ہیں ۔۔ بحثیت کالم نگار دوستوں کے لئے پیغام میں انھوں نے کہا ہے کہ اپنے دل صاف رکھیں، دوستوں کو امتحان میں کبھی مت ڈالیں، دن کو دن کہیں اور رات کو رات، یہ یاد رکھیں کہ ہم جس دور میں زندگی گزار رہے ہیں اِس دور کی سب سے بڑی سچائی یہ ہے کہ حکومت، اپوزیشن اور سیاسی رہنماؤں سب کے نظریات ایک ہیں، کیوں کہ یہی آج کی ضرورت ہے اور یہی حالات کا تقاضا ہے۔اسی لئے تو کہتے ہیں۔۔۔

تھک گیا ہوں لگا لگا کے میں

ایک کے بعد دوسری امید

حافظ مظفر محسن کا ''امن اور ترقی کے حوالے سے ادب اطفال کے کردار'' بارے اپنے خیالات میں کہنا ہے کہ ۔۔۔۔پاکستان اور ارد گرد کے حالات اس بات کے غماز ہیں کہ نئی نسل کی تربیت قرآن و سنت کی تعلیمات کے مطابق کرنی ہے، صبر و تحمل، ایثار وقربانی کا جذبہ ان حالات میں پہلے سے کہیں زیادہ ہمارے اندر موجود ہونا چاہیے کیونکہ شدت پسندی بہرحال کسی بھی مسئلہ کا حل نہیں ہوتی۔ان حالات میں جبکہ کتب بینی کا رجحان کم ہوتا دکھائی دیتا ہے ہمیں اچھے تخلیق کاروں کی بے حد ضرورت ہے، جو چند ادیب شاعر بچوں کیلئے ادب تخلیق کر رہے ہیں ان کی حوصلہ افزائی اور انہیں یہ باور کرانا بڑا ضروری ہے

کہ وہ ایک بہت بڑی قومی خدمت انجام دے رہے ہیں۔ بحثیت وائس چیئرمین اکادمی ادبیات اطفال حافظ صاحب اکادمی ادبیات اطفال کی بچوں کیلئے ادبی تخلیق کرنے والوں کی تربیت اور انکی حوصلہ افزائی و پذیرائی کے حوالے سے کئے گئے مثبت اقدامات پر بہت اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ فروغِ ادب اطفال کا سلسلہ جاری رہے گا انشاء اللہ تعالیٰ تاکہ دنیا کو امن کا گہوارہ بنایا جاسکے اور ہمارے ادیب و شاعر مقامی اور عالمی امن کی ترویج و ترقی کیلئے اپنے قلم کے ہتھیار سے ہر دم کوشاں رہ سکیں۔ بچوں کے تابناک مستقبل کے لئے بے کراں نظر آتے ہیں اسی لئے اپنے اظہار خیال میں اکثر کہتے ہیں کہ ”کیونکہ فروغ ادب سے ہماری نسلوں کو اچھی تربیت سے قوم کے معمار بنایا جا سکتا ہے اور بچوں کی انفرادیوں صلاحیتوں کو ابھار کر ملک و قوم کے تابناک مستقبل کے لئے سامان بھی مہیا کیا جاسکتا ہے۔ صرف ادب ہی جس سے بچوں میں اعلی اخلاق قدروں کی پاسداری، قومی و ملی جذبہ پروان چڑھ سکتی ہے اور اپنی تہذیب، ثقافت، وراثت، مذہب سے لگاؤ پیدا ہو سکتا ہے۔ تو اِس لئے ہر اہل قلم کا فرض ہے ادب کی اِس صنف کو نظرانداز نہ کریں تاکہ انکی کاوشوں سے شعور کی دہلیز پر قدم رکھتے یہ نونہال معاشرے کی ترقی میں اپنا کلیدی کردار ادا کر سکیں۔۔۔

نوک نوک۔۔کامیابی ہے منتظر

آؤ کسی مقصد کے لئے جیتے ہیں،آؤ کسی مقصد کے لئے مرتے ہیں۔۔۔ میری سوچ کا'' محور اسلام امت اور پاکستان۔۔۔سب کچھ نہ سہی کچھ نا کچھ ضرور کرنا ہے۔۔۔ہاں میرا دل بار بار مجھ سے کہتا ہے کہ ''نوک نوک۔۔کامیابی ہے منتظر''۔۔''یہی وہ سوچ فکر، نظریہ ہے جو رضوان اللہ خان کو شب و روز بے چین کئے ہوئے ہیں۔بے فکر دنیا، کی فکر میں ہے بے فکر لوگوں کو دیکھ کر فکر میں ہے۔۔۔۔رضوان کے خیالات کو جانچنے ،پڑھنے، سمجھنے کا موقع ملے تو یہ بات خوب عیاں ہو گی کہ اتنی کم عمری میں ہی یہ نوجوان اپنے ایک اندر کمال خصوصیات رکھتا ہے۔بات کرتا ہے عقل دھنگ رہ جاتی ہے۔لکھتا ہے توبڑے.بڑے لکھاریوں کو بھی حیرت زدہ کر دیتا ہے۔کچھ کرنے کا عزم لئے ،کچھ کر گزرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔۔سنیئے یہ نوجوان کیا کہتا ہے۔۔''میں کون ''ہوں ؟۔۔میرا مقصد بتائے گا

رضوان اللہ خان ایک موٹیویشنل سپیکر ہیں اور بطور یوتھ ایمز جائزر جانے جاتے ہیں، کالم نگار اور فیچر رائٹر ہونے کے ساتھ سوشل ایکٹیوسٹ بھی ہیں، رضوان اس وقت پاکستان کی مقبول و معرف ٹریننگ اینڈ کونسلنگ کمپنی ''ہائی پوٹینشل آئیڈیاز'' میں اپنی خدمات سرانجام دینے کے ساتھ ساتھ نوجوان کالم نگاروں کی

تنظیم پی ایف یو سی میں بھی بطور ڈائریکٹر پبلک ریلیشن اپنی ذمہ داری بھی باخوبی نبھا رہے ہیں۔اِس نوجوان کی حالیہ دنوں میں منظر عام پے آنے والی کتاب ''نوک نوک۔۔کامیابی ہے منتظر'' بارے یہ کہوں کہ اہل ذوق احباب کیلئے ایک نادر تحفہ ہے کتاب کی تعریف میں ناکافی ہے۔۔زیر نظر اِس کتاب پر مجھے تبصرہ، تجزیہ، یا کوئی جائزہ نہیں لکھنا۔۔اور رضوان اللہ خان کے سوشل میڈیا پے لوگوں کے پوچھے گئے سوال کہ ''ہم کیا لکھیں؟ جو لکھتے ہیں لوگ اختلاف کرتے ہیں'' پر دیئے گئے اِس جواب نے، مجھے ویسے ہی لکھنے میں بہت محتاط بھی کر دیا ہے کہ '' ا۔اگر تو آپ لوگوں کو خوش کرنے کے لئے لکھنا چاہتے ہیں تو انہی لوگوں پر لکھیں اور تعریفوں کے پل باندھ دیجئے وہ خوش ہو جائیں گے۔۔۔ ۲۔اگر آپ خواتین میں مشہوری چاہتے ہیں تو غم، عشق اور اداسی کی چکی پیں کر تحریر لکھیں۔۔۔۔ ۳۔اگر آپ ریٹنگ چاہتے ہیں تو جتنا ہو سکے جھوٹ بولیں۔۔۔۔ ۴۔اگر آپ سب کے لئے قابل قبول بننا چاہتے ہیں تو جھوٹے اعتدال کا نعرہ لگا کر سچ بولنے سے پرہیز کریں۔۔۔ ۵۔اور اگر آپ صرف سچ، امید، مثبت پیغام، حق بات کا فروغ اور باطل سے پردہ اٹھانا چاہتے ہیں تو کسی بھی چیز کی پرواہ کئے بنا، لوگوں کے طعنوں سے ڈرنے بنا، ریٹنگ کی فکر کئے بنا، سب کو خوش رکھنے کی پالیسی کے بنا بس لکھتے چلے جائیں کیوں کہ میرے نزدیک ہر شے سے بہتر حق بات کرنا ہے''۔۔۔ تو اس لئے بغیر کسی تمہید کے اِسی کتاب کا مختصر تعارف پیش کرنے کی جسارت کر رہا ہوں جس میں رضوان نے اپنے اساتذہ سے

سیکھے اسباق اور اپنی جواں عمری میں زندگی سے سیکھے ہوئے تجربات قارئین کے سامنے رکھنے کی بڑے اہتمام سے کامیاب کاوش کی ہے۔۔

یہ کتاب بتائے گی کہ کیسے زندگی میں پریشانیوں اور ناکامیوں کے خوف سے خود کو بچاتے ہوئے اپنی زندگی کو بہتر سے بہتر بنانا ہے، یہ کتاب آپ کو سیلف ایویرنس کے ساتھ آپ کی پوشیدہ صلاحیتیں اور زندگی کے عظیم مقاصد کو جاننے میں مدد دے گی، اس میں آپ سیکھیں گے کہ زندگی میں کامیاب ہونے کے لئے گولز کس طرح سیٹ کئے جاتے ہیں اور کس طرح اپنی صلاحیتوں کو مزید نکھارا جاتا ہے، اپنی خود اعتمادی جگانے اور خوابوں کو حقیقت میں بدلنے میں یہ کتاب ایک معاون دوست کا کردار ادا کرتی ہے، یہ کتاب ناکامی کے اندھیروں میں کامیابی کی شمع جلاتی ہے، یہ کتاب نوجوانوں بالخصوص سٹوڈنٹس ''کے لئے شاندار روڈمیپ ہے۔''

۔ سعید قاسم ک بنا و شکار دی ذیب سرورق ک اپ پر لک کہ ''ہر اس شخص کے لئے جو زندگی میں کامیاب ہونا چاہتا ہے''مگر مطالعہ بتائے گا کہ یہ کتاب فقط اِس زندگی کی ہی نہیں بلکہ بعد از موت زندگی میں بھی کامیابیوں کی ضامن ثابت ہوگی، انشاءاللہ تعالیٰ۔۔ والدِ محترم اور اُستادِ محترم کے نام انتساب میں لکھتے ہیں کہ ''والدِ محترم عبدالروف خان جن کا خواب اپنی اولاد کو بڑا اور کامیاب انسان بنتے دیکھنا ہے اور اُستادِ محترم

اختر عباس جن کی محبت، شفقت اور خلوص نے اس خواب کو تعبیر کرنے کا حوصلہ دیا" بذریعہ ای میل موصول ہونے والے مداحوں، جن میں ہارون وقار، عفاف ابراهیم، ڈاکٹر کامران اقبال، عمرحیات گل۔نر، جاوید میاں، شہزاد خان، ڈاکٹر فرید حیات اور فرید سجاد کے نام شامل ہیں، کے فیڈ بیک کو بھی کتاب کی زینت بنانے کی ایک نئی روایت رکھی گئی ہیں۔جو قابلِ تحسین ہے۔کتاب میں "آپکا شکریہ'' کے عنوان سے اپنے مضمون میں رضوان نے بڑے سلیقے اور احترام سے تمام محسنین سے اظہار تشکر بھی کیا ہے جن کی دعائیں اور ہمت افزائی انکے ساتھ ساتھ ہیں۔

کتاب کا دیباچہ بعنوان "دھیمی سی پُرخلوص دستک" میں معروف ٹرینر، مصنف، افسانہ نگار چیف انسپائرنگ آفیسر ہائی پوٹینشل آئیڈیاز محترم اختر عباس لکھتے ہیں کہ "کامیابی ہے منتظر" بے شک ایک دھیمی سی پرخلوص دستک ہے دستک دینے والا بھی ہمیں بہت عزیز ہے اور یہ دستک بھی۔یہ کتاب آپ کو آگے بڑھنے پر اکسانے میں مدد دے گی ۔نوجوان کالم نگار فرخ شہباز وڑائچ صدر پی ایف یو سی اپنے تاثرات بعنوان "پہلی محبت" میں لکھتے ہیں رضوان کی آنکھوں میں کامیابی کی چمک اسے عام نوجوانوں سے ممتاز کرتی ہے، لگتا ہے یہ کچھ بدلنا چاہتا ہے یہ زندگیوں میں تبدیلی لانا چاہتا ہے، یہ نوجوان اپنی پہلی کتاب کے ساتھ آپ کے دروازے پر دستک دے رہا ہے،پہلی کتاب ٹھیک "پہلی محبت" کی طرح

ہوتی ہے، مجھے یقین ہے آپ اس نوجوان کی پہلی محبت کے امتحان میں اسے ناکام نہیں ہونے دیں گے۔ معروف سکالر شفیق احمد کمبوہ (جرمنی) کتاب پر اپنی آرا کا اپنے مضمون نوک نوک۔۔ایک جائزہ''میں کچھ یوں اظہار خیال کرتے ہیں کہ اپنی کتاب میں ہر'' جگہ مصنف نے زندگی میں حقیقی کامیابی کے حصول کے لئے کنایوں،استعاروں اور تلمیحات کا استعمال انتہائی خوش اسلوبی سے کیا ہے۔یہ کتاب دل شکستہ اور ناکامی کے خوف سے دو چار افراد کے لئے ایک قیمتی تحفہ ہے۔بلکہ تمام قارئین کے لئے دورِ حاضر کی مایوسیوں سے بھری زندگی میں تازہ ہوا کا جھونکا ہے۔ سحرین بخاری اپنے مضمون ''میرا تاثر''میں اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے لکھتی ہیں کہ مجھے خوشی کے ساتھ ساتھ فخر بھی کہ نہایت ذہین اور باادب رضوان اللہ خان نے معاشرہ میں مفید شہری ہونے کی ذمہ داری اُٹھاتے ہوئے ، اپنی کتاب میں کامیابی کے حصول کے حوالے سے راہنما اصولوں کا جائزہ لیا ہے۔ ''حرفِ آغاز'' میں رضوان نے اپنی قلمی سفر میں دوستوں، معاون کاروں ،اساتذہ ، محسنوں کا ذکر بھی نہایت ادب سے کیا ہے اور آخر میں قارئین کو مخاطب کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ''اسی وقت خود کو بدلنے کا فیصلہ کیجئے اور ناکامی کا خوف دل سے نکالنے کا عزم لئے کامیابی کے اصول سیکھے اور ان پر عمل کرکے ''کامیابی پانے کے لئے ''کامیابی ہے منتظر'' کا مطالعہ کیجئے ،بقول شاعر۔۔

جو وقت کو مفت گنوائے گا۔۔۔وہ آخر کو پچھتائے گا

کچھ بیٹھے ہاتھ نہ آئے گا۔۔۔جو بوئے گا سو کھائے گا
تو کب تک دیر لگائے گا۔۔یہ وقت بھی آخر جائے گا
اُٹھ باندھ کمر کیا ڈرتا ہے۔۔۔پھر دیکھ، خدا کیا کرتا ہے

کتاب کے پندرہ باب ہیں ""آخر کامیابی ہوتی کیا ہے؟، کامیابی کیسے حاصل ہوتی ہے؟، خواب سے حقیقت تک، من اپنے نوں۔۔پڑھ بندیا، خود پر بھروسہ کرنا سیکھیں !، آؤ راستہ تلاش کریں، ناممکن تو کچھ بھی نہیں، اپنی صلاحتیں کو چمکائیں، گھبراؤ نہیں۔۔قدم بڑھاؤ، تندی بادِ مخالف سے نہ گھبراؤ۔۔اے عقاب، اعتماد کی اہمیت ضرور جان لیجئے، یہ تو میری ذمہ داری ہے !، یہ تو آتی ہے تجھے اونچا اُڑانے کو !، بزنس میں بنیں، مانگنے میں کنجوسی نہ کریں"""عنوانات کی کشش قارئین کو اپنی طرف راغب کرتی ہے، مضامین بامقصد ہیں اور ایک سے بڑھ کر ایک ہیں۔بڑی خوبصورتی اور نفاست سے انگلش لٹریچر کو سلیس اُردو اور عام فہم انداز میں اُردو ادب میں جس سلیقے سے پیش کیا گیا ہے، جو کہ ایک خوشگوار اضافہ ہے۔قرانی آیات اور مقدس احادیث ﷺ کو بھی بڑی عقیدت مندانہ انداز میں مضامین میں شامل کیا گیا، بلاشبہ رضوان کو اُردو سے زیادہ انگلش لٹریچر پر انگلش سے زیادہ عربی لٹریچر پر اور عربی سے زیادہ اُردو لٹریچر پر عبور حاصل ہے۔کتاب کا مطالعہ بتاتا ہے کہ رضوان کو کتابوں سے کس کدھر عشق ہے اور اُس کے مطالعہ کا دائرہ کار کتنا وسیع ہے۔

کتاب کے آخر میں کنٹیکٹ ڈیٹیل کے علاوہ ایک صفحہ قارئین کے لئے لائف گولز اور تاثرات لکھنے کے لئے مختص کیا گیا ہے۔جو رضوان کی بالغ النظری، دور اندیشی کی اعلی مثال ہے۔ ستمبر ۲۰۱۶ میں ۱۵۰ صفحات پر مشتمل کتاب ''کامیابی ہے منتظر'' کو دارالمصحف نے شائع کیا، جسکی قیمت ۴۰۰ روپے مگر خصوصی رعایت پر ۳۰۰ پر بھی مصنف سے حاصل کی جا سکتی ہے۔تو اب سوچنا کیسا۔۔۔۔۔۔؟ منتظر ہے۔۔۔''کامیابی کا منتظر''

لیسکو صارفین اور ملازمین کی مشکلات ۔۔۔ احکام متوجہ ہوں

اخبارات کی خبروں ،احکام بالا کے بیانات سے یہ تاثر ضرور ملتا ہے کہ مثبت اقدامات سے لیسکو بہتری کی جانب گامزن ہیں اور ایسے ہی موثر لوڈ مینجمنٹ سے لوڈ شیڈنگ میں خاطر خواہ اچھے نتائج سے عوام کو قدرے ریلیف بھی ملا ہے ، کچھ پروجیکٹس کے آغازاور کچھ تکمیل کے آخری مراحل میں ہونے کی بنیاد پر حکمران دعوی کر رہی ہے کہ ۲۱۰۸ تک لوڈ شیڈنگ کا بالکل خاتمہ ہو جائیگا۔لائن لاسز کم ہو رہے ہیں ، بجلی چوروں کے خلاف کریک ڈاؤن کیا جا رہا ہے۔ واجبات کی وصولی کو یقینی بنایا جا رہاہے۔ بجلی کے نرخ کو کنٹرول میں رکھا گیا ہے۔ صارفین کو زاہد یونٹس کے اضافی بوجھ سے بچانے کے لئے ریڈنگ کا عکس بھی بل پر نٹ کیا جا رہا ہے ،چوبیس گھنٹے دفاتر میں لیسکو ملازمین کی یقینی حاضری ممکن بنائی گئی ہے۔ مگر یہ تمام تسلی بخش بیانات یا اقدامات تصویر کا ایک رخ ہیں جبکہ دوسرے رُخ پر صارفین کے علاوہ لیسکو کے ملازمین کو بھی کئی تکلیف دہ مشکلات کا سامنا ہے اور یہ ایسے باریک اور تکنیکی معاملات ہیں جن کا کسی پلیٹ فورم پر تذکرہ ہی نہیں اور نہ ہی کوئی شنوائی ہے ۔انہیں مشکلات و شکایات کے ازالے کے لئے احکامِ بالا کی اِس تحریر کیطرف توجہ درکار ہے

جہاں لائن لاسز میں کمی لانے کے لئے اور واجبات کی صارفین سے وصولی کو یقینی بنانے کے لئے واپڈا احکام نے بجلی کی تقسیم کار کمپینوں میں جدید طریقے متعارف کروائے ہیں وہاں لائن لاسز اور ریکوری کے عداد و شمار کو تسلی بخش ظاہر کرنے کے لئے کمپنیوں کے تمام دفاتر میں پراونے فرسودہ طریقے بدستور قائم ہیں چونکہ گھریلو صارفین کی طرح تصاویر کے ذریعے ریڈینگ کا طریقہ کار صنعتی صارفین کے لئے موجود نہیں ہے اس لئے بجلی چوری کی وجہ سے پیدا ہونے والے لائن لاسز میں کمی لانے کے لئے لیسکو میں بڑے پیانے پر صنعتی صارفین کو زاید یونٹ کے بل ڈال کر بھیجے جا رہے ہیں لیسکو کی ویب سائیٹ پر MIS Report پر رننگ صنعتی ڈیفالٹر صارفین جن کی طرف واجبات کئی ماہ واجب الادا ہیں انکے بل پر زائد یونٹ کے سٹروک باآسانی دیکھے جا سکتے ہیں بعض صارفین کو ڈیفالٹر لسٹ CP 114 سے نکالنے کے لئے بل کی تصحیح کرنے کے بجائے سب ڈویژن کی سطح پر متعلقہ اہلکاروں نے انکی بلنگ بند کروا کر P- Disc صارفین میں شامل کر دیا ہے۔ جبکہ یہ انڈسٹریل میٹر موقع پر چل رہے ہیں اور لیسکو انتظامیہ کے دباؤ پر اکثر صارفین کے میٹروں پر ریڈنگ زائد ہونے کے باوجود میٹر کاٹ لئے گئے ہیں ۔

ایسے صنعتی صارفین جن کے ڈیفیکٹو میٹر تبدیل کر دیئے گئے تھے لیکن P- Disc لسٹ میں شامل ہونے کی وجہ سے نئے میٹر پر وصول ہونے والی پنڈنگ ریڈنگ صارف

RCO کو چارج نہیں کی جا سکتی جس کا لائن لاسز پر برا اثر پڑ رہا ہے اور میٹر بحالی کے لئے فیس کے بوجھ کو بھی صارفین پر ڈال دیا گیا ہے

زائد یونٹ کے سٹروک اکثر ان صارفین کو لگائے جاتے ہیں ۔ جن کے میٹر کی ریڈنگ پر فنی طور پر غائب ہو جاتی ہے، کیونکہ ایسے صارفین کے میٹر پر LCD Display ریڈنگ نہ ہونے کے باعث بل کی تصحیح نہیں کی جا سکتی بلکہ میٹر کا ڈیٹا ڈاؤن لوڈ کیا جانا ضروری ہوتا ہے لیبارٹری سے نتائج کی وصولی کے لئے جدو جہد بھی صارفین کو خود کرنا پڑتی ہے ۔ صارفین کی بڑی تعداد ایسی بھی ہے جن کے میٹر کا ڈیٹا ڈاؤن لوڈ ہونے کے لئے بھیج Pre-Audit کے باوجود بل درست کرنے کے بجائے سرکل آفس میں دیئے جاتے ہیں ۔ جہاں کئی اور اعتراضات لگا کر کیس میں تاخیری حربے استعمال کئے جاتے ہیں ۔

بہت سے صنعتی صارفین لیسکو کی تقریباً ہر سب ڈویژن میں ایسے بھی موجود ہیں جن کے بل پر لگائے گئے یونٹ کے سٹروک ہر ماہ تھوڑے تھوڑے کرکے بل سے نکالے جا رہے ہیں تاکہ معاملہ ڈویژن کی سطح پر حل ہو جائے اور سرکل آفس یا ہیڈ کوارٹر سے اپروول کی ضرورت باقی نہ رہے ۔اور بعض صارفین کو اقساط کرکے بل جمع کروانے پر مجبور کیا جاتا ہے بصورت دیگر صارف کو ذاتی ٹرانسفارمر لگوانے کے لئے بھاری رقم کا ڈیمانڈ نوٹس جاری کرنے کی دھمکی دی جاتی ہے ۔ جبکہ آبادی کے ٹرانسفارمر پر نئے صنعتی کنکشن بھی لگائے جا رہے ہیں۔

حالات کے پیش نظر صارفین کے مختلف فورم پر بڑھتی ہوئی شکایات کے پیش نظر لیسکو P-Disc انتظامیہ دانش مندی سے ٹیمیں تشکیل دے کر حال ہی میں ہونے والے کنکشنز کو موقع پر چیک کروا کر میٹروں کے موقع پر موجود نہ ہونے کا سرٹیفیکٹ متعلقہ سب ڈویژنز کے ایس ڈی او حضرات سے بمعہ دستخط وصول کرکے اپنے ریکارڈ کا حصہ بنا چکی ہے۔

گزشتہ کئی ماہ سے میٹروں کی عدم دستیابی کے باعث میٹر جلنے کی صورت میں صارفین کو شدید مشکلات کا سامنا ہے سپلائی کی فراہمی کو ناگزیر سمجھتے ہوئے ،جن صارفین کی سپلائی خود متعلقہ ایس ڈی او نے ڈیریکٹ بحال کروائی اور جہاں انکو ماہناہ اوسط یونٹ کا بل چارج کیا جانا تھا وہاں بجلی چوری کا ڈیٹکشن بل ڈال کر اپنے لائن لاسز پورے کئے جا رہے ہیں ،ایسے تمام صارفین جن کے کئی ماہ پہلے میٹر ڈیفکٹو کرکے تبدیل کئے جا چکے تھے انہیں بھی ڈیٹکشن بل ڈال دیا گیا ہے تاکہ لاسز میں کمی لائی جا سکے۔

میٹروں کی فراہمی میں تاخیر کی وجہ سے آنے والی سردیوں ڈیفکٹو میٹرز کا تبدیل نہ کرنا بھی صرف محکمہ کے لئے فائدہ مند ثابت ہوگا۔کیونکہ موسم کے پیش نظر گھریلو صارفین کے بجلی کا استعمال کم ہونے کے باوجود گرمیوں کا

اوسط بل وصول کرکے لاسز میں کمی لائے جاسکے گی اسی طرح سرکاری ٹیوب ویلز پر بھی
- زائد یونٹ چارج کرکے لاسز میں بہتری پیدا کرنے کا رواج بھی اب بھی موجود ہے
محکمے کے ملازمین افسرانِ بالا کے دباؤ کی وجہ سے اپنی ملازمت بچانے، تبادلے کے خوف،
سہولیات کی عدم دستیابی، عدم تحفظ اور ہراساں کئے جانے کی وجہ سے ایسا کرنے پر
مجبور ہیں۔

صیح بجلی چوروں کی نشاندہی پر ان سے بل وصول کرکے لائن لاسز میں کمی لاممکن اس
لئے بھی نہیں کیونکہ حیران کن پر کسی بھی سب ڈویژن میں محکمہ کی طرف سے M&T
طرز کا تربیت یافتہ عملہ موجود ہی نہیں جب کہ لائن لاسز بڑھنے کی تمام تر ذمہ داری ایس
ڈی او اور ریڈنگ سٹاف پر ڈال دی جاتی ہے۔ جبکہ ریڈنگ عملہ ٹیکنکل سٹاف میں شمار
بھی نہیں کیا جاتا۔ ہر دفتر میں ذاتی طور پر بجلی چوری پکڑنے میں دلچسپی لینے والے ایک
کے عملے کو نشاندہی M&T دو اہلکار موجود ہوتے ہیں جن کا سہارا لے کر ڈسکریپنسی کی
کرادی جاتی ہے اور نشاندہی کے باوجود بجلی چوروں کو کیفر کردار تک پہنچانا آسان کام
کے بہت سے اہلکاروں کا بجلی چوری میں ملوث ہونا انتظامیہ کے M&T نہیں کیونکہ
- ریکارڈ پر بھی موجود ہے

سے لائن لاسز کی جواب طلبی کی جانے لگے اور M&T اگر ایس ڈی او رکے بجائے میں مزید تربیت یافتہ عملہ بھرتی کرکے ایک منصوبہ بندی کے تحت روزانہ کی بنیاد M&T پر سب ڈویژن کی مستقل کومبنگ کرائی جانے لگے تو لائن لاسز میں واضح کمی کی امید متوقع ہے۔

ایک طرف ریکوری کے نظام کو بہتر بنانے کے لئے انتظامیہ تمام ڈیفالٹرز سے واجبات کی وصولی کے لئے آن لائن فہرستیں بلحاظ رقم ،مدت، نرخ، بیچ آپ لوڈ کی جارہی ہیں تاکہ متعلقہ سب ڈویژن کا ریکوری سیکشن باآسانی ڈیفالٹر تک رسائی حاصل کرکے واجبات کی فوری وصولی یقینی بنائے جبکہ دوسری طرف سرکاری طور پر دفاتر میں نہ تو انٹرنیٹ کی سہولت موجود ہے اور نہ ہیڈ کوارٹر کی طرف سے انٹرنیٹ کی مد میں ماہانہ فنڈنگ کی جا رہی ہے۔روایتی طریقہ جات کی وجہ سے ریکوری سیکشن اپنی مدد آپ کے تحت کام کی سرانجام دہی کے لئے ذاتی خرچے پر متعلقہ فہرستیں ریکوری کے لئے حاصل کر رہے ہیں۔

وزارت پانی و بجلی نے ملازمین کی کانٹ چھانٹ سے خوف وحراس کی فضا تو قائم کر رکھی ہے لیکن مسائل کے حل کی طرف سنجیدگی سے بالکل توجہ نہیں دی جارہی ۔جہاں صارفین کو مہنگی بجلی مہیا کی جارہی ہے وہاں بجلی کی خرابی کی صورت

فوری بحالی کا کوئی نظام موجود ہی نہیں نہ تو سب ڈویژن میں حادثات سے بچنے کے لئے بکٹ والی گاڑیاں دستیاب ہیں اور نہ ہی انفرادی طور پر لائن مین کو سواریاں سرکاری سطح پر وعدوں کے مطابق مہیا کی گئیں ہیں۔اور اپنا ذاتی موبائل بھی ذاتی خرچے پر آن رکھنے کا پابند ہے۔

ٹرانسفارمر کی تبدیلی کے لئے جو کرین ہر ڈویژن میں موجود ہے اُس پر صرف ایک ڈرائیور تعنیات کیا جاتا ہے جس کے لئے چوبیس گھنٹے پورا ہفتہ ہر وقت ہر جگہ بوقت ضرورت پہنچنا ممکن ہی نہیں ٹرانسفارمر جلنے کی صورت متعلقہ ایل ایس کو جواب طلبی کی جاتی ہے جبکہ ٹرانسفارمر کو فالٹی حصے سے علیحدہ کرنے کیلئے ایل ٹی سائیڈ پر کہیں کوئی فیڈر کا بیک آپ پروٹیکشن ہے اور KV پروٹیکشن نہیں لگائی جاتی ٹرانسفارمر فیوز 11 فیڈر کی ٹرپنگ سے حفاظت کے لئے لگائے جاتے ہیں ،علاوہ ازیں ٹرانسفارمر کی مائینر مرمت کے لئے محکمے کی طرف سے کوئی پالیسی موجود نہیں جبکہ سپلائی کی فوری بحالی کے لئے ذاتی خرچے پر ایل ایس حضرات کا پرائیویٹ طور پر ٹرانسفارمر کا یا ٹھیک کروانا نا گزیر ہو جاتا ہے ،بش ٹوٹنے کی صورت اندرونی ٹرمینل میں کاربن آنے کی صورت یا اندرونی طور پر ٹانکا ٹوٹنے کی صورت ،آئل میں کمی یا نمی آنے کی صورت ،ہنگامی صورت حال سے بچنے کے لئے پرائیویٹ مکینک سے مرمت کروانے سے لیسکو کا ریونیو بڑے نقصان سے بچ بھی جاتا ہے۔بصورت دیگر ٹرانسفارمر تبدیلی کے

لئے محکمے سے قانونی طور پر وصولی کرنے اور ٹرانسفارمر واپس کرنے کے تمام مراحل نا صرف لیسکو افسران کی طرف سے روڑے اٹکائے جاتے ہیں، بلکہ شوکاز نوٹس کی تلوار سمیت مختلف سزائیں، آڈٹ پیرے جیسے مسائل کا بھی سامنا کرنا پڑتا ہے۔اس لئے سپلائی کی فوری بحالی اور افسران کی طرف سے بے جا دباؤ سے بچنے کے لئے ایل ایس حضرات ٹرانسفارمر کو ٹو فیز کرنے، لوڈ شفٹ کرنے، فیز شارٹ کرنے، جیسے عارضی طریقوں کا سہارا لے کر سب ڈویژن کو میڈیا کی خبر بننے سے بچا تو لیتے ہیں لیکن بعد میں ٹرانسفارمر کی مرمت یا تبدیلی کے لئے افسران بالا کی طرف سے کوئی تعاون نہیں کیا جاتا اس لئے ٹرانسفارمر کی کم خرچ پر مرمت کرنے کے لئے پرائیویٹ مکینک ٹرانسفارمر کی جلی ہوئی کاپر وائینڈنگ نکال کر اُس کی جگہ سلور وائینڈنگ کا سہارا لیتے ہیں اور مالی فوائد کے پیش نظر کور میں بھی کمی کر دیتے ہیں۔ایسی پرائیویٹ ورکشاپس کا تقریباً ہر صارف اپنی متعلقہ سب ڈویژن میں خود مشاہدہ کر سکتا ہے۔متعدد بار ٹرانسفارمر کی پرائیویٹ مرمت کی دفاتر میں روک تھام کے لئے مختلف ٹیمیں تشکیل دی جاتی رہی ہیں، جبکہ ساتھ ساتھ ایل ایس حضرات کو خفیہ پرائیویٹ مرمت کے لئے بھی مجبور کیا جاتا رہا ہے۔اِس لئے یہ ٹیمیں مسائل کے حل میں معاون ثابت ہونے کے بجائے ایل ایس حضرات پر مزید مالی اضافہ کے باعث بنتی رہی ہیں۔اور ان ٹیموں کے ساتھ ساتھ نام نہاد صحافی بھی بلیک میل کرکے ایل ایس حضرات سے پیسے بٹورنے میں پیش پیش رہے ہیں، دیگر کمپنیوں کی طرح

اگر لیسکو میں بھی ٹرانسفارمر میں خرابی کی صورت متعلقہ دفتر کی اطلاع پر خود ریکلیمشن ورکشاپ کا عملہ موقع پر بذریعہ کرین ٹرانسفارمر مہیا کرے اور فالٹی ٹرانسفارمر مرمت کرنے کے لئے وصول کرنے لگے تو لیسکو میں ملازمین کے مسائل کے حل یہ مثبت پیش رفت ہو گی۔اُمید ہے کہ احکامِ بالا توجہ دلااِس تحریر کو نظرانداز نہیں کریں گے ایسے فی الفور مثبت اقدامات کریں گے کہ صارفین کے ساتھ ساتھ لیسکو ملازمین بھی سکھ کا سانس لیں گے۔

سید بدر سعید۔ایک حوصلہ مند، کھرا لکھاری

عمر میں سید بدر سعید چاہے چھوٹا سہی مگر اِسکی بصارت اور بصیرت کسی بزرگ صحافی سے کسی درجے کم نہیں۔دوراندیشی، حالات شناسی، شخص شناسی جیسے غیر معمولی کمالات یہ جوان تو اپنے قلم کی نوک پہ لئے پھرتا ہے۔اور جب انہیں قرطاس کی زینت بناتا ہے تو نہ اسے سوچتے ہوئے سر کھجانے کی ضرورت ،نہ کسی کتاب اور جریدے سے حوالہ جات تلاش کرنے کی ضرورت آڑے آتی ہے ، نہ ہی کوئی طویل وقت درکار ہے۔انکا قلم بانگ دہل چلتا ہے۔اِس کا اخلاص، حوصلہ مندی، کھری نیت ،کام سے لگن، کچھ نیا لکھنے کا جذبہ نیا پانے کا جنون اِسکے راستوں کو آسان و منور کئے دیتے ہیں۔ والدین کی دعائیں، اساتذہ کی شفقت اور دوستوں کی محبت کو چھوڑ کر ایک قدم بھی آگے نہ بڑھنے کا عمل ہی ہے کہ یہ جو کرنے کا اردہ کر گزرے وہ لمحہ بھر میں اِس کی گرفت میں آ جاتا ہے۔مزاح نگاری ہو، کالم نگاری ہو، فیچر نگاری ہو یا تحقیق ہی کیوں نہ ہو، ہر صنف میں اپنے نام کا لوہا خوب منوایا ہے۔میدانِ شاعری میں بھی طبع آزمائی سے خاموشی نہیں برتی، موقع محل دیکھ کر داد و تحسین بٹورے بغیر نشست برخاست نہیں ہونے دیتا۔

بدر نے اپنے قلمی سفر کا آغاز 2006 میں ماہنامہ چاند سے کیا اور مزاح نگاری

کے حوالے سے اپنے خوب قلمی جوہر دیکھا کر قلم قبیلہ کو اپنا معترف بنا دیا۔ پھر یوں حکایت، حسب حال، نوائے وقت، سیارہ، فیملی میگزین، گو گو، جناح سمیت کئی دیگر اخبارات، جراید، آن لائن میگزین میں اپنی تخلیقات سے بھرپور پذیرائی حاصل کی ہے اور اہل قلم حضرات میں وہ مقام حاصل کر لیا جو اتنے قلیل عرصے میں کم کم کو حاصل ہوا ہے۔ کئی نجی چینل کے لئے سینکڑوں سکرپٹ بھی لکھ چکے ہیں ۔۔ انکی پہلی تہلکہ انگیز تصنیف "خود کش بمبار کے تعاقب میں" جو 2012 میں شائع ہوئے، نے ادبی میدان میں ایک ایسی جنبش پیدا کر دی کہ مقبول و معروف ادبی، صحافتی، سماجی اور سیاسی شخصیات نے انکی اس کاوش کو بھرپور سراہا۔ مایہ ناز سائنس دان محسن پاکستان ڈاکٹر عبدالقدیر خان اِس کتاب اور صاحب کتاب کے حوالے سے اپنے تاثرات میں لکھتے ہیں کہ " سید بدر سعید کی کتاب بے حد دلچسپ ہے اور بدر سعید کی بے انتہا کاوش و ریسرچ ورک کا نتیجہ ہے۔ اللہ کرے زور قلم اور زیادہ!" سینئر تجزیہ نگار سہیل وڑائچ اپنے خیالات کا اظہار کچھ یوں کیا کہ "میں سید بدر سعید کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں انہوں نے خود کش بمبار جیسے حساس موضوع پر غیر جانبداری سے دونوں پہلوؤں کا جائزہ لیا اور ایک نئے نقطہ نظر سے تحقیقی کتاب لکھی جو قابل تحسین ہے اس سے قبل میں نے اس حوالے سے جتنی کتابیں دیکھیں ان میں غیر جانبداری نظر نہیں آئی"

حال ہی میں شائع ہونے والی اب اِس نوجوان کی دوسری کتاب "صحافت کی مختصر

تاریخ۔ قوانین و ضابطہ اخلاق" کی گونج بھی تمام صحافتی حلقوں میں سنائی دے رہی ہے صحافی اور صحافت کا ذوق رکھنے والوں کی کثیر تعداد کا اِس کتاب کے حصول اور مطالعے کی بے تابی کا اندازہ اِس بات سے باخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ چند ہفتوں میں ایک ہزار سے زائد کتاب ہاتھوں ہاتھ بِک چکیں ہیں ۔ سوشل میڈیا پے ایک طوفان برپا ہے صاحب کتاب کو مبارکبادوں کا جہاں سلسلہ جاری ہے وہاں صحافت سے وابستہ احباب بھی اپنی ٹائم لائن پے اِس کتاب کے حوالے سے صاحب کتاب کو تحسینی کلمات سے نواز رہے ہیں، اپنے اِس خوش نصیب دوست پے رشک آتا ہے ۔ اور رشک کیوں نہ کر آئے اِس نوجوان نے میڈیا ہاوسز میں جاب بھی کی اپنی ویب سایئٹ کے لئے مواد بھی لکھا مقبول نجی چینل کے لئے باقاعدگی سے سکرپٹ بھی لکھا، دوست احباب سے کنارہ کشی بھی نہ کی ، گھریلو ذمہ داریوں سے بھی راہِ فرار اختیار نہ کی اور ان ساری مصروفیات میں سے وقت نکال کر لائبریریوں کے پرانے گوشوں میں پڑے پرانے اخبارات پر پڑی دھول بھی جھاڑی، تاریخ کو چھانا، تحقیق بھی کی اور تصدیق بھی اور پھر تقریباً تین سو صفحات پر مشتمل "صحافت کی مختصر تاریخ" کتاب بھی منظر عام پر لے آئے۔اِس کتاب کو ایورنیو بک پیلس نے شائع کیا ہے۔کتاب کا انتساب بدر نے جس انداز میں اپنے والدین کے نام کرکے ان سے والہانہ محبت کا خوبصورت اظہار کیا ہے اپنی مثال آپ ہے۔ملاحظہ کیجئے"والد محترم سید ظفر نقوی اور ماں جی کے نام جو گود میں اٹھائے سکول لے جاتے رہے اور جن کی انگلی تھام کر چلنے میں آج بھی

" فخر محسوس کرتا ہوں

حرفِ آغاز بعنوان "اپنی بات" میں بدر لکھتا ہے کہ اپنے پبلشر سے کنٹریکٹ میں صحافت کے مضمون کو پہلے سائن کرنے کی وجہ یہ تھی کہ بطور صحافی میرے نزدیک یہ انتہائی اہم مضمون ہے۔ میدانِ صحافت میں قدم رکھنے والوں کا جاننا ضروری ہے کہ یہ ایسی دنیا ہے جو ہر آنے والے دن کیساتھ اپنا انداز بدل لیتی ہے۔ جاننا اہم ہے کون سے بات نشر ہو گی تو اس پر گرفت ہو سکتی ہے۔ اپنی خواہش کا اظہار کرتے لکھتے ہیں کہ اس کتاب کو نصاب نہیں بلکہ کامیاب صحافی بننے کی نیت سے پڑھیں۔

کتاب کے ۲۵٦ باب ہیں ۔ ہر باب میں داستانِ صحافت رودادِ صحافی ایسی سمیٹ دی گئیں جیسے سمندر کو کوزے میں بند کر دیا ہو اور یہ ہنر صرف بدر ہی جانتا ہے۔ بغیر کسی پیچ و خم کے الفاظ کے بناؤ سنگھار کے ، عام فہم انداز اور سلیس اُردو میں بدر نے بڑی ہی خوش اسلوبی سے یہ کتاب لکھ کر صحافت کی عظیم خدمت کر کے میدانِ صحافت کی اُس صف میں اپنے آپ کو لا کھڑا کیا ہے جہاں بڑے بڑے نامور صحافی بھی اپنی جگہ بنانے میں ناکام نظر آ رہے ہیں۔ انہوں نے گزشتہ ۲۰ سالوں میں فرائض کی انجام دہی کے دوران شہید اور زخمی ہونے والے صحافیوں کے حوالے ان کے نام و مقام اور تاریخ کے ساتھ شام کر دیے جو کہ ایک بہت بڑا

کارنامہ ہے۔

اِس کتاب میں ” صحافت آغاز وارتقاء،.برصغیر کی مقامی زبانوں میں صحافت کا اغاز، آگرہ میں اردو صحافت کا آغاز، ۱۸۵۷ سے قبل اور بعد کی مسلم صحافت اور مزاحمتی صحافت، بیسویں صدی کی ابتدائی صحافت، تحریک پاکستان میں غیر جانبدار اور مخالف مسلم صحافت اور انکے رہنما چراغ۔ سر سید احمد خان، مولانا محمد علی جوہر، مولانا حسرت موہانی، ابو الکلام آزاد اور مولانا ظفر علی خان کی صحافتی خدمات، پاکستان صحافت کا مختصر جائزہ،۔ریڈیو، فلم ،ٹی وی ، کیبل چینلز اور نیوز ایجنسیز کا ارتقاء۔اہم پاکستان خبر رساں ادارے، پاکستانی صحافت پر تدغن ۔پاکستانی کے مختلف سیاسی ادوار میں صحافت کی حالتِ زار۔ صحافیوں کی قربانیاں ان پر مقدمات و الزامات۔ قیام پاکستان کے قبل اور بعد کے صحافتی قوانین۔ مختلف ادوار کے ایکٹ اور پریس اینڈ پبلی کیشنز آرڈیننس ، پیمرا۔ ضابطہ اخلاق، سائبر کرائم بل۔ مختلف نوعیت کے ضابطہ اخلاق۔ اسلام و صحافت۔زرد صحافت '' جیسے موضوعات پر صدائے ضمیر پر سچ و حق لکھا ہے اِس کے علاوہ اس کتاب میں ضمیمہ جات جس میں قدیم اور معروف اخبارت کے پہلے شمارے کے عکس موجود ہیں۔

چند روز قبل سید بدر سعید کی اسی کتاب ”صحافت کی مختصر تاریخ“کی رونمائی

کے حوالے سے لاہور پریس کلب میں ایک شاندار تقریب کا انعقاد کیا گیا جس کی صدارت بدر کے والدِ محترم سید ظفر نقوی نے کی تقریب میں سہیل وڑائچ، حافظ شفیق الرحمٰن، روزنامہ دن کے ایڈیٹر میاں حبیب، نجم ولی خان، ایثار رانا، عابد سلمان، سہیل ریاض، سید انور قدوائی، اعتبار ساجد، عبدالمجید ساجد، معین اظہر کے علاوہ عقیل خان، شہزاد اسلم راجہ، اختر سردار چوہدری، مہر جنید، حافظ اسحاق جیلانی، ماجد احمد ثمر، الطاف احمد، زاہد حسین، وسیم عباس، محمد طاہر تبسم درانی، پھول بھائی، رضوان، محمد سہیل احمد، اسعد نقوی، افتخار خان، محمد علی رانا، ذیشان انصاری، عقیل انجم خان، عثمان یوسف قصوری، شہباز چوہدری، ملک ساجد اعوان، رانا فیصل عزیز، سمیت شہر کی کئی معروف ادبی وصحافتی شخصیات نے شرکت کی تقریب سے خطاب کرتے ہوئے مقررین نے سید بدر سعید کی اِس کاوش کو خوب سراہتے ہوئے کہا کہ مصنف نے ایک تاریخ رقم کی ہے انھوں نے بدر سعید کو دل کی اتھاہ گہرائیوں سے مبارکبادیں بھی پیش کی۔

مجھے قوی امید ہے کہ اِس نوجوان کا نام قلم قبیلہ کے اُن قدآور لکھاریوں میں ضرور ہوگا جنھوں نے جذبہ حب الوطنی سے سرشار ہو کر احساس ذمہ داری سے اپنے قلم سے خوبصورت معاشروں کی تشکیل کی۔ آمین

صدائے علم"۔۔خزانۂ علم"

میرے محسن دوست اختر سردار چوہدری کی جانب سے خوبصورت تحفہ سمیع اللہ خان کی مرتب کردہ کتاب "صدائے علم" میرے سامنے ہے۔مطالعہ کے بعد سوچ و قلم اِس کشمکش میں ہیں کہ اپنے تاثرات کو کیا عنوان دوں؟انمول لکھوں یا کہ لاجواب؟گوہرِ ادب لکھوں یا کہ نگینہ صحافت؟شاہکار لکھوں یا کہ نادر؟آفتاب لکھوں یا کہ مہتاب؟صبح کی روشن کرن لکھوں یا کہ اندھیرے میں جلتا دیا؟تپتے صحرا میں کوئی شجرہ سایہ دار لکھوں یا کہ جلتے سروں پر پڑنے والا بارش کا پہلا قطرہ؟مہکتا گلستان لکھوں یا چمکتی کہکشاں؟تعبیر لکھوں یا کہ تدبیر؟جذبہ لکھوں یا کہ نئی لگن،کوئی بھی ایسا لفظ اِس کاوش کے شایانِ شان میرے پاس نہیں جو اِس کتاب کے اعلیٰ و بے مثال ہونے کی تعریف کرسکے۔

سمیع کی اِس خوبصورت وکامیاب کاوش پر جتنا بھی خراج تحسین پیش کیا جائے کم ہے جنہوں نے مضامین کے انتخاب میں زبان و بیان کے تمام تر معیارات کو پیش نظر رکھا ہے۔اِس کتاب کی اشاعت کو عملی شکل دینے میں سمیع اللہ خان کو عبدالمجید جائی اور نسیم الحق زاہدی کی معاونت حاصل رہی ہے اوراِسے اُردو سخن ڈاٹ کام پاکستان نے جون ۲۰۱۶ میں شائع کیا جبکہ دیدہ زیب سرورق کے لئے

ناصر ملک نے اپنے پیشہ وارانہ جوہر خوب دیکھائے ہیں۔ قیمت ۴۰۰ روپے (۲۰ یورو، ڈالر) ہے۔ سمیع نے انتساب میں اِس کاوش کو پرنسپل محترمہ عفت معین صاحبہ کے ۲۵ نام کیا ہے۔ میانوالی سے تعلق رکھنے والا یہ نوجوان عصرِ حاضر کے نامور لکھاریوں میں کسی تعارف کا محتاج نہیں، انہیں کالم نگاری، فیچر نگاری، افسانہ نگاری اور طنزومزاح کے حوالے سے خاص مقام حاصل ہے، انگلش میں ماسٹر کر رہے ہیں۔ انہوں نے قلمی سفر کا آغاز اگست ۲۰۱۰ میں روزنامہ جناح کے ادارتی صفحہ سے کیا، بعنوان ''اُفقِ گفتگو'' اِنکے کالم کئی اخبارات، جریدوں، آن لائن میگزینز میں شائع ہوتے رہتے ہیں۔ پاکستان ادب پبلشرز کے لئے ڈائریکٹر کی خدمات بھی باخوبی سرانجام دے رہے ہیں۔ روزنامہ اوصاف، روزنامہ منصف انڈیا، ہلال میگزین اور ماہنامہ ادب دوست کیلئے انکی قلمی خدمات کو میدانِ ادب و صحافت میں خوب سراہا جاتا ہے۔ پی ایف یو سی کے لئے سیکرٹری پروگرام کی ذمہ داریاں بھی باحسن انداز سنبھالے ہوئے ہیں۔ انکے نادر کالموں کا مجموعہ ''اُفقِ گفتگو'' زیر طبع ہے۔

صدائے علم '' درحقیقت ایک خزانہ علم ہے، جس میں واحدانیت، رسالت ﷺ، آل '' محمد ﷺ، آخرت، حقوق العباد، مذہب کیساتھ ساتھ ادب، انسانیت، تعلیم، پاکستان و پاکستانیت، حکمرانوں کے ظالمانہ رویوں، وطن کے خلاف ہونے والی اندرونی و بیرونی سازشوں، عالم اسلام، اقوام عالم، خواتین سمیت کسی بھی اہم موضوع کو

نظرانداز نہیں کیا گیا۔۔اِن کی اِس کاوش پر ادب و صحافت کی نامور شخصیات نے اپنے خوبصورت آرا کا بھی اظہار کیا ہے۔اجمل نیازی لکھتے ہیں کہ ''یہ کتاب میرے اِس جملے کی تائید کرتی ہے کہ کالم نگاری سالم نگاری ہے،یہ ایک اچھی کاوش ہے،اپنی کتاب کا نام صدائے علم رکھ کر انہوں نے اپنی علمی وابستگیوں کو ثابت کیا ہے''۔۔یوسف عالمگیرین (ایڈیٹر ہلال میگزین) اپنا اظہار خیال کچھ یوں کرتے ہیں کہ ''سمیع اللہ خان کا وطن عزیز سے بھرپور محبت کرنے والے ہنرمند نوجوانوں میں ہوتا ہے،انکا موقف ہے کہ تعلیم میں ترقی کے بغیر ملک کسی شعبہ میں بھی ترقی نہیں کر سکتا یہ وجہ ہے کہ زیر نظر کتاب میں نوجوانوں لکھاریوں کی مختلف موضوعات پر تحریریں ہیں جبکہ شعبہ تعلیم کو بھی خصوصی جگہ دی گئی ہے۔انہوں نے نوجوانوں کو ایک پلیٹ فارم مہیا کرکے لکھاریوں سے الفت کی دلیل بھی پیش کی ہے۔''ڈاکٹر ارشد اقبال (مراد آباد،انڈیا) کتاب اور صاحب کتاب کے حوالے سے اپنی رائے میں کہتے ہیں کہ '' سمیع اللہ خان کی ترتیب شدہ کتاب اس حوالے سے اہم ہے کہ اس میں نوآموز ابھرتے ہوئے کالم نگاروں کو موقع فراہم کیا گیا ہے۔اردو صحافت کے حوالے سے میں سمیع اللہ خان کی اس بے لوث کاوش کو سراہتا ہوں اور اس کارواں میں شامل تمام شرکاء کے لئے دعاگوہ ہوں جو اس کام کو آگے بڑھانے کے لئے اپنی توانائی صرف کر رہے ہیں''

سمیع اپنے ابتدائیہ میں لکھتے ہیں کہ ''صدائے علم میں اکثریت نوآموز

لکھاریوں کی ہے مگر اسی طبقے کے کچھ سینئر حضرات کی تحریریں بھی شامل ہیں تاکہ طفلِ مکتب اپنی تحریروں کا تقابل کرکے فائدہ اُٹھا سکیں، وطنِ عزیز جس نازک دور سے گزر رہا ہے ایسے لمحات میں جس زمین کو نوجوان لکھاری میسر ہوں اور ان میں سے اکثر کا موضوع تعلیم ہو تو اُسے کسی صورت ناامید نہیں ہونا چاہیے، قوی امید ہے کہ اس کتاب کے منظر عام پر آنے سے اس میں شامل نئے لکھاریوں کے حوصلے بلند ہوں گے ان کی تخلیقات کو جلا ملے اور نئے لکھاریوں کی تحریروں پر مشتمل انتخاب چھاپنے کی، روایت مستحکم ہوگی۔ نئے تخلیق کاروں کو مستقل مزاجی ملے گی اور ایسی کلیاں جو کھلنے کو تیار ہیں انہیں جوبن نصیب ہوگا، جوان نسل اور معصوم تخریب کے بجائے تخلیق کا راستہ اختیار کریں گے''۔ سمیع اللہ اپنے محسنوں اور دوستوں کو بھی نہیں بھولے اور ناصر ملک، مبشر الماس، حافظ شفیق الرحمٰن، اشرف سہیل، امجد رانا، بشیر ہمدانی، عبدالماجد ملک، فرخ شہباز وڑائچ، ساجد خان، احمد علی کیف، فرحان نذیر، عبدالستار اعوان، نسیم الحق زاہدی، عبدالمجید جائی، اختر سردار چوہدری، ذیشان انصاری اور سید بدر سعید سے بھی خوبصورت انداز و بیان میں اظہار تشکر کیا ہے۔

معروف کالم نگاروں اعجاز حفیظ خان نے اپنے مضمون بعنوان ''سمیع اللہ خان کی کاوش،، صدائے علم ''اور سلمان عابد نے بھی اپنی تحریر بعنوان ''نوجوان لکھاریوں کا مقدمہ''میں سمیع کی اِس ادبی کاوش پر بھرپور خراج تحسین پیش

کرتے ہوئے کہتے ہیں یہ کتاب صحرا میں پھول کھلانے کے مترادف ہے۔اور یہ کتاب
''ایک بہتر قیادت فراہم کرنے کا ذریعہ بھی بنے گی
صفحات پر مشتمل ''صدائے علم'' میں موجود ۴۵ مضامین ایک سے بڑھ کر ایک ۱۹۶
ہیں۔ جیساکے پہلے ذکر کیا ہے کہ اکثر لکھاریوں نے تعلیم کو اپنا موضوع بنایا
ہے۔''کتاب اپنی طرف پھر بلا رہی ہے (عبدالستار اعوان)، بلوچستان میں تعلیم کو فروغ
اور تقاضے (زرداد کاکڑ)، ایجوکیشن ریفارمز (شہزاد سلیم عباسی)، نظام تعلیم کی خرابیاں
اور تدراک کیسے ممکن ہے (محمد شاہد یوسف خان)، کوالٹی ایجوکیشن کا حصول (ایم اکرم
ریاض)، بلوچستان میں تعلیمی اداروں کی زبوں حالی (دوست محمد جمالی)، ہم صورت گر
کچھ خوابوں کے (سید ناصر احمد شاہ)، آخر تعلیم کی ذمہ دار کیوں (شہزاد سلیم عباسی)
فاصلاتی نظامِ تعلیم وقت کی ضرورت مگر؟ (سمیع اللہ خان)، تعلیم اور آج کا معاشرہ،
ملک این اے کاوش)، طبقات میں بٹا نظام تعلیم (ثقلین رضا)''اِن مضامین میں)
لکھاریوں نے بڑی نفاست سے پاکستان میں تعلیم کی اہمیت، نظامِ تعلیم میں جدت پسندی
کے رجحانات کو فروغ دینے، مساوی نظامِ تعلیم، پسماندہ علاقوں میں تعلیم پر خصوصی
توجہ کے حوالے سے اپنی قلمی ذمہ داریوں کو نبھایا ہے۔''حضرت مست توکلی، بلوچی
صوفی اور رومانی شاعر (، مہ جبین ملک)، منفرد و ممتاز گیت نگار و شاعر۔ تنویر شاہد محمد
زئی (عبداللہ نظامی)، ارشد ملک کی زندگی کا بھرپور عکاس

شعری مجموعہ (ریاض ندیم نیازی)'' جیسے مضامین بھی اِس کتاب میں خوب ادبی رنگ بھرتے دیکھائی دے رہے ۔اسلامی مضامین '' مخلوق اللہ کا کنبہ (اختر سردار چوہدری)، خلوص (شہزاد اسلم راجہ)، انسانیت کی فلاح کے لئے (اختر سردار چوہدری)،افسوس کے ہم مر جائیں گے (اختر سردار چوہدری)،اسلام میں جھوٹ کی ممانعت (خواجہ وجاہت صدیقی)''انسانیت،زندگی، موت اور بعداز موت زندگی،اصلاح معاشرے،اخلاص و اخلاق کا بہت خوبصورتی سے درس دے رہے ہیں۔''باپ زندگی کا انمول تحفہ (میاں نصیر احمد)، کر بھلا ہو بھلا (علی حسنین تابش) ''میں اِس بے رواروی کی دنیامیں حقوق وفرائض پر اسلامی نقطہ نظر کے مطابق ہر پہلو پر روشنی ڈالی گئی ہے۔معاشرے میں مساوات کی اہمیت کو ''طبقاتی تقسیم مگر کیوں (محمد ذوالفقار جٹ)''میں اجاگر کیا گیاہے۔نام نہاد صحافیوں کی یلغار کو ''فیس بک کے صحافی (تجمل محمود جنجوعہ)'' میں بے نقاب کیا گیا ہے۔رسالت ﷺ واحدانیت، آل محمد ﷺ کے حوالے سے ''قائد انسانیت حضرت محمد ﷺ (نسیم الحق زاہدی)، دنیا کو آج تیری ضرورت ہے یا حسینؑ سید اسد عباس)'' روح پرور مضامین کی برکت سے ہی کتاب کی مقبولیت میں دن بہ) دن اضافہ کیونکر نہ ہو۔''حج،قربانی اور عید (سہیل احمد مراد پوری) ''حج کی فرضیت، قربانی کے مسائل اور عید کی خوشیوں کوایک دوسرے سے شرعی احکامات کے مطابق منسلک کرکے بڑی روانی سے قلم بند کیا گیا ہے۔''اے حلب! ہم مجرم ہیں (حیات عبداللہ)، سعودیہ عرب میں بیس اسلامی ملکوں کی فوجی مشقیں (محمد شاہد

محمود)''میں عالم اسلام پر کفار کی نظرِ بد، اُن کے ناپاک ارادوں سمیت مسلم ممالک کی یکجہتی بارے۔بڑی دلیری سے قلمی جہاد کیا گیا ہے۔دشمنانِ پاکستان کے عزائم سازشوں سے اندرونی اور سرحدوں پر خلفشار کو''بھارتی جنگی جنون اور انسانیت کی تذلیل (محمد عتیق الرحمٰن)، آزادی کے ۶۸ سال (محمد ذوالفقار)''میں بڑی بے باکی سے بیان کرکے محبت وطنی کا حق خوب ادا کیا ہے۔''اس بار کون عید منائے گا (مجید احمد جائی)، انقلاب کا سبز باغ اور حبِ عاجلہ (عاکف غنی)، برائے فروخت (افتخار خان)، چوکیدار صحافی (تجمل محمود جنجوعہ)، امن کے دشمنوں کا یونیورسٹی حملہ (محمد شاہد محمود) تبلیغی جماعت اور دہشت گردی (عبدالقادر سہیل)، اہداف کچھ پورے، کچھ، ادھورے۔منزل کب ملے گی (رشید فراز)، میں یہ کس کے نام لکھوں جو الم گزر رہے ہیں (سید ناصر احمد شاہ)، رمضان المبارک اور ہمارے منافقانہ رویے (ڈاکٹر عبدالباسط)''اِن فکرانگیز تخلیقات میں پاکستان کے اندرونی حالات، انتشار و غیر یقینی صورتحال، دہشت گردیاں، تخریب کاریاں اور ہماری حکمت عملی، حکمرانوں کی غلط پالیسیوں اور اُن سے حاصل نتائج اور ہمارے منفی رویوں کو بیان کیا گیا ہے۔''مارٹن لوتھر کنگ کی بات ببول قصبہ والے سمجھ گئے (ضیغم سہیل وارثی)، بچوں کے حقوق کا عالمی دن (ابوبکر بلوچ) ناکامیوں سے کامرانی تک (قاری احمد ہاشمی) عورت آج بھی ونی کی جاتی ہے (مقدس فاروق اعوان)''تحریریں بھی پڑھنے کے قابل ہیں۔میری نظر میں کوئی ایسی تحریر نہیں گزری جس میں کچھ نیا نہ ہو یا

کچھ پُرانا نئے انداز اور نئی سوچ و فکر کے ساتھ نہ ہو۔ تحریروں میں جہاں تنقید ہے وہاں برائے اصلاح کا عنصر بہت نمایاں ہے۔ میں اِس صدائے علم کو خزانۂ علم ہی لکھوں گا۔ دوست احباب اِس کتاب کو ضرور پڑھیے